3. دونوں فریق اپنے دعویٰ کے مطابق انہی علماء کی گستاخانہ عبارات اور عقائد پیش کر سکیں گے جن کی مسلک میں واضح حیثیت ہو۔ لہذا اہل سنت مناظر وہابی مسلک کے ایسے علماء کی عبارات پیش کرے گا جن کی اہل حدیث مسلک میں واضح پہچان اور تعارف ہے اور اسی طرح اہل حدیث وہابی مناظر اہل سنت (بریلوی) کے ان علماء کی عبارات پیش کرے گا جن کی مسلک میں واضح حیثیت ہے۔ غیر معتبر علماء کی عبارات قابل قبول نہ ہوں گی۔

4. اگر کوئی فریق کسی متنازع عبارت یا شخص کو نہیں مانتا تو اس کو اس عبارت اور اس کے قائل کے بارے میں حکم شرعی واضح کرنا ہوگا۔

5. مناظرہ دو اشخاص وافراد کے درمیان نہیں بلکہ دو مسلکوں کے درمیان ہے لہذا دونوں طرف سے کسی مناظر کا انفرادی مؤقف تسلیم نہ کیا جائے گا بلکہ اس مسلک کے معتبر علماء کا نظریہ ہی جماعتی مؤقف قرار پائے گا۔

6. ایک وقت میں صرف ایک ہی موضوع کو زیر بحث لایا جاسکتا ہے۔

7. اگر کسی عبارت کو سکر و مستی سے کیف ثابت کر دیا جائے تو اس پر بحث نہیں ہوگی تاہم سکر و مستی کی کیفیت کو ثابت کرنے کے لئے بحث ہوگی۔

8. اگر زیر بحث عبارت پر مخالف مناظر مدعی کے علماء کی ایسی ہی عبارت پیش کر دے تو وہ زیر بحث عبارت قابل بحث نہ رہے گی۔

9. اگر کوئی عبارت مسئلہ وحدۃ الوجود پر مبنی ہوئی تو زیر بحث لائی جائے گی۔

10. مناظر اور صدر مناظر کے علاوہ کسی شخص کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی، صدر مناظر شرائط پر پابندی کروانے کیلئے ہی بول سکتا ہے۔ مخالف مناظر کے شرائط پر عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں منتظمہ افراد حائل ہوسکتے ہیں۔ جبکہ معاونین آپس میں آہستگی سے گفتگو
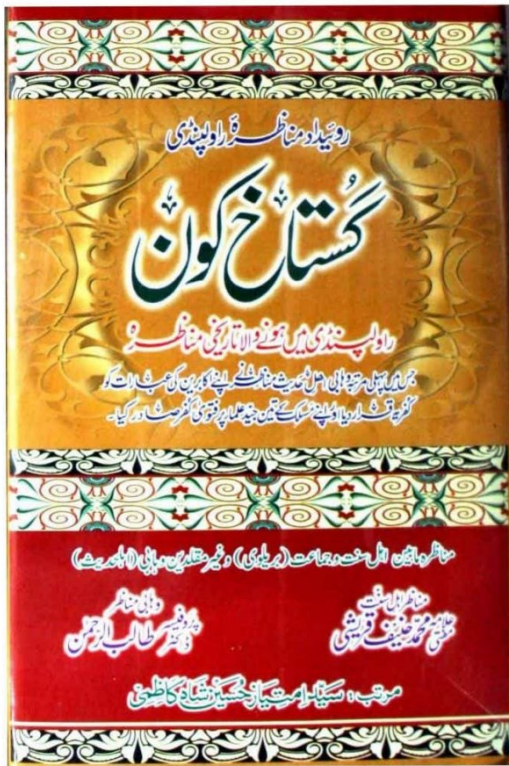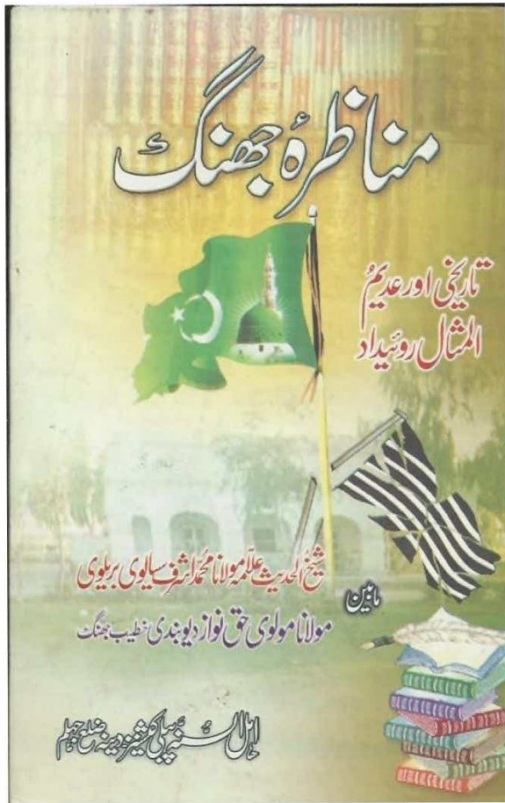
طریق کار:۔

1۔مناظرہ کا کل وقت آٹھ گھنٹے ہوگا جس میں دو گھنٹے کا وقفہ ہوگا یہ وقفہ پہلے چار گھنٹے کے بعد ہوگا طریق کار یہ ہوگا کہ دیوبندی مناظر اپنی گفتگو سے مناظرے کا آغاز کرے گا اور پہلے دس منٹ میں دیوبندی مناظر موضوع مناظرہ کے مطابق اپنے موقف کو بیان کرے گا اور اگلے دس منٹ میں بریلوی مناظر اس کا رد کرے گا اور ان عبارات کی صفائی دے گا یہ سلسلہ ایک گھنٹہ تک جاری رہے گا۔

2۔دوسرے گھنٹہ میں بریلوی مناظر دیوبندی مکتب کی عبارات پیش کرے گا اور اپنا موقف موضوع مناظرہ کے مطابق ثابت کرے گا جبکہ دیوبندی مناظر ان کا رد کرے گا اور ان کی صفائی پیش کرے گا یہ سلسلہ بھی دس دس منٹ کی تقسیم کے مطابق ایک گھنٹہ جاری رہے گا یہ ترتیب بقایا وقت مناظرہ میں بھی اسی طرح جاری رہے گی۔

3۔ہر دو فریق کے صدر مناظرہ کو دوران مناظرہ نظم و نسق خراب کرنے والے شخص کو باہر نکال دینے کا حق ہوگا

4۔اگر ایک مناظر کی گفتگو کے دوران دوسرا مناظر دخل اندازی کرے گا تو منصفین مناظرہ اسے ایک مرتبہ تنبیہ کریں گے اور اگر وہ اس کے باوجود باز نہ آئے تو منصفین اس کی شکست کا اعلان کر دیں گے۔

(یہ نہایت اہم شق ہے کہ کوئی مناظر جب اپنا بیان کر رہا ہے تو اس وقت دوسرے مناظر کو بولنے کا حق نہیں ہے اور اگر وہ دخل اندازی کرے تو ایک بار تنبیہ کے بعد اس کی شکست کا اعلان ہوگا)

بریلوی مذہب کا اُصول

دورانِ مناظرہ موضوع بدلنا یا موضوع سے فرار اختیار کرنا شکست ہیں
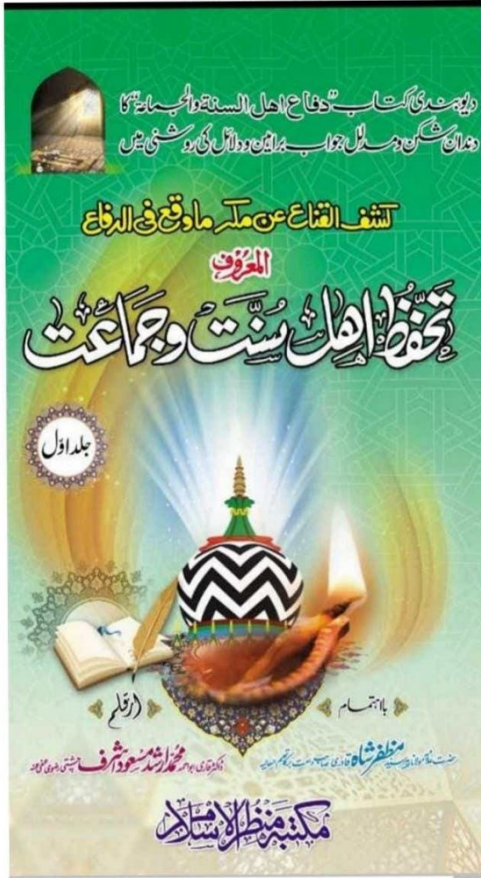
ہوتے ہیں ویسے ہی لغویات ہانکتے رہتے ہیں جس کے سرنہ پیر، مثلاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب محیط ہے، اور یہ کہ حضور کا مماثل پیدا کرنے کی اللہ تعالی کو قدرت نہیں، اس قسم کے اُن کے عقائد ہیں ۔۔۔۔اور اب تو اکثر [بدعتی] شریر بلکہ فاسق و فاجر ہیں"۔ (ملفوظات: ج ۷ ص ۲۳) اور یہ عقائد مولانا احمد رضا خان بریلوی کے بھی ہیں تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تو مولانا احمد رضا خان بریلوی کو علم سے کورا لغویات ہانکنے والا، فاسق و فاجر شخص قرار دے رہے ہیں"۔[1]

الجواب: اگر دیوبندی صاحب موصوف کی بات کو دو منٹ کے لئے تسلیم کر لیں تو بھی ان کا مدعا ثابت نہیں ہوگا کیونکہ انہوں نے مقدمہ قائم کیا تھا کہ" بریلوی مناظرین کے سامنے جب یہ کہا جاتا ہے کہ نواب احمد رضا خان صاحب کے کفر وایمان پر بات کریں تو فوراً اُچھل پڑتے ہیں"۔[2] یعنی دیوبندیوں کا موضوعِ مناظرہ سیّدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کفر و ایمان ہے، مگر دیوبندی صاحب نے جو حوالہ پیش کیا اُس میں ایک تو سیّدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی موجود نہیں ہے، اس کے علاوہ اہلِ بدعت کی جانب بدفہم، فاسق، فاجر کے الفاظ ملتے ہیں تو ان الفاظ سے کفر تو ثابت نہیں ہوگا ۔تو کیا دیوبندی مذہب کے اندر ایسے لوگ موجود نہیں جو علم سے کورے ہوں (کیا تمام دیوبندی مذہب سے تعلق رکھنے والے عالم و فاضل ہی ہیں) یا عقل کی پختگی سے دُور اور لغویات میں مشغول ہوں، پھر کیا دیوبندی صاحب ان تمام دیوبندیوں کو جو داڑھی منڈے ہیں یا لغویات میں مشغول ہیں اُن کو کافر و مشرک قرار دیں گے؟۔

جانِ من ! موضوع سے فرار اختیار کرنا اُصولِ مناظرہ کے مطابق شکست قرار پاتی ہے

،موضوع ہے کفر وایمان کا ،اور جناب بات کرر ہے ہیں ان لغویات کی ،علاوہ ازیں موضوع

[1] دفاع،ص 57، مکتبہ ختم نبوت، پشاور۔

[2] دفاع،ص 52، مکتبہ ختم نبوت، پشاور۔

دوسرے بدمذہب اگر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو جھٹلائیں تو تم ان کے جھٹلانے کے مقابلہ میں اہل بیت کو خبردار جھوٹا کہنا۔

۴ مناظرہ میں جج لازمی مقرر کرنا چاہیے، دیکھو اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کی بات بتانے کے بعد اپنی حکومت اور فیصلہ کا ذکر فرمایا۔

۵ مناظر کے لئے مخالف کی کتب پر نظر رکھنا لازم ہے دیکھو رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو اہل کتاب کی تفصیل بتائی۔

۶ مناظر پر لازم ہے کہ وہ مخالف کے دین و عقائد سے پوری طرح باخبر ہو دیکھو ربّ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہود و نصارٰی کے مناظرانہ مضمون کی خبر دی اس طرح یہ تعلیم فرمائی کہ یہ باتیں تمہیں ان سے مناظرہ ہونے کی صورت میں کام دیں گی۔

۷ عقائد کے معاملہ میں کشف اور الہام معتبر نہ ہونگے، بلکہ پختہ دلیل ضروری ہے، تقلید بھی اس معاملہ میں غیر معتبر ہے۔

۸ ہر دعویدار پر دلیل لازم ہے، خواہ وہ نفی کا مدعی ہو، خواہ ثبوت کا دعویدار ہو، دیکھو یہود و نصاریٰ نے نفی کا دعویٰ کیا کہ ہمارے علاوہ کوئی جنتی نہیں اِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۝ تو باری تعالیٰ نے فرمایا تم سچے ہو تو دلیل دو قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ (تفسیر نعیمی ج1 ص608 تا 615 ملخصا)

۹ مناظرہ میں ترک دلیل کرنے سے پرہیز چاہیے کہ یہ مغلوبیت کی دلیل ہے۔

۱۰ بے دینوں سے مناظرہ کرنا سنت انبیاء کرام ہے، دیکھو حضور علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبدیت پر کیسے دلائل قائم فرمائے۔

۱۱ بے دینوں سے مناظرہ کرنا کار ثواب ہے دیکھو حضور علیہ السلام نے نجران کے عیسائیوں سے جو مناظرہ کیا تھا سورۃ العمران کا اکثر حصہ اس کے بارے میں ہے۔ مناظر کو مذاق اور گال بازی سے پرہیز کرنا لازم ہے

۱۲ حتی الامکان مخالف سے اچھا سلوک کرنا، اعلیٰ اخلاق برتنا چاہیے بالخصوص اگر مخالف کافر ہوں اور انکے ایمان کی امید بھی ہو تو ان سے اچھی طرح پیش آؤ دیکھو

شرع میں نسب شہرت وتسامع سے ثابت ہوجاتا ہے بالخصوص قرآن مجید ہی میں تصریح کیا ضرور؟ یا کہا جائے کہ حضرت سیدنا یحیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتقال فرمایا زید کہے میں نہیں مانتا ہمیں خاص قرآن میں دکھادو کہ ان کی رحلت ہوچکی "سَلٰمٌ عَلَيۡهِ يَوۡمَ وُلِدَ وَيَوۡمَ يَمُوۡتُ" فرمایا ہے مات یحیٰ کہیں نہیں آیا تو اس احمق سے یہی کہا جائے گا کہ قرآن مجید میں بالتصریح کتنے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت وحیات کا ذکر فرمایا جو خاص یحیٰ وعیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے انتقال وزندگی کا ذکر ہوتا بلکہ قرآن نے تو انبیاء ہی گنتی کے گنائے اور باقی کو فرمادیا:

"وَمِنۡهُمۡ مَنۡ لَّمۡ نَقۡصُصۡ عَلَيۡكَ. بہت انبیاء وہ ہیں جن کا ذکر ہی ہم نے تمہارے سامنے نہ کیا"

تو عاقل کے نزدیک جس طرح ہزاروں انبیاء کا اصلاً تذکرہ نہ ہونے سے ان کی نبوت معاذ اللہ باطل نہیں ٹھہر سکتی یونہی موت یحیٰ یا حیات عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ فرمانے سے ان کی موت اور ان کی حیات بے ثبوت نہیں ہوسکتی عقل وانصاف ہو تو بات تو اتنے ہی فقرے میں تمام ہوگئی اور جنون وتعصب کا علاج میرے پاس نہیں۔

مقدمہ ثالثہ:- جو شخص کسی بات کا مدعی ہو اس کا بار ثبوت اسی کے ذمے ہوتا ہے آپ اپنے دعوے کا ثبوت نہ دے اور دوسروں سے الٹا ثبوت مانگتا پھرے وہ پاگل ومجنون کہلاتا ہے یا مکار پرفنون وھذا ظاھر جداً۔

دوسرے بدمذہب اگر ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو جھٹلائیں تو تم ان کے جھٹلانے کے مقابلہ میں اہل بیت کو خبردار جھوٹا کہنا۔

۴ مناظرہ میں جج لازمی مقرر کرنا چاہیے، دیکھو اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کی بات بتانے کے بعد اپنی حکومت اور فیصلہ کا ذکر فرمایا۔

۵ مناظر کے لئے مخالف کی کتب پر نظر رکھنا لازم ہے دیکھو رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو اہل کتاب کی تفصیل بتائی۔

۶ مناظر پر لازم ہے کہ وہ مخالف کے دین وعقائد سے پوری طرح باخبر ہو دیکھو رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کے مناظرانہ مضمون کی خبر دی اس طرح یہ تعلیم فرمائی کہ یہ باتیں تمہیں ان سے مناظرہ ہونے کی صورت میں کام دیں گی۔

۷ عقائد کے معاملہ میں کشف اور الہام معتبر نہ ہونگے، بلکہ پختہ دلیل ضروری ہے، تقلید بھی اس معاملہ میں غیر معتبر ہے۔

۸ ہر دعویدار پر دلیل لازم ہے، خواہ وہ نفی کا مدعی ہو، خواہ ثبوت کا دعویدار ہو، دیکھو یہود و نصاریٰ نے نفی کا دعویٰ کیا کہ ہمارے علاوہ کوئی جنتی نہیں اِلَّا مَنْ کَانَ هُودًا اَوْ نَصَارٰی ٥ تو باری تعالیٰ نے فرمایا تم سچے ہو تو دلیل دو قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ٥ (تفسیر نعیمی ج1 ص608 تا615 ملخصا)

۹ مناظرہ میں ترک دلیل کرنے سے پرہیز چاہیے کہ یہ مغلوبیت کی دلیل ہے۔

۱۰ بے دینوں سے مناظرہ کرنا سنت انبیاء کرام ہے، دیکھو حضور علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبدیت پر کیسے دلائل قائم فرمائے۔

۱۱ بے دینوں سے مناظرہ کرنا کار ثواب ہے دیکھو حضور علیہ السلام نے نجران کے عیسائیوں سے جو مناظرہ کیا تھا سورۃ العمران کا اکثر حصہ اس کے بارے میں ہے۔ مناظر کو مذاق اور گال بازی سے پرہیز کرنا لازم ہے

۱۲ حتی الامکان مخالف سے اچھا سلوک کرنا، اعلی اخلاق برتنا چاہیے بالخصوص اگر مخالف کافر ہوں اور انکے ایمان کی امید بھی ہو تو ان سے اچھی طرح پیش آؤ دیکھو

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم غیبیہ عطا فرمائے اور آپ کو علم لدنی بخشا کہ باوجود امی ہونے کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توریت کے مضامین سے دلائل پیش فرمائے۔ **چھٹا فائدہ:** اسلام کی حقانیت ظاہر کرنے یا اسلام سے اعتراضات اٹھانے کے لئے بے دینوں سے مناظرہ کرنا سنت ہے' دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے مناظرہ فرمایا۔ **ساتواں فائدہ:** مناظرہ میں فریقین کا علم میں برابر ہونا ضروری نہیں' بڑا عالم معمولی علم والے سے بھی مناظرہ کرے' ابراہیم علیہ السلام نے نمرود جاہل سے مناظرہ فرمایا جو تیسرے پارے کے اول میں گزر چکا' ہمارے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اعلم الاولین والاخرین ہیں ان پادریوں سے مناظرہ کیا جن کے علم کی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی حقیقت ہی نہ تھی اور رب تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید فرمائی' یہاں فرمایا **فاتوا بالتورۃ** اور کہیں فرمایا **قل هاتوا برهانكم** اپنی دلیل لاؤ۔ **آٹھواں فائدہ:** مناظرہ میں مخالف کو اس کی مسلمہ کتابوں سے الزام دینا درست ہے' دیکھو تحریف شدہ توریت کی ہر آیت مشتبہ ہے مگر چونکہ یہود کی مسلم ہے اس لئے انہیں اسی کے پیش کرنے کا حکم دیا گیا لہٰذا ہم مرزائیوں کو مرزا صاحب کی کتب سے اور ہندوؤں اور آریوں کو ان کے وید اور شاستروں سے الزام دے سکتے ہیں۔ **نواں فائدہ:** مناظرین کو یہ جائز ہے کہ مقابل کو الزام دینے کے لئے ان کی کتابیں اپنے علم میں رکھیں بشرطیکہ اپنے عقیدہ میں پختہ ہوں بلا ضرورت بے دینوں کی کتب دیکھنا اور پڑھنا جائز نہیں' مخصوصاً ان کو جو اپنے دلائل اسلام سے بے خبر ہوں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب عمر کو توریت پڑھنے سے منع فرما دیا تھا۔ **دسواں فائدہ:** نسخ احکام تمام دینوں میں ہوتا رہا ہے اس پر اعتراض یہودیانہ حرکت ہے اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو مسلمان کہلا کر نسخ کے منکر ہیں' نسخ کی پوری بحث اسی تفسیر کے پہلے پارے میں **ما ننسخ من اية** الایہ کے ماتحت گزر چکی۔

اعتراض: پہلا اعتراض: یہاں فرمایا گیا **كل الطعام** یعنی سارے کھانے بنی اسرائیل کے لئے حلال تھے تو کیا ان کے لئے کتا' گدھا اور سور بھی حلال تھے' یہ تو بڑی خبیث چیزیں ہیں' نیز پھر تم سانپوں اور چینیوں کو برا کیوں کہتے ہو جو کتا بلا بلکہ سانپ اور چوہے بھی کھا جاتے ہیں (آریہ)۔ **جواب:** اس کا جواب تفسیر میں گزر گیا کہ یہاں تمام کھانوں سے وہی کھانے مراد ہیں جو اسلام میں حلال ہیں اور جن کی حلت پر یہود مدینہ نے اعتراض کیا تھا' کلام کے معنے قرینہ سے کئے جاتے ہیں اس کے قرائن ہم تفسیر میں عرض کر چکے۔ **دوسرا اعتراض:** بنی اسرائیل کے گناہوں کی وجہ سے جو طیب چیزیں ان پر حرام کی گئی تھیں وہ صرف گنہگاروں پر کی گئی تھیں یا سب پر' اگر صرف گنہگاروں پر حرام ہوئی تھیں' نیکوں کے لئے حلال تھیں تب تو بڑی بے قاعدگی تھی' دینی قوانین یکساں چاہئیں اور اگر سب پر حرام تھیں تو نیکوں پر ظلم ہوا کہ کرے کوئی بھرے کوئی۔ **جواب:** سب پر ہی حرام تھیں' کبھی مجرموں کی وجہ سے نیکوں پر بھی مصیبت آ جاتی ہے' اگر ایک شخص کشتی کا تختہ توڑ دے تو سارے ہی ڈوبتے ہیں کہ ایک کشتی کے سوار جو ہوئے' اب بھی بعض گنہگاروں کی وجہ سے بارشیں بند ہو جاتی ہیں' وبائیں پھیل جاتی ہیں' جس سے تمام کو ہی تکلیف ہوتی ہے' باغی شہر پر بمباری کی جاتی ہے تو بے قصور بچے بھی ہلاک ہو جاتے ہیں' ہاں اس کے عوض رب تعالیٰ بے قصوروں کے درجات بڑھاتا ہے۔ **تیسرا اعتراض:** اس آیت سے معلوم ہو رہا ہے کہ بعض کھانے یعقوب علیہ السلام نے صرف اپنی ذات پر حرام کئے تھے اور وہ بھی ایک خاص وجہ سے' تو یہ کھانے تمام بنی اسرائیل پر حرام کیوں ہو گئے'

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں کہ جمہور علماء کے نزدیک خضر علیہ السلام نبی ہیں اور زندہ ہیں

دیو بندیوں کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں احقر کا رجحان اسی طرف ہے کہ انکو نبی تسلیم کیا جائے۔ (تفسیر عثمانی صفحہ نمبر 521)

صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں جن کو سرکار دو عالم ﷺ نے دعا دی تھی ﴿اللهم علمه التاويل وفقه فى الدين﴾

(تفسیر ابن جریر ،البحر المحیط)

سرفراز صاحب کا تجاہل

سرفراز صاحب نے آیت کریمہ ﴿ومـا ارسلنا من رسول الا بلسان قومه﴾ (سپارہ 22) کی تفسیر میں شبیر احمد عثمانی کا حوالہ ہمارے خلاف دیا ہے۔ حالانکہ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ مناظرانہ کتابوں میں یا برہانی دلائل پیش کیے جاتے ہیں یا جدلی دلائل کا مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ مسلمات خصم سے استدلال کیا جائے ہزاروں کتابوں کا مطالعہ کرنے والی شخصیت سے نامعلوم یہ چھوٹی سی بات کیوں اوجھل رہتی ہے کبھی فتـاوی رشید یہ کے حوالے دیتے ہیں اور کبھی تفسیر عثمانی کے اس اصول کو ذہن میں رکھیں کہ مخالفین کے سامنے اپنی کتابوں کے حوالے پیش نہیں کیے جاتے آپ آخر اس قدر بوکھلا کیوں گئے ہیں؟

سرفراز صاحب کا حضرت اچھروی پر بیجا اعتراض

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

مولانا محمد عمر صاحب نے فرمایا تھا کہ نبی پاک علیہ السلام کی ہستی جو تمام جہانوں کے معلم ہیں دیو بندی ان کو اپنا شاگرد بنانے پر تلے ہوئے ہیں گویا وہ اپنے آپ کو خدا سمجھتے ہیں اس
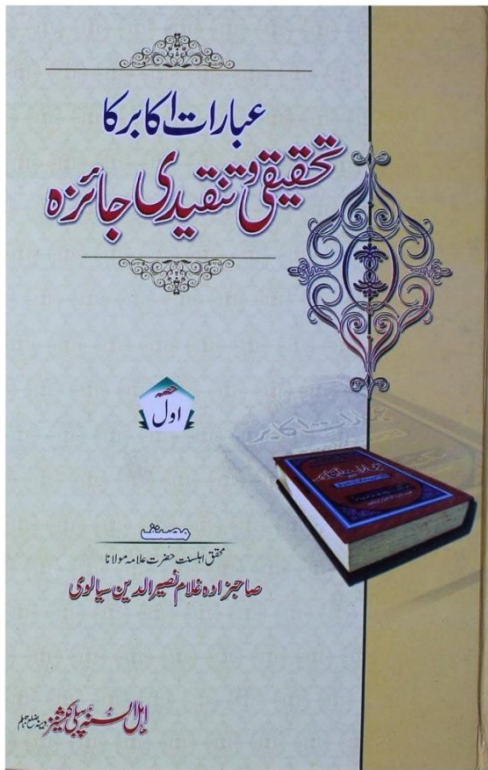
کہ آپ نے جس حدیث کو رفع یدین کی ممانعت کے بارے میں پیش کیا ہے اس کا رد تو محدثین اس حدیث کو رفع یدین عندالسلام کی ممانعت کے باب میں رکھ کر کر چکے ہیں۔ امام بخاری نے اس کی تردید کی ہے خود امام مسلم نے بھی اسے عندالسلام رفع یدین کی ممانعت کے باب میں رکھا ہے اور امام نووی نے بھی اس کی شرح میں اس کا رد کیا ہے' پھر اردو ترجمے والی نووی شرح مسلم اٹھا کر امام نووی کے حوالہ سے کہا کہ وہ اس حدیث کے تحت کہتے ہیں کہ سلام پھیرتے وقت ہاتھ نہ اٹھائیں جیسے دوسری روایت میں اس کی تصریح موجود ہے' اس سے رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنے کی ممانعت مقصود نہیں بلکہ وہ تو مستحب ہے' خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور جو احناف اس حدیث کو رفع یدین کی ممانعت میں پیش کرتے ہیں وہ بے علم اور احادیث نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ناواقف ہیں۔

مناظر اہل سنت

مناظر اہل سنت نے فرمایا کہ سب سے پہلے میں یہ احتجاج کرتا ہوں کہ جن باتوں کا میں کئی بار جواب دے چکا ہوں آپ بار بار اپنی ہر تقریر میں انہی کو گھسیٹ لاتے ہیں۔ آپ بار بار امام بخاری' امام مسلم اور امام نووی کا نام لیتے ہیں جب کہ میں اس کا جواب کئی بار دے چکا ہوں کہ حدیث کے مقابلے میں ان کے اقوال کی کوئی وقعت نہیں۔ پھر وہ حنفی بھی نہیں ہیں بلکہ رفع یدین کرنے والوں میں سے ہیں اس لئے ہم پر ان کا قول حجت نہیں۔ ہم پر اس کا قول حجت ہو سکتا ہے جو ہمارے مسلک کا ہو اس لئے قول آپ اسی کا لائیں جو ہمارے لئے حجت ہو۔

ہاں حضور علیہ السلام کی حدیث ہر ایک کیلئے حجت ہے اور دلائل کی روشنی میں حدیث کو سمجھنے کا ہر ایک کو استحقاق حاصل ہے۔ آپ کے مولانا اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ قرآن و حدیث سمجھنا مشکل ہے اور اسے علماء ہی سمجھ سکتے ہیں وہ قرآن و حدیث کا مخالف ہے۔ ایسی صورت میں آپ کا یہ کہنا کہ اس کا مطلب فلاں بیان کرے گا' کہاں کا انصاف ہے۔ حدیث آپ کے سامنے ہے' اگر آپ

ﷺ کے متعلق یہ الفاظ استعمال کیئے ''کہ میں مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں'' اس سے سننے والے کو کیا تاثر ہوگا جوان کتابوں کو پڑھیگا اس کا ردعمل کیا ہوگا اور اس کا عقیدہ کس طرح تباہ ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ عبارت پیش کی تھی ''کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں'' اس کا جواب بھی حضرت صاحب گول کر گئے ہیں اس کے ساتھ تیسری عبارت یہ پیش کی تھی ''کہ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ اگر چاہے تو ایک حکم کُنْ سے کروڑوں نبی ولی جن اور فرشتے جبریل اور محمد کے برابر پیدا کر ڈالے۔ گویا کسی ایک عبارت کا جواب نہیں دیا گیا۔

اس کے بعد آپ کبھی ''افق'' اٹھاتے ہیں اور کبھی ''الجامعہ'' اٹھاتے ہیں کیا یہ ہمارے مسلک کی مستند کتابیں ہیں؟ جو آپ ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں پھر مولانا ذاکر صاحب سے کیا علمائے بریلوی کا تعین اور تشخص قائم تھا؟ یا بریلوی علماء ان کو بریلویوں میں شمار کیا کرتے تھے تو ایسی صورت میں یہ آپ کا طویل طویل بیان پڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا ہے۔

اور پھر اجمل العلماء کی بات کر رہے ہیں کہ انہوں نے فرما دیا ہے اور کوئی جھگڑا ہی نہیں صرف یہ جھگڑا ہے۔۔۔ اعلی حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب ان عبارات پر گرفت کریں اور کوئی اجمل شاہ صاحب اس کے مقابلے میں یہ کہے اور کوئی جھگڑا ہی نہیں ہے صرف یہ جھگڑا ہے یہ بھی کوئی بات ہو سکتی ہے جسے آپ لوگ ''بریلویت'' یا ''رضا خانیت'' کہتے ہیں وہ مولانا احمد رضا صاحب علیہ الرحمۃ کی وجہ سے قائم ہوئی ہے انہوں نے ان عبارات پر گرفت کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ''المہند'' میں کہہ دیا کہ آپ کو اپنے خاتمہ کا پتہ ہے تو مطلب یہ ہوا کہ کتاب میں یہ کہہ دینا کہ علم نہیں ہے اور انجام کا کوئی پتہ نہیں وغیرہ وغیرہ بے ادبی گستاخی اور سب وشتم پر مشتمل کہہ دینا کیا یہ بالکل جائز ہے؟ جبکہ دوسری کتاب میں یہ کہہ دیا گیا ہو تو گویا جو ایک کتاب پڑھ لے اس کا بے شک ایمان تباہ ہوتا رہے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

تلے دفن ہو جائیں گے، ارشاد باری تعالیٰ حق اور سچ ہے:

فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ﴿۱۷﴾ (الرعد:17)۔

(ترجمہ) ''یعنی جھاگ تو بے فائدہ ہونے کی وجہ سے زائل ہو جاتا ہے، لیکن جو چیز انسانیت کیلئے نفع رساں ہوتی ہے، (اللہ تعالیٰ کی توفیق سے) وہ زمین میں قرار و دوام پاتی ہے''۔ آپ بھی ہمارے ساتھ اس دعا میں شریک ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل علامہ محترم کو اپنی تمام تر جسمانی، فکری، علمی اور عقلی قویٰ کی سلامتی کے ساتھ تادیر اپنے دین متین کی خدمت کی توفیق و سعادت عطا فرمائے۔

میں اہلسنّت وجماعت کو یہ خوشخبری سنانا بھی اپنی سعادت سمجھتا ہوں کہ مصنفاتِ علامہ سعیدی، شرح صحیح مسلم اور تبیان القرآن کو ہمارے عہد کے دو ممتاز اکابر علماء اہلسنّت، علامہ عبدالحکیم شرف قادری اور علامہ محمد اشرف سیالوی مداللہ ظلہما العالی نے مسلکِ اہلسنّت و جماعت کے لئے مستند و متفق علیہا قرار دیا ہے، یہ امر ملحوظ رہے کہ یہ دونوں اکابر ہمارے مسلک کے لئے حجت و استناد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان دونوں اکابر نے مذکورہ بالا کتب کی عبارات میں جن مقامات پر حذف، ترمیم و تبدل یا تصحیح و اضافے کا مشورہ دیا، علامہ صاحب نے بہ طیبِ خاطر اسے قبول فرمایا اور اب ان کتب کے آئندہ ایڈیشن اسی کے مطابق آرہے ہیں۔ اہل علم کے لئے ایک ایمان افروز نوید یہ بھی ہے کہ علامہ صاحب نے ''نعمۃ الباری'' کے نام سے شرح صحیح بخاری کی تصنیف کا آغاز کر دیا ہے، امید ہے کہ یہ ایک منفرد و ممتاز شرح حدیث ہوگی اور اس کا انداز شرح صحیح مسلم سے مختلف ہوگا۔

ممکن ہے، مجھ سے کسی مسئلے کے تفہم یا تفہیم میں خطا ہوگئی ہو، اگر کوئی صاحبِ علم میری کسی خطا پر مطلع ہوں تو از راہِ کرم اصلاح فرما کر عنداللہ ماجور ہوں، میں ہمیشہ ان کا ممنون رہوں گا۔

مفتی عبدالرزاق نقشبندی دارالافتاء میں میرے معاون ہیں اور اس کتاب میں درج

دیوبندی کتاب "دفاع اهل السنة والجماعة" کا
دندان شکن و مدلل جواب براہین و دلائل کی روشنی میں

کشف القناع عن مکر ما وقع فی الدفاع

المعروف

تحفظ اہل سنت وجماعت

جلد اول

باہتمام

مظفر شاہ

از قلم

محمد ارشد مسعود اشرف

مکتبہ منظر الاسلام
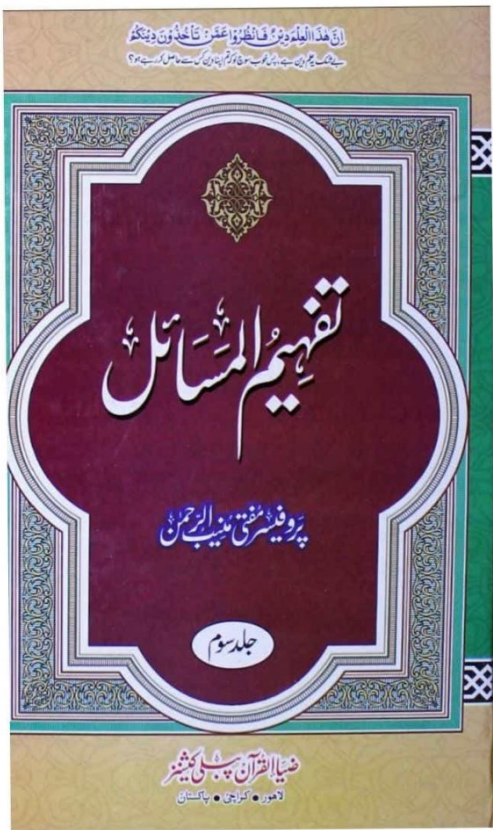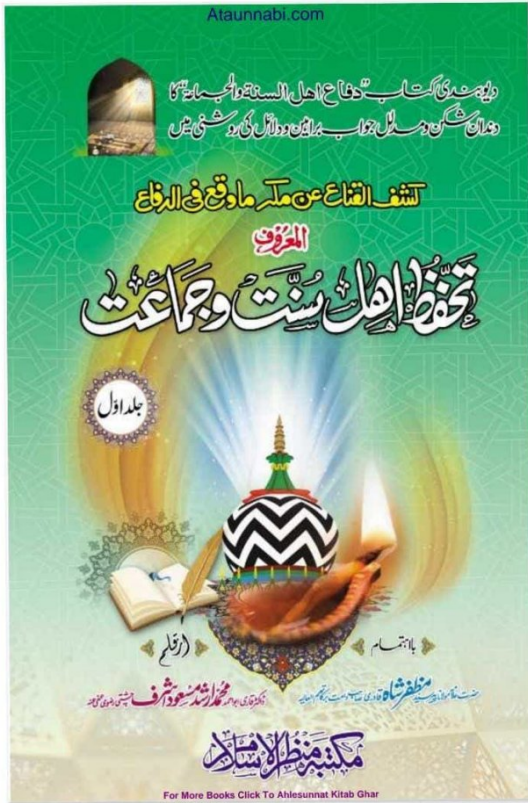
جھوٹ کی بھی کوئی حد ہوتی ہے

دیوبندی موصوف لکھتے ہیں کہ:

" نیز حسام الحرمین سے پہلے ہندوستان کے کسی مستند عالم دین نے ان عبارات کا وہ معنی ومفہوم مراد نہیں لیا جو احمد رضا خان صاحب کے ایمان سوز دماغ میں آیا جو اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ احمد رضا خان اور اس کی حسام الحرمین فساد کی اصل جڑ ہے ورنہ دیگر کو ان عبارات میں ایسی کوئی قباحت نظر نہ آئی"۔[1]

الجواب: جھوٹ کی بھی کوئی حد ہوتی ہے لیکن دیوبندی موصوف نے تمام حدیں پار کر لی ہیں اور اس قرآنی حکم "لعنة الله على الكاذبين" کو بھی بالائے طاق رکھ دیا ہے، ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ ایسے جھوٹے بلکہ پرلے درجے کے مفتری و کذاب کو دیوبندیوں نے اپنا مناظر تصور کر رکھا ہے۔ شاید ان لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ سچ کے ذریعے یہ جنگ نہیں جیتی جا سکتی اس لئے جھوٹ اور جھوٹوں کا سہارا لیا جائے، دنیا کا اس سے بڑا بھی کوئی جھوٹ ہو سکتا ہے کہ یوں گوہر افشانی کی جائے کہ سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے کسی مستند عالم دین نے ان عبارات کا وہ معنی ومفہوم مراد نہیں لیا جو سیّدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مراد لیا تھا۔ دیوبندی موصوف ہی ہمیں بتائیں کہ بہاولپور کا مشہور مناظرہ آخر کن مسائل پر ہوا تھا اور کون سی عبارات زیر بحث لائی گئیں تھیں؟۔

قارئین کرام! حسام الحرمین سن ۱۳۲۴ھ میں لکھی گئی اور بہاولپور کا مناظرہ "براہین قاطعہ" کی کفریہ عبارت پر مابین حضرت غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ اور خلیل احمد انبیٹھوی سن ۱۳۰۶ھ میں منعقد ہوا اور اس مناظرے میں خلیل انبیٹھوی کو شکست فاش ہوئی۔ کفر کا طوق گلے میں سجا کر انبیٹھوی صاحب بہاولپور سے بھاگ گئے تھے۔ یعنی سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ

[1] دفاع، صفحہ 84، مکتبہ ختم نبوت، پشاور۔

علیہ کی تصنیف لطیف "حسام الحرمین" سے تقریباً اٹھارہ سال قبل علماء برصغیر اس عبارت کو کفریہ قرار دے چکے تھے۔ لہذا دیوبندی موصوف کا یہ کہنا کہ سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے کسی مستند عالم دین نے ان عبارات کو کفریہ نہیں قرار دیا، نرا جھوٹ اور بہتان ہے، بلکہ مسلمہ حقائق وشواہد کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔

اب اگر کوئی شخص پوری بے حیائی اور بے شرمی سے جھوٹ پہ جھوٹ بولنے لگے تو ہم اس کا کیا کر سکتے ہیں، باقی حقیقت وہی ہے جو ہم نے عرض کی ہے، اب اگر کوئی شخص نہ مانے تو اس کی مرضی، جب دل ہی نہ مانے تو بہانے ہزار ہیں۔

اور ان تمام امور سے یہ ثابت ہوا کہ فساد کی اصل جڑ دیوبندیوں کی گستاخانہ وایمان سوز عبارات ہیں، باقی تفصیل ان شاء اللہ العزیز آئندہ اوراق میں آئے گی۔

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ
اگر تم خود نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو!

اَلْاِفَاضَاتُ السَّنِیَّہ
المُلَقَّب بِہ
فتاوئے مہریہ رح
یعنی
مجموعہ فتاوٰی حضرت قبلۂ عالم علامۂ زمان خواجہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
تصحیح و ترتیب
مولانا فیض احمد صاحب فیض، جامعہ غوثیہ، گولڑا شریف
بایماء
حضرت سید پیر غلام محی الدین شاہ صاحب قدس سرہٗ
باہتمام
جناب سیدنا پیر غلام معین الدین شاہ صاحب و سیدنا شاہ عبد الحق شاہ صاحب مدظلہما العالی

الجواب هو الصواب

واضح ہو کہ اِنسان پر کفر عائد ہونے کی دو صُورتیں ہیں۔ اوّل اِلتزامِ کُفر یعنی جو شخص مدلول نص کو مدلول نص جان کر اَور حکمِ شرعی کو حکمِ شرعی مان کر بایں طور اِنکار کرے کہ اگرچہ یہ حکم شرعی ہے لیکن میں اس کو تسلیم نہیں کرتا۔ دُوسرے لزُومِ کفر جو جہل و نادانی کی وجہ سے اِنسان پر لازم آجاتا ہے۔ پس اِلتزام کی صُورت میں تکفیر جائز و درست ہے۔ یعنی اگر کسی نے دیدہ و دانستہ کفر اِختیار کیا اور حکمِ شرع سے جان بوجھ کر اِنکار کیا تو اس کو کافر کہنا چاہئیے اور بحالت لزومِ کفر تکفیر درست نہیں۔ اسی واسطے محققین فقہاء کرام نے لزوم کی صورت میں تکفیر سے اِجتناب کیا ہے۔ اور جن فقہاء نے ایسے محل و موقعہ پر کفر کا اطلاق کیا ہے ان کی غرض تکفیرِ مرتکب نہیں ہے بلکہ یہ بیان کرنا مقصُود ہے کہ اس مرتکب نے اِرتکاب فعل کفار کیا ہے۔ اَور فیما نحن فیہ میں تو نہ اِلتزامِ کفر ہے نہ لزومِ کفر۔ عدمِ اِلتزامِ کفر تو ظاہر ہے کہ قائل نے کسی مدلول شرعی کا دیدہ و دانستہ اِنکار نہیں کیا ہے۔ باقی رہا لزومِ کفر سو وہ بھی نہیں پایا گیا۔ اِس واسطے کہ بکر نے ذہاب الی الشرع سے اِنکار نہیں کیا ہے۔ بلکہ عدم ذہاب الی الشرع کو معلق مدعا علیہ نہ ہونے پر کیا ہے۔ یعنی چونکہ میں مدعا علیہ نہیں ہوں اِس واسطے شرعی فیصلہ کرنے کے لِیے نہیں جاتا ہُوں۔ اَور یہ ظاہر ہے کہ جب بکر مدعا علیہ ہی نہیں ہے تو اس کا شرعی فیصلہ کے لِیے نہ جانا بعذر آنکہ میں مدعا علیہ نہیں ہُوں اِنکارِ شریعت کا مُوجب نہیں ہے۔ بلکہ بایں عذر واقعی دفعِ خصم مقصُود ہے۔ چنانچہ ایسے نظائر کتبِ دینیہ میں بکثرت موجُود ہیں کہ دفعِ خصم وغیرہ کے لحاظ سے اِس قسم کے الفاظ کا اگر ارتکاب کیا جائے تو قائل پر کفر وغیرہ لازم نہیں آتا ہے۔ چنانچہ شرح فقہ اکبر میں یہی خاص جزئیہ موجُود ہے۔ ومن قال لآخر

غوث الاسلام والمسلمین حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ العزیز

تاجدارِ شریعت، مہرِ طریقت حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی ابن حضرت مولانا پیر سید نذر الدین شاہ قدس سرہما یکم رمضان المبارک (۱۲۷۵ھ/۱۸۵۹ء) بروز سوموار گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے[1] آپ کا سلسلۂ نسب ۲۵ واسطوں سے حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ۳۶ واسطوں سے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے[2]

قرآن مجید پڑھنے کے بعد مولانا غلام محی الدین ہزاروی سے کافیہ تک کتابیں پڑھیں، پھر بھوئی ضلع راولپنڈی میں مولانا محمد شفیع قریشی کے مدرسہ میں داخل ہوئے اور نحو و اصول کی متوسط کتب کے علاوہ منطق میں قطبی پڑھی، بعد ازاں اکثر و بیشتر کتب انگہ ضلع سرگودھا میں مولانا سلطان محمود (مرید خاص حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ) سے پڑھیں اور کانپور میں مولانا احمد حسن کانپوری کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت مولانا احمد حسن کانپوری سفر حرمین طیبین کے لئے تیار تھے، اس لئے آپ نے استاذ الکل مولانا لطف اللہ علیگڑھی کی خدمت میں حاضر ہو کر معقول اور ریاضی کی کتب عالیہ کا درس لیا۔ مولانا احمد علی سہارنپوری محشی بخاری سے درسِ حدیث لیا اور ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں سندِ حدیث حاصل کی[3] سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے[4]

---

[1] فیض احمد، مولانا: مہر منیر ص ۶۱
[2] ایضاً ص ۳
[3] ایضاً ص ۶۵-۸۱
[4] ایضاً ص ۹۳-۹۵

جسٹس کرم شاہ صاحب الازہری کے اعتزالی نظریات کا

تحقیقی وتنقیدی جائزہ

اور

اہم فتاوٰی

تالیف وترتیب

مولانا محمد ہارون رشید

0333-4690408,0346-6029257

ناشر: انجمن فکر رضا لاہور

الضابطۃ التاسعۃ:

لزوم کفر اور التزام کفر کی شرعی تصویر

کلمات کفریہ دو قسموں میں منحصر ہیں:

(1) القسم الاول: لزوم کفر۔

(2) القسم الثانی: التزام کفر

القسم الاول: لزوم کفر ایسے کلمہ کفریہ کو کہتے ہیں جس میں کسی معنی صحیح کا بھی احتمال ہو۔ بالفاظ دیگر لزوم کفر کا معنی یہ ہے کلمہ تو کفریہ ہے مگر اس کلمہ میں معنی صحیح کا بھی احتمال ہو۔ یعنی کلمہ کے کئی مطالب اور معانی بن سکتے ہیں مگر تمام کے تمام کفر تک پہنچانے والے ہیں مگر اس کلمہ میں ایک معنی صحیح کا بھی احتمال ہے۔

القسم الثانی: التزام کفر ایسے کلمہ کفریہ کا نام ہے جس میں کوئی ایسے معنی نہیں بنتے جو قائل کو کفر سے بچائے۔ بالفاظ دیگر ایسے کلمہ کفریہ کو کہتے ہیں اس کے قائل کو یقیناً کافر کہا جاتا ہے اس میں کسی ایسے معنی کی گنجائش نہیں ہوتی کہ اس کے قائل کو اس معنی کی وجہ سے کفر سے بچایا جا سکے۔

اختلاف فقہاء اور متکلمین کی تشریحی نوعیت:

لزوم کفر کی صورت میں فقہاء اور متکلمین کا اختلاف ہے۔ فقہاء کا موقف تو یہ ہے کہ لزوم کفر کی صورت میں حکم تکفیر دیا جائے گا۔ متکلمین کا نظریہ یہ ہے کہ کہ لزوم کفر کی صورت میں سکوت کیا جائے۔ متکلمین فرماتے ہیں جب تک کی صورت نہ ہو قائل کو کافر کہنے سے سکوت اختیار کیا جائے۔

نتیجہ العبارت: اختلاف کی تشریحی نوعیت کے بعد ہم نتیجہ پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ فقہاء اور متکلمین کے مذہب میں سے احوط مذہب اور جس میں زیادہ احتیاط کی گئی ہے وہ

کیا؟ یہ ہمارا سوال تمہارے اوپر قرض ہے، اگر ہمت ہے تو اس کا جواب دینا۔ ان شاء اللہ (عزوجل) کبھی زندگی میں نہیں دے سکو گے اور تمہیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ اعلیٰ حضرت (رحمة الله عليه) تکفیر کے مسئلہ میں محتاط تھے، جس عبارت میں ذرا سی بھی تاویل ممکن ہوتی تھی قائل کو کافر نہیں کہتے تھے، اسماعیل دہلوی کے ستر کفر گنوائے، لیکن تاویلات کے سبب اسے کافر نہیں کہا۔ حالانکہ تھانوی، گنگوہی، نانوتوی، انبیٹھوی کی بنسبت اسماعیل دہلوی کو کافر قرار دینے کا نقصان زیادہ ہوتا کہ اسماعیل دہلوی ان سے بڑا مولوی تھا اور دیوبندیوں وہابیوں کا متفقہ پیشوا تھا۔ لیکن آپ نے اسے کافر قرار نہ دے کر دیوبندیوں، وہابیوں کے منہ پر طمانچہ مار دیا کہ ایجنٹ ثابت کرو ورنہ الزام تراشی نہ کرو۔

باقی گھمن صاحب کا یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت (رحمة الله عليه) نے اسماعیل دہلوی کو کافر کہنے سے منع کیا ہے بالکل غلط ہے۔ آپ نے واضح الفاظ میں کہا ہے جو انہیں (اپنی تحقیق کے مطابق) کافر کہے تو میں اسے نہیں روکوں گا۔ چنانچہ جب آپ سے پوچھا گیا: ''عرض: **اسمٰعیل دہلوی کو کیسا سمجھنا چاہیے؟**''

ارشاد فرمایا: ''میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے۔ اگر کوئی کافر کہے منع نہ کریں گے اور خود کہیں گے نہیں۔ البتہ غلام احمد (قادیانی)، سید احمد (علی گڑھی)، خلیل احمد (انبیٹھوی)، رشید احمد (گنگوہی)، اشرف علی (تھانوی) کے کفر میں جو شک کرے وہ خود کافر "مَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ" جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، صفحہ 172، المکتبة المدینہ، کراچی)

کفر لزومی والتزامی کی بحث

کلمات کفر کی دو قسمیں ہوتی ہیں:۔

(1) لزومِ کفر
(2) التزامِ کفر

(1) لزوم کفر کی تعریف کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ بات عین کفر نہیں مگر کفر تک پہنچانے والی ہے یعنی اس میں کسی معنی صحیح کا بھی احتمال موجود ہو جس کی وجہ سے جملہ تو کفری ہے لیکن صحیح معنی کے احتمال کے سبب قائل کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ البتہ اگر قائل خود صراحت کر دے کہ اس کی مراد کفریہ معنی ہے تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔

(2) التزام کفر یہ ہے ایسا جملہ بولا جو عین کفر ہے یعنی اللہ (عزوجل) کی ذات کا انکار کر دیا، نبی کریم (صلى الله عليه وآله

وسلم) کی شان میں صریح گستاخی کرے یا جنت، دوزخ، حشر، احادیث کا منکر ہو تو ایسا شخص کافر ہے۔

گھمن صاحب کو دیوبندیوں نے متکلم اسلام سمجھا ہوا اور گھمن صاحب کو کفر لزومی اور التزامی کا بھی پتہ نہیں۔ گھمن صاحب ایک ہی عبارت بار بار پیش کرتے ہیں کہ جو کافر کو کافر نہ کہے خود کافر ہو جاتا ہے، گھمن صاحب اگر علم عقائد سے اچھی طرح واقف ہوتے تو انہیں پتہ ہوتا کہ کئی مرتبہ کسی شخص کے قول و فعل میں لزومی والتزامی کفر کا اختلاف ہو سکتا ہے، جس عالم محقق کے نزدیک اس میں التزام ثابت ہو رہا ہوتا ہے وہ اسے کافر کہتا ہے۔ اس کی بڑی مثال یزید پلید ہے کہ **امام احمد بن حنبل** (رحمة الله عليه) نے اسے کافر کہا اور **امام ابو حنیفہ** (رحمة الله عليه) نے سکوت فرمایا۔ بلکہ خود **رشید احمد گنگوہی** صاحب کے فتاوی رشیدیہ پر عبارت مذکور ہے کہ **قاضی ثناء اللہ پانی پتی** (عليه الرحمة) نے اپنے **مکتوبات** ص 203 میں لکھا ہے کہ "کفر بر یزیدا زروایۃ معتبرہ ثابت میشود پس او مستحق لعنت است" یعنی یزید کا کفر معتبر روایت کے ذریعے ثابت ہو چکا ہے، لہٰذا وہ مستحقِ لعنت ہے۔ جبکہ رشید احمد گنگوہی صاحب اپنے فتوی میں لکھتے ہیں: ''کسی مسلمان کو کافر کہنا مناسب نہیں یزید مؤمن تھا، بسبب قتل کے فاسق ہوا، کفر کا حال دریافت نہیں کافر کہنا جائز نہیں کہ وہ عقیدہ قلب پر موقوف ہے۔''

(فتاوی رشیدیہ، صفحہ 192، عالمی مجلس تحفظ اسلام، کراچی)

گنگوہی صاحب نے ایک جگہ **قاضی ثناء اللہ پانی پتی** کا قول پیش کیا کہ ان کے نزدیک یزید کافر ہے اور دوسری جگہ گنگوہی صاحب نے اپنا نظریہ پیش کیا کہ وہ کافر نہیں ہے۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت نے اسماعیل دہلوی کو خود اس وجہ سے کافر نہیں کہا کہ ان کے نزدیک ان عبارتوں میں تاویلات ممکن تھیں اور توبہ بھی مشہور تھی، لیکن جنہوں نے پہلے کفر کا فتوی دے دیا تھا اور ان کے نزدیک یہ کفر صریح متعین (یعنی اسکی عبارتیں واضح کفریہ تھیں اور اسماعیل دہلوی ان کی صحیح تاویل کرنے سے عاجز رہا تھا۔) اور ان علماء تک اسماعیل دہلوی کا یہ کفر تواتر کے ساتھ پہنچا تھا اور اسماعیل دہلوی کی توبہ بھی ثابت نہ تھی اسلئے انہوں نے اسماعیل دہلوی

کو کافر کہنے کا وبال کافر کہنے والے پر عائد ہوتا ہے۔ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ علماء بریلی یا ان کے ہم خیال کسی عالم نے آج تک کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا۔ خصوصاً اعلیحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ العزیز تو مسئلہ تکفیر میں اس قدر محتاط واقع ہوئے تھے کہ امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کے بکثرت اقوال کفریہ نقل کرنے کے باوجود لزوم[1] والتزام کفر کے فرق

---

[1] لزوم کفر کے معنی ہیں۔ کفر کا لازم ہونا اور التزام کفر کے معنی ہیں کفر کو اپنے اوپر لازم کرنا۔ بعض اوقات ایک کلام مستلزم کفر ہوتا ہے۔ مگر قائل کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ یہ لزوم کفر ہے۔ گر جب اسے بتا دیا جائے کہ تیرے اس کلام کو کفر لازم ہے اور وہ اس کے باوجود بھی اس پر اڑا رہے اور اپنے کلام میں لزوم کفر پر خبردار ہو کر بھی اس سے رجوع نہ کرے تو التزام کفر ہوگا۔ مثال کے طور پر تقویۃ الایمان کی وہ عبارت سامنے رکھ لیجیے جس میں مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی نے ہر چھوٹی بڑی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چوہڑے چمار سے زیادہ ذلیل کہا ہے۔ ظاہر ہے کہ چھوٹی مخلوق سے عام مخلوق اور بڑی مخلوق سے خاص مخلوق انبیاء علیہم السلام ملائکہ مقربین محبوبان بارگاہِ ایزدی کے معنی بلا تامل سمجھ میں آتے ہیں اور تمام بڑی مخلوق کو چوہڑے چمار سے زیادہ ذلیل ہونا مستلزم ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے اسی طرح ہونے کو العیاذ باللہ جو کفر صریح ہے۔ لیکن اگر ہم حسن ظن سے کام لے کر یہ سمجھیں کہ امام الطائفہ اس سے بے خبر تھا تو یہ لزوم کفر ہوگا اور جب اسے خبردار کر دیا جائے کہ تیرا یہ کلام کفر کو مستلزم ہے۔ مگر وہ اس کے باوجود بھی اپنے اس قول سے رجوع نہ کرے۔ تو یہ التزام کفر ہے۔ امام الطائفہ کے متعلق تو تھوڑی دیر کے لیے ہم یہ تسلیم بھی کر سکتے ہیں کہ وہ اس لزوم کفر سے غافل تھا اور اسے کسی نے متنبہ بھی نہیں کیا۔ اس لیے یہ لزوم التزام کی حد تک نہیں پہنچا لیکن اس کے اتباع و اذناب بار بار تنبیہ کیے جانے کے باوجود بھی اس عبارت کو صحیح قرار دیتے ہیں ان کے حق میں کیسے کہا جائے کہ وہ التزام کفر سے بری نہیں۔

العزیز الوھاب لکھ کر دستخط ثبت فرمائے، اور ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل الرحمٰن محمد عرف مصطفےٰ رضا" کی مہر مولانا حافظ یقین الدین علیہ الرحمۃ کے بھائی سے بنوا کر عطا فرمائی، جو دوسرے حج کے موقع پر جدہ میں اور سامان کے ساتھ گم ہوگئی، اس سفر میں سید علوی مالکی شیخ الحرم المکی اور علامہ سید محمد ابن امین وغیرہ علمائے مکہ نے باصرار اجازت حدیث حاصل کی، دوسرا حج اسی سال ۱۳۹۰ھ میں کیا ــــــــــــ حضرت کو بیعت حضرت شاہ مخدوم ابوالحسن احمد نوری قدس سرہٗ سے ہے، اور اجازت وخلافت والد ماجد سے ہے، لاکھوں افراد آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہیں، جن میں علماء کی تعداد زیادہ ہے، بکثرت علماء کو آپ نے اجازت وخلافت مرحمت کی ہے، درجنوں علماء نے آپ سے افتاء نویسی کی مشق کی، اور ماہر جزئیات واصولیات فقہ ہوئے، حضرت کو شعر وسخن سے بھی خاص لگاؤ ہے۔

حضرت مولانا سید محمد سعید کاظمی امروہوی ملتانی مدظلہٗ

اصل نام نامی محمد سعید، مگر آپ نے احمد سعید اختیار کیا، حضرت مولانا مختار احمد کے بیٹے (از احفاد سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ۱۹۱۳ء میں اپنے وطن امروہہ ضلع مرادآباد میں پیدا ہوئے، اوّل سے آخر تک تعلیم اپنے برادر بزرگ محدث شہیر، عالم کبیر، استاذ العلماء الراسخین حضرت مولانا سید محمد خلیل چشتی صابری مدظلہٗ سے مدرسہ محمدیہ امروہہ میں پائی ۱۹۲۹ء میں سند فراغت حاصل کی، بعدہٗ اسی مدرسہ میں فنون کی تدریس پر مامور ہوئے، لاہوری احباب سے ملاقات کے لئے لاہور کا سفر کیا، دارالعلوم نعمانیہ کے خلیفہ تاج الدین مرحوم نے آپ کے وفور علمی کی خبر سن کر ملاقات کی، اور دارالعلوم میں مدرسی کی پیش کش کی، یہاں بہت جلد آپ کے کمال علمی کا شہرہ ہوگیا، سولہ ماہ قیام کے بعد اوکاڑہ کے مخلصین کی دعوت پر بہر تدریس وہاں تشریف لے گئے، دو برس چھ ماہ وہاں پر علم وفضل کے دریا بہائے،

خواجہ خواجگان اجمیری رضی اللہ عنہٗ کی تقریب عرس میں وعظ کے لئے ملتان پہونچے، اہل ملتان آپ کی تقریر سے بے حد متاثر ہوئے، شیخ نقیب عالم نے قیام کی دعوت پیش کی، جسے آپ نے قبول کیا، نومبر ۱۹۳۵ء میں ملتان آکر مسجد فتح شیر خاں لوہاری دروازہ گلی امام الدین

(۲) غزالیٔ دوراں مولانا سید احمد سعید کاظمی (۱)

ضیغم اسلام، غزالیٔ زماں، رازیٔ دوراں، حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہٗ العزیز، علم وفضل کے بے کراں سمندر، تحقیق وتدقیق کے نیر تاباں، زہد وتقویٰ اور عبادت و ریاضت میں امام العلماء، ورثۃ الانبیا کی تعبیر، الفقر فخری کی تصویر، صداقت وفاروقیت کے سنگم، علم وفضل کے مرج البحرین، سادات کے گوہر آب دار، بارگاہ غوثیت کے مرغوب و مقبول، علوم ابوحنیفہ کی برہان، رضویت کے پاسبان، اسلاف صالحین کی میراث، اخلاف کے لئے مشعل راہ، اعداء دین کے سامنے شمشیر برہنہ، اہل دنیا کے سامنے سراپا استغناء، احباب کے لئے مہر ومحبت، مریدین اور تلامذہ کے لئے سراپا شفقت، بادۂ توحید میں مست، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار، ان کی تحریر وتقریر میں اجتہاد واستنباط کی مہک، ان کی مجلس میں علم وعرفان کی بارش، گفتگو میں اثر آفرینی، روانی، قدرت اور سیلانی تھی۔ تمام علوم وفنون پر یکساں نظر ومہارت، مضامین میں طبع زاد نگارشات کا ملکہ، نکتہ سنجی اور حاضر جوابی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔

۲۵ رمضان المبارک کو عشاء کے بعد یہ خبر میرے خرمن ہوش وحواس پر بجلی بن کر گری کہ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا ہے۔ مجھے یوں لگا جیسے دنیائے سنیت یتیم ہو گئی۔ علم اور اخلاق کی عظمت اور برتری کا آئیڈیل (Ideal) رخصت ہو گیا۔ وہ شفقتیں نظر سے اوجھل ہو گئیں جو صرف آپ سے وابستہ تھیں۔ علمی اور نظری الجھنوں میں اب مسائل کو سلجھانے والی کوئی شخصیت نظر نہیں آتی۔ مصائب کے اندھیروں میں کسی طرف حوصلہ آفرینی کا اجالا نظر نہیں آتا۔ وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ وہ دنیا سے کیا گئے کہ علم وادب، رشد وہدایت اور شفقت وراحت کی محفل اجڑ گئی۔ نکتہ سنجی اور حاضر جوابی جاتی رہی اور برجستہ اور برمحل بات کرنے والا جاتا رہا۔

1۔ یہ مقالہ حضرت مولانا سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد لکھا گیا ہے۔

اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ

مقالاتِ سعیدی

جس میں توحید ورسالت، خلفاء راشدین، مسائل کلامیہ، عبادات فقہیات اور شخصیات جیسے اہم موضوعات پر مفصل، علمی وتحقیقی بحث کی گئی ہے

از رشحاتِ فکر

علامہ غلام رسول سعیدی
شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ، کراچی ۳۸

ضیاء القرآن پبلی کیشنز کراچی

اہلِ حق کا بین الاقوامی ترجمان

ماہ نامہ بین الاقوامی

مسلک

آن لائن شمارہ:5

محرم الحرام ۱۴۴۱ھ/ ستمبر ۲۰۱۹ء

مدیرِ اعلیٰ
محمد زبیر قادری
(موبائل:98679 34085)
zubair006@gmail.com

ناشر
سُنّی پبلی کیشنز
2818/6، گلی گڑھیا، کوچہ چیلان، دریا گنج، دہلی۔2
Mob. 09867934085 / 9310381216

میں توبہ مذکور نہیں ہے، کیونکہ نفی کے مدعی کو علم محیط درکار ہے، اور واقعاتِ نادرہ میں اثباتِ واقعہ کا قول نفی پر مقدم ہوتا ہے، ممکن ہے کہ مذکورہ علما تک یہ قول نہ پہنچا ہو۔ یہاں یہ احتمال بھی ہے کہ توبہ کا قول تو ان تک بھی پہنچا ہو مگر شرعی فقہی پیمانے پر پورا نہ اُترنے کی وجہ سے انہوں نے اس قول کو تسلیم نہ کیا ہو، اور توبہ کا شبہ صرف احتیاط کی ترغیب دیتا ہے اور امام احمد رضا کسی کو احتیاط پر مجبور نہیں کر سکتے۔

نمبر 4۔ اسمٰعیل دہلوی کے کفر کو یزید کے کفر سے تشبیہ دینا غلط ہے کیونکہ یزید کے ساتھ مناظرے نہیں ہوئے۔

جواباً عرض ہے کہ تشبیہ کا **من کل الوجوہ** ہونا لازمی نہیں، جس طرح یزید کو بعض مسلمان، بعض کافر کہتے ہیں، بعض توقف کرتے ہیں، یہی حال اسمٰعیل دہلوی کا ہے، من بعض الوجوہ تشبیہ یہاں ثابت ہے، اس سے انکار کرنا تاریخ سے آنکھیں چرانا ہے۔

نمبر 5۔ لزوم والتزامِ کفر اور اسمٰعیل دہلوی کے سوال پر اہلِ سنت کا مناظر نہایت بے چارگی اور بے بسی محسوس کرتا ہے۔

جواباً عرض ہے کہ اہلِ سنت کا مناظر یہاں قطعاً بے چارگی اور بے بسی محسوس نہیں کرتا، وہ تو اس سوال کا منتظر بیٹھا ہوتا ہے۔ جونہی سوال آتا ہے وہ پوری وضاحت کے ساتھ معترض کا منہ بند کر دیتا ہے۔ راقم نے مناظرہ بریلی، مناظرہ اودری، مناظرہ جھنگ اور مناظرہ بنگال وغیرہ کی روئیداد پڑھی ہیں، کئی مناظروں کی کیسٹس بھی سنی ہیں، ہمیں تو اس مسئلے میں دیوبندی مناظر ہر جگہ دبکا ہوا نظر آیا ہے۔ ان بے چاروں کو تو اس مسئلے میں بات بھی کرنی نہیں آتی، اور انہیں لزوم والتزامِ کفر کا فرق بھی معلوم نہیں ہوتا۔ چنانچہ مناظرۂ جھنگ میں دیوبندی مناظر حق نواز جھنگوی نے مولانا محمد اشرف سیالوی سے پوچھا تھا کہ "باقی رہی ایک بات یہ کہ آپ نے فرمایا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے لزوم والتزام کی وجہ سے کافر نہیں کہا، آپ بتائیں کہ لزوم کے لفظ کون سے ہوتے ہیں اور التزام کے کون سے ہوتے ہیں؟"

(مناظرہ جھنگ، مطبوعہ مکتبہ فریدیہ، ساہیوال، ص 107)

جو بے چارے اتنا بھی نہیں جانتے کہ لزوم والتزام میں لفظ ایک ہی ہوتے ہیں یا لفظوں میں فرق ہوتا ہے، اُن مناظرین کا میدانِ مناظرہ میں ہونے والا حشر کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دیوبندی مناظرین اپنے اکابر کی گستاخانہ عبارات پر مناظرہ سے ہر جگہ کنی کتراتے ہیں، یقین نہ آئے تو چیلنج دے کر دیکھ لیجئے۔

نمبر 6۔ مفتی خلیل خاں بجنوری (دیوبندی) نے اپنی کتاب "انکشافِ حق" میں لزوم والتزام اور احتمال کے انہی لفظوں سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے دیگر اکابرِ دیوبند کی کفریہ عبارات کی بنا پر انہیں کافر کہنے سے احتیاط اور کفِ لسان کا قول کیا ہے۔

تمہید ایمان
مع
حُسام الحرمین
تصنیف
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
حواشی
علامہ ابو تراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری
کتب خانہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ
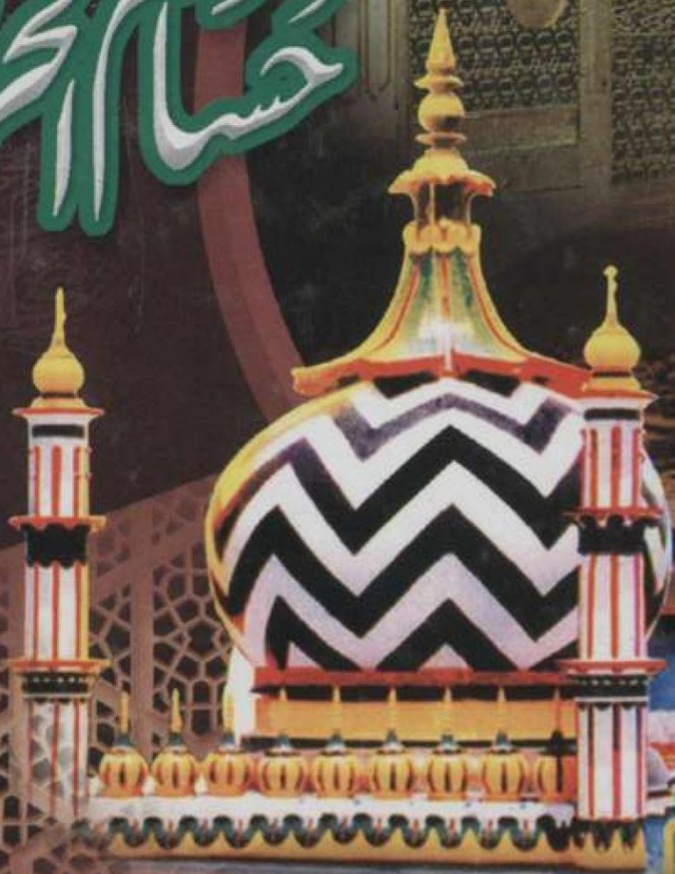
کلامِ الٰہی میں فرض کیجیے اگر ہزار باتیں ہوں تو ان میں سے ہر ایک بات کا ماننا یک اسلامی عقیدہ ہے۔ اب اگر کوئی شخص ۹۹۹ مانے اور صرف ایک نہ مانے تو قُرآن عظیم فرمارہا ہے کہ وہ ان ۹۹۹ کے ماننے سے مسلمان نہیں بلکہ صرف اس ایک کے نہ ماننے سے کافِر ہے، دنیا میں اس کی رسوائی ہوگی اور آخرت میں اس پر سخت تر عذاب جو اَبدالآباد[۲۱۲] تک کبھی موقوف[۲۱۳] ہونا کیا معنیٰ؟ ایک آن کو ہلکا بھی نہ کیا جائے گا نہ کہ ۹۹۹ کا انکار کرے اور ایک کو مان لے تو مسلمان ٹھہرے، یہ مسلمانوں کا عقیدہ نہیں بلکہ بشہادتِ قُرآنِ عظیم خود صَریح کُفر ہے۔

خامساً اصل بات یہ ہے کہ فقہائے کرام پر ان لوگوں نے جیتا اِفْتِراء[۲۱۴] اٹھایا، انھوں نے ہرگز کہیں ایسا نہیں فرمایا بلکہ انھوں نے یہ خصلت یہود:

یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ۔

ترجمہ: یہودی بات کو اس کے ٹھکانوں سے پھیرتے ہیں۔

(پارہ ۵ النسآء ۴۶)

تحریف تبدیل کر کے کچھ کا کچھ بنا لیا،[۲۱۵] فقہاء نے یہ نہیں فرمایا کہ جس شخص میں ننانوے باتیں کفر کی اور ایک اسلام کی ہو وہ مسلمان ہے۔ حاشَالِلّٰہ![۲۱۶] بلکہ اُمت کا اِجْماع ہے کہ جس میں ننانوے ہزار باتیں اسلام کی اور ایک کُفر کی ہو وہ یقیناً قطعاً کافِر ہے۔ ۹۹ قطرے گُلاب میں ایک بوند پیشاب کا پڑ جائے، سب پیشاب ہوجائے گا مگر یہ جاہل کہتے ہیں ننانوے قطرے پیشاب میں ایک بوند گلاب کا ڈال دو، سب طیب و طاہر ہوجائے گا۔ حاشا کہ فقہاء تو فقہاء کوئی ادنیٰ تمیز والا بھی ایسی جہالت بکے۔ بلکہ فقہاء کرام نے یہ فرمایا ہے کہ ''جس مسلمان سے کوئی لفظ ایسا صادر ہو جس میں سو پہلو نکل سکیں، ان میں ۹۹ پہلو کُفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہوجائے کہ اس نے خاص کوئی پہلو کُفر کا مُراد رکھا ہے ہم اسے کافِر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام بھی تو ہے، کیا معلوم شاید اس

نے یہی پہلو مراد رکھا ہو۔'' اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ ''اگر واقع میں اس کی مُراد
کوئی پہلوئے کفر ہے تو ہماری تاویل سے اسے فائدہ نہ ہوگا۔ وہ عنداللہ کافر ہی
ہوگا۔''[۲۱۸] اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً زید[۲۱۸] کہے، عَمرو[۲۱۹] کو علمِ قطعی یقینی غیب کا
ہے۔ اس کلام میں اتنے پہلو ہیں: عمرو اپنی ذات سے غیب دان ہے یہ صَرِیح کفر و
شرک ہے، قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ عمرو آپ تو
غیب دان نہیں مگر جن علمِ غیب رکھتے ہیں۔ اُن کے بتائے سے اِسے غیب کا علم یقینی
حاصل ہے، یہ بھی کفر ہے۔

تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ
﴿۱۴﴾ عمرو نجومی ہے، رَتال ہے،[۲۲۰] سامندرک جانتا، ہاتھ دیکھتا ہے۔[۲۲۱] کوے
وغیرہ کی آواز، حشرات الارض کے بدن پر گرنے کسی پرندے یا وحشی چرندے کے
داہنے یا بائیں نکل کر جانے، آنکھ یا دیگر اعضاء کے پھڑکنے سے شگون لیتا ہے،
پانسہ پھینکتا ہے، فال دیکھتا ہے، حاضرات سے کسی کو معمول بنا کر اس سے احوال
پوچھتا ہے،[۲۲۲] مِسمَرِیزَم جانتا ہے،[۲۲۳] جادو کی میز، روحوں کی تختی سے حال دَریافت
کرتا ہے، قیافہ دان ہے، علم زائرجہ سے واقف ہے، ان ذرائع سے اسے غیب کا علمِ
یقینی قطعی ملتا ہے، یہ سب بھی کُفر ہیں، رَسُول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

مَنْ اَتٰى عَرَّافًا اَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ
عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ عَنْ اَبِي
هريرة رضی اللہ عنہ وَلِاَحْمَدَ وَاَبِي دَاودَ عنه رضی اللہ عنہ فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا اُنْزِلَ عَلٰى
مُحَمَّدٍ ﷺ۔[۲۲۴]

عمرو پر وحی رسالت آتی ہے اس کے سبب غیب کا علم یقینی پاتا ہے جس طرح
رَسُولوں کو ملتا تھا، یہ اشد کفر ہے[۲۲۵] وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ وحی تو نہیں آتی مگر بذریعہ الہام جمیع غیوب اس پر منکشف

ہوگئے ہیں،(۲۲۶) اس کا علم تمام معلومات الٰہی کو محیط ہوگیا۔(۲۲۷) یہ یوں کفر ہے اس نے عمرو کو علم میں حُضور پُرنُور سیدِ عالم ﷺ پر ترجیح دے دی کہ حضور ﷺ کا علم بھی جمیع معلوماتِ الٰہی کو مُحِیط نہیں۔(۲۲۸)

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ مَنْ قَالَ فُلَانٌ اَعْلَمُ مِنْهُ ﷺ فَقَدْ عَابَهٗ فَحُكْمُهٗ حُكْمُ السَّاب (نسیم الریاض)(۲۲۹)

جمیع کا احاطہ نہ سہی مگر جو علوم غیب اسے الہام سے ملے ان میں ظاہرًا باطنًا کسی طرح کسی رَسُول اِنس و ملک کی وَساطت وتَبعِیت نہیں اللہ تعالیٰ ﷻ نے بلاواسطہ رَسُول اصالۃً اسے غیوب پر مطلع کیا، یہ بھی کفر ہے:(۲۳۰)

الطَّيِّبِ ۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے لوگو تمھیں غیب کا علم دیدے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رَسُولوں سے جسے چاہے۔ (آلِ عمران ۱۷۹، پارہ ۴)

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

ترجمہ کنزالایمان: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رَسُولوں کے۔ (پارہ ۲۹، الجن ۲۶)

عمرو کو رَسُول اللہ ﷺ کے واسطہ سے سمعاً یا عیناً یا الہاماً(۲۳۱) بعض غیوب کا علم قطعی اللہ ﷻ نے دیا یا دیتا ہے، یہ خالص اسلام ہے تو محققین فقہاء اس قائل کو کافِر نہ کہیں گے اگر چہ اس کی بات کے اکیس پہلوؤں میں بیس کفر ہیں مگر ایک اسلام کا بھی ہے، احتیاط وتحسینِ ظن کے سبب(۲۳۲) اس کا کلام اسی پہلو پر حمل کریں گے(۲۳۳) جب تک ثابت نہ ہو کہ اس نے کوئی پہلوئے کفر ہی مُراد لیا، نہ کہ ایک مَلعُون کلام،

جو اَبَدَ الآ باد ۳۶۶؎ تک کبھی موقوف ۳۶۷؎ ہونا کیا معنی؟ ایک آن کو ہلکا بھی نہ کیا جائے گا نہ کہ ۹۹۹ کا انکار کرے اور ایک کو مان لے تو مسلمان ٹھہرے، یہ مسلمانوں کا عقیدہ نہیں بلکہ بشہادتِ قُرآنِ عظیم خود صَرِیح کُفر ہے۔

خامساً اصل بات یہ ہے کہ فقہائے کرام پر ان لوگوں نے جیتا اِفْتِراء ۳۶۸؎ اٹھایا، انہوں نے ہرگز کہیں ایسا نہیں فرمایا بلکہ انہوں نے یہ خصلت یہود ۳۶۹؎ "یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِه" (پارہ۵ النسآء ۴۶)۔ یہودی بات کو اس کے ٹھکانوں سے پھیرتے ہیں۔ تحریف تبدیل کر کے کچھ کا کچھ بنالیا، فقہاء نے یہ نہیں فرمایا کہ جس شخص میں ننانوے باتیں کفر کی اور ایک اسلام کی ہو وہ مسلمان ہے۔ حاشالِلّٰہ ۳۷۰؎! بلکہ اُمت کا اِجْماع ہے کہ جس میں ننانوے ہزار باتیں اسلام کی اور ایک کُفر کی ہو وہ یقیناً قطعاً کافِر ہے۔ ۹۹ قطرے گُلاب میں ایک بوند پیشاب کا پڑ جائے، سب پیشاب ہوجائے گا مگر یہ جاہل کہتے ہیں ننانوے قطرے پیشاب میں ایک بوند گلاب کا ڈال دو، سب طیب وطاہر ہوجائے گا۔ حاشا کہ فقہاء تو فقہاء کوئی ادنیٰ تمیز والا بھی ایسی جہالت بکے۔ بلکہ فقہاء کرام نے یہ فرمایا ہے کہ "جس مسلمان سے کوئی لفظ ایسا صادر ہو جس میں سو پہلو نکل سکیں، ان میں ۹۹ پہلو کُفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہوجائے کہ اس نے خاص کوئی

۳۶۶؎ ہمیشہ ہمیشہ تک۔ ۳۶۷؎ رک جانا، ختم ہوجانا۔ ۳۶۸؎ صاف جھوٹا الزام۔ ۳۶۹؎ یعنی یہودیوں جیسی عادت سے کام لیکر کہ جسطرح یہودی بات کو اسکی اصل جگہ سے بدل کر وہاں رکھتے ہیں جہاں انہیں اپنا فائدہ نظر آتا ہے اسی طرح یہ گستاخ بھی علماء کرام رحمتہ اللہ علیہم کی عبارتوں میں ردوبدل کرتے رہتے ہیں۔ ۳۷۰؎ اللہ کی قسم ہرگز ایسی بات نہیں ہے۔

پہلو کُفر کا مُراد رکھا ہے ہم اسے کافِر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام بھی تو ہے، کیا معلوم شاید اس نے یہی پہلو مراد رکھا ہو" اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ "اگر واقع میں اس کی مُراد کوئی پہلوئے کفر ہے تو ہماری تاویل سے اسے فائدہ نہ ہوگا ۳۷۱؎۔ وہ عنداللہ کافِر ہی ہوگا ۳۷۲؎۔" اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً زید ۳۷۳؎ کہے "عَمْرو ۳۷۴؎ کو علمِ قطعی یقینی غیب کا ہے" ۳۷۵؎۔ اس کلام میں اتنے پہلو ہیں: ﴿۱﴾ عمرو اپنی ذات سے غیب دان ہے ۳۷۶؎ یہ صَرِیح کفر وشرک ہے "قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ" ۳۷۷؎ ﴿۲﴾ عمرو آپ تو غیب دان نہیں مگر جنّ علمِ غیب رکھتے ہیں۔ اُن کے بتائے سے اِسے غیب کا علم یقینی حاصل ہے، یہ بھی کفر ہے تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَالَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ ۳۷۸؎ ﴿۳﴾ عمرو نجومی ہے۔ ﴿۴﴾ رَمّال ۳۷۹؎ ہے۔ ﴿۵﴾ سامندرک ۳۸۰؎ جانتا، ہاتھ دیکھتا ہے۔ ﴿۶﴾ کوے وغیرہ کی

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۖ ترجمہ کنز الایمان اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے لوگو تمہیں غیب کا علم دیدے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔(آلِ عمران ۱۷۹، پارہ ۴)

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

ترجمہ کنز الایمان: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔(پارہ ۲۹، الجن ۲۶)

﴿۲۱﴾ عمرو کو رسول اللہ (ﷺ) کے واسطہ سے سمعاً یا عیناً یا الہاماً ۳۹۵ بعض غیوب کا علم قطعی اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے دیا یا دیتا ہے، یہ خالص اسلام ہے تو محققین فقہاء اس قائل کو کافِر نہ کہیں گے اگرچہ اس کی بات کے اکیس پہلوؤں میں بیس کفر ہیں مگر ایک اسلام کا بھی ہے احتیاط و تحسینِ ظن کے سبب ۳۹۶ اس کا کلام اسی پہلو پر حمل کریں گے ۳۹۷ جب تک ثابت نہ ہو کہ اس نے کوئی پہلوئے کفر ہی مُراد لیا، نہ کہ ایک مَلعُون کلام، تکذیبِ خدا ۳۹۸ یا تنقیصِ شان سید انبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والثناء ۳۹۹ میں صاف، صَرِیح، نا قابل تاویل و توجیہ ہو ۴۰۰، اور پھر بھی حکمِ کفر نہ ہو، اب تو اسے کفر نہ کہنا، کفر کو اسلام ماننا ہوگا، اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافِر ہے۔ ابھی

---

۳۹۵ سنا کر۔ دکھا کر یا دل میں بات ڈال کر۔ ۳۹۶ احتیاط اور مومن سے اچھا گمان کرنے کی وجہ سے (یعنی یہ سوچ کر کہ مومن بھلا کفر کی بات کیسے کہہ سکتا ہے)۔ ۳۹۷ اسی اسلامی معنی کو شمار کرینگے۔ اسی معنی پر گمان کریں گے۔ ۳۹۸ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کو جھوٹا کہنے میں۔ ۳۹۹ یعنی انبیاء کرام کے سردار علیہ وعلیہم الصلوۃ والثناء کی مبارک شان گھٹانے میں ۴۰۰ اس قابل نہیں کہ اسکے کلام کا کوئی اور اسلامی مطلب شمار کر سکیں جِسکا کوئی اسلامی معنی ہی نہ ہو۔

فتویٰ

استاذ العلماء حضرت علامہ

مفتی محمد جمیل رضوی

خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ بریلی شریف

پیر محمد کرم شاہ بھیروی کی عبارات تسعہ کے پیش نظر فقیر کا نقطہ نظر یہ ہے کہ یہ عبارات توہین خداوند قدوس عزوجل وتوہین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کرتی ہیں۔ نیز طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں اہلسنت کے فیصلہ سے انحراف کر کے غیر مقلدین کی تقویت میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی گئی۔

نیز گستاخان رسالت کو کھلی چھٹی دی گئی، ہمارا اہلسنت و جماعت کا موقف ہے جو بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اشارۃً یا عبارۃً یا کنایۃً گستاخی و بے ادبی کرے یا لکھے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل ہے۔ خواہ کسی بھی مکتبہ فکر سے متعلق ہو۔

نیز حسام الحرمین شریف جس پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سمیت عرب کے جید علماء و محدثین وفقہاء کے دستخط موجود ہیں، پوری اُمت کا شرعی فیصلہ ہے۔

جو شخص حسام الحرمین شریف کے فتاویٰ سے متفق نہیں ہم اُسے قطعاً سنی نہیں مانتے، خواہ وہ خود ساختہ پیر و مفسر قرآن ''ضیاء الامت'' جیسے القابات کا مدعی ہو۔

ہمارے نزدیک معیار اہلسنت یہ ہے کہ تمہید ایمان اور حسام الحرمین کو دل و جان سے مانتا ہو۔ کرم شاہ کے متعلق شروع ہی سے ہمارے شبہات تھے لیکن منفی پروپیگنڈا تھا کہ انہوں نے رجوع کر لیا ہے جبکہ اس کی وفات کے بعد جمال کرم کی

کو ہلکا بھی نہ کیا جائے گا نہ کہ ۹۹۹ کا انکار کرے اور ایک کو مان لے تو مسلمان ٹھہرے، یہ مسلمانوں کا عقیدہ نہیں بلکہ بشہادت قرآن عظیم خود صریح کفر ہے۔

خامسًا: اصل بات یہ ہے کہ فقہائے کرام پر ان لوگوں نے جتنا افتراء اٹھایا، انہوں نے ہر گز کہیں ایسا نہیں فرمایا بلکہ انہوں نے بہ خصلت یہود "یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ"[1] یہودی بات کو اس کے ٹھکانوں سے پھیرتے ہیں۔ تحریف تبدیل کرکے کچھ کا کچھ بنالیا، فقہاء نے یہ نہیں فرمایا کہ جس شخص میں ننانوے باتیں کفر کی اور ایک اسلام کی ہو وہ مسلمان ہے۔ حاشاللہ! بلکہ امت کا اجماع ہے کہ جس میں ننانوے ہزار باتیں اسلام کی اور ایک کفر کی ہو وہ یقینًا قطعًا کافر ہے۔ ۹۹ قطرے گلاب میں ایک بوند پیشاب کا پڑ جائے، سب پیشاب ہو جائے گا مگر یہ جاہل کہتے ہیں ننانوے قطرے پیشاب میں ایک بوند گلاب کا ڈال دو، سب طیب و طاہر ہو جائے گا۔ حاشا کہ فقہاء تو فقہاء کوئی ادنٰی تمیز والا بھی ایسی جہالت بکے۔ بلکہ فقہاء کرام نے یہ فرمایا ہے کہ "جس مسلمان سے کوئی لفظ ایسا صادر ہو جس میں سو پہلو نکل سکیں، ان میں ۹۹ پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے خاص کوئی پہلو کفر کا مراد رکھا ہے ہم اسے کافر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام بھی تو ہے، کیا معلوم شاید اس نے یہی پہلو مراد رکھا ہو" اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ "اگر واقع میں اس کی مراد کوئی پہلوئے کفر ہے تو ہماری تاویل سے اسے فائدہ نہ ہوگا۔ وہ عنداللہ کافر ہی ہوگا۔" اس کی مثال یہ ہے کہ مثلًا زید کہے "عمرو کو علم قطعی یقینی غیب کا ہے"۔ اس کلام میں اتنے پہلو ہیں:

(۱) عمرو اپنی ذات سے غیب دان ہے یہ صریح کفر وشرک ہے۔

"قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ"[2]۔	تم فرماؤ غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ۔ (ت)

(۲) عمرو آپ تو غیب دان نہیں مگر جو علم غیب رکھتے ہیں۔ ان کے بتائے سے اسے غیب کا علم یقینی ہو جاتا ہے، یہ بھی کفر ہے۔

"تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ ۝"[3]۔	جنوں کی حقیقت کھل گئی، اگر غیب جانتے ہوتے تو اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۴۶

[2] القرآن الکریم ۲۷/ ۶۵

[3] القرآن الکریم ۳۴/ ۱۴

اللّٰہَ یَجۡتَبِیۡ مِنۡ رُّسُلِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ "[1]۔ "عٰلِمُ الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ "[2]۔	علم دیدے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔(ت) غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۲۱) عمرو کو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے واسطہ سے سمعًا یا عینًا یا الہامًا بعض غیوب کا علم قطعی اللہ عزوجل نے دیا یا دیتا ہے، یہ احتمال خالص اسلام ہے تو محققین فقہاء اس قائل کو کافر نہ کہیں گے اگرچہ اس کی بات کے اکیس پہلوؤں میں بیس کفر ہیں مگر ایک اسلام کا بھی ہے احتیاط و تحسین ظن کے سبب اس کا کلام اسی پہلو پر حمل کریں گے جب تک ثابت نہ ہو کہ اس نے کوئی پہلوئے کفر ہی مراد لیا، نہ کہ ایک ملعون کلام، تکذیب خدا یا تنقیص شان سید انبیاء علیہ وعلیہم الصلوۃ والثناء میں صاف، صریح، ناقابل تاویل و توجیہ ہو، اور پھر بھی حکم کفر نہ ہو، اب تو اسے کفر نہ کہنا، کفر کو اسلام ماننا ہوگا، اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے۔ اسی شفاء و بزازیہ درر و بحر و نہر و فتاوٰی خیریہ و مجمع الانہر ودر مختار و غیرہ کتب معتمدہ سے سن چکے کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تنقیص شان کرے، کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے مگر یہود منش لوگ فقہائے کرام پر افترائے سخیف اور ان کے کلام میں تبدیل و تحریف کرتے ہیں۔

"وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۲۲۷﴾ "[3]۔	اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ (ت)

شرح فقہ اکبر میں ہے:

قد ذکروا ان المسالة المتعلقة بالکفر اذا کان لها تسع و تسعون احتمالًا للکفر و احتمال واحد فی نفیه فالاولٰی للمفتی والقاضی	تحقیق مشائخ نے مسئلہ تکفیر کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ اگر اس میں ننانوے احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال نفی کفر کا ہو تو اولٰی یہ ہے مفتی اور قاضی اس کو نفی کفر کے احتمال
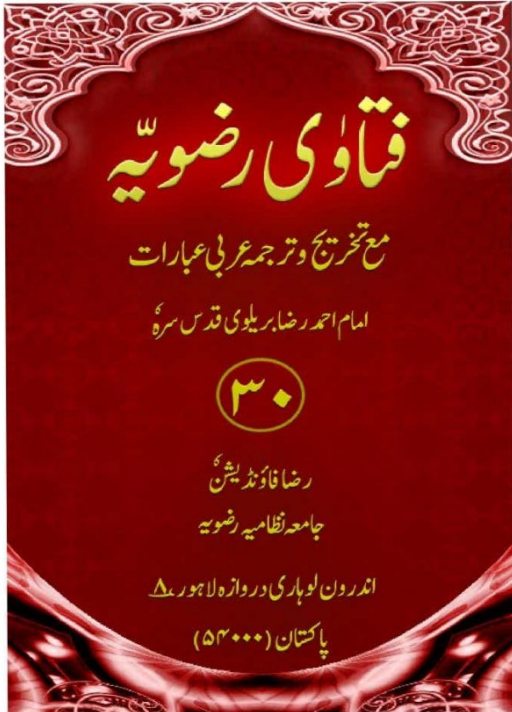
[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۷۹
[2] القرآن الکریم ۷۲/ ۲۵ ۲۶
[3] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

بریلوی مذہب میں " فتاویٰ رضویہ " کی اہمیّت اور مستند و معتبر ہونا

مسلکِ اہلِ سُنّت کے مطابق روزمرّہ شرعی مسائل کا مستند مجموعہ

احکامِ شریعت

تینوں حصّے مکمل معہ ملفوظات

تصنیفِ لطیف

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلوی قادری قدس سرّہ العزیز

شبیّر برادرز ۴۰ بی اردو بازار لاہور

فون ۔۔۔۔۔۔ ۷۲۴۳۵۰۶

پیدائش آپ ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بروز ہفتہ بوقت ظہر بریلی شریف کے محلہ جسولی میں پیدا ہوئے آپ کا نام محمد رکھا گیا لیکن آپ کے والد ماجد اور دیگر عزیز و اقارب شفقت اور پیار سے احمد میاں کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ مگر آپ کے جد امجد مولانا رضا علی خاں نے آپ کا نام احمد رضا رکھا اور بعد ازاں آپ اسی نام سے مشہور ہوئے۔

شجرہ نسب آپ کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی بن مولانا نقی علی خاں بن حضرت مولانا رضا علی خان مولانا حافظ محمد کاظم علی خان بن شاہ محمد اعظم خان بن مولانا محمد سعادت یار خان بن مولانا سعید اللہ خان آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان اور جد امجد مولانا رضا علی خاں اپنے زمانے میں متحدہ ہندوستان میں معروف عالم دین اور بلند پایہ مفتی اور صاحب دل تھے۔

حصول علم آپ نے دینی علوم اپنے والدِ ماجد ہی سے حاصل کیے آپ کے والد چونکہ ایک بلند پایہ عالم دین تھے۔ اس لیے انھوں نے خصوصی توجہ سے آپ کو ابتداً ہی قرآن پاک ناظرہ پڑھانا شروع کیا حتیٰ کہ صرف چار برس کی عمر ہی میں آپ نے قرآن پاک ناظرہ پڑھ لیا۔ اس کے بعد صرف و نحو کی کتابیں مولانا غلام قادر بیگ سے پڑھیں پھر تمام علوم و فنون اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان سے حاصل کیے۔ تیرہ سال دس ماہ کی عمر میں تمام علوم عقلیہ و نقلیہ میں مہارت حاصل کر کے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو سندِ فراغت حاصل کی اور دستارِ فضیلت زیبِ سر فرمائی۔

فتویٰ نویسی آپ کے والد ماجد نے تعلیم سے فارغ ہوتے ہی فتویٰ نویسی کی خدمت آپ کے سپرد کر دی تھی۔ آپ نے پہلا فتویٰ دستار بندی کے اگلے روز ۱۵ شعبان ۱۲۸۶ھ کو لکھا۔ اس کے بعد آخری دم تک فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دیتے رہے۔ "فتاویٰ رضویہ" آپ کا بلند پایہ شاہکار ہے اور بارہ ضخیم جلدوں میں ہے جو فقہ حنفی کا نہایت تحقیقی جامع اور قابل قدر ذخیرہ ہے۔

فتاویٰ رضویہ کی اہمیت بریلوی مذہب میں

فتاویٰ رضویہ کے اندر ہر بات صحیح ہے اور حجت ہے کیونکہ اعلیٰ حضرت کی زُبان اور قلم صحیح چلی ہیں
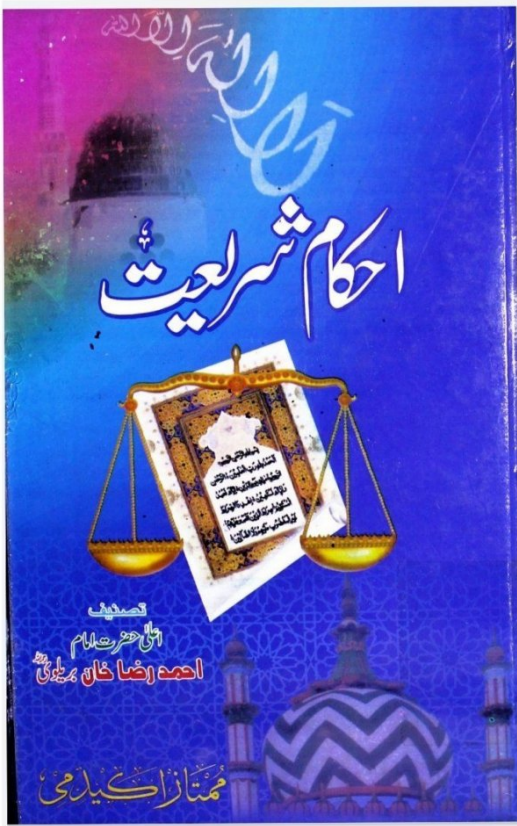
سننے کی فرصت کہاں سے ملتی ہے۔ مگر شان جامعیت میں کمی کیسے ہو اور مملکت شاعری میں برکت کہاں سے آئے اگر اعلیٰ حضرت کے قدم اس کو نہ نوازیں۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس رشک جناں سے سرفراز تھے اس کی طلب تو ہر عاشق کے لیے سرمایہ حیات ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت کے حمد و نعت کا ایک مجموعہ کئی حصوں میں شائع ہو چکا ہے جس کا ایک ایک لفظ پڑھنے والوں اور سننے والوں کو مستی عطا کرتا رہتا ہے۔

اعلیٰ حضرت کا لغزشوں سے محفوظ رہنا:

علمائے دین کے اعلیٰ کارنامے چودہ صدیوں سے چلے آ رہے ہیں مگر لغزش علم و فلتت لسان سے بھی محفوظ رہنا یہ اپنے بس کی بات نہیں۔ زور قلم میں بکثرت تفرد پسندی میں آ کئے بعض تجدد پسندی پر اتر آئے۔ تصانیف میں خود آرائیاں بھی ملتی ہیں۔ لفظوں کے استعمال میں بھی بے احتیاطیاں ہو جاتی ہیں۔ قول حق کے لہجہ میں بھی بوئے حق نہیں ہے۔ حوالہ جات میں اصل کے بغیر نقل پر ہی قناعت کر لی گئی ہے لیکن ہم کو اور ہمارے ساتھ سارے علمائے عرب و عجم کو اعتراف ہے کہ یا حضرت شیخ محقق مولانا محمد عبد الحق محدث دہلوی، حضرت مولانا بحر العلوم فرنگی محلی، یا پھر اعلیٰ حضرت کی زبان و قلم کا یہ حال دیکھا کہ مولیٰ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اور زبان و قلم نقطہ برابر خطا کرے اس کو ناممکن فرما دیا۔ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ۔ اس عنوان پر غور کرنا ہو تو فتاویٰ رضویہ کا گہرا مطالعہ کر ڈالئے۔

فقیہ اعظم کا ایک عظیم و جلیل حاشیہ جو چار مجلدات پر مشتمل ہے وہ حاشیہ امام ابن عابدین شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتاویٰ "رد المحتار" پر ہے۔ جسے آپ نے بنام "جد الممتار" موسوم فرمایا ہے۔ لیکن یہ بیش قیمت حاشیہ اسی ذخیرے میں پڑا ہے جو ابھی تک محروم اشاعت ہے۔

مولیٰ تعالیٰ کسی ایسے مرد جلیل کو پیدا فرما دے جو جملہ تصانیف مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے "مرکز اشاعت علوم امام احمد رضا" قائم کرے اور آپ کے جواہر علمی کو جلوۂ طباعت دے۔ آمین

وصال مبارک:

آپ ۲۵ / صفر المظفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء جمعتہ المبارک کے دن عین اذان جمعہ کے وقت اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بریلوی مذہب میں فتاویٰ رضویہ کی اہمیّت

۱۴:۔ کسی بھی مسئلہ میں وہ لاعلمی اور عاجزی کا اظہار نہیں کرتے، ان کے فتاوی میں تاریخی حقائق کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔

۱۵:۔ عشقِ رسول اور محبت رسول اللہ صلی علیہ وسلم پر ان کا ایمان ہے، اہلِ بیت سے انکو سچی عقیدت ہے اور خدمتِ دینِ متین ان کا جذبۂ صادق ہے اسی پر وہ تمام عمر کاربند رہے ہے بدعات و منکرات کو انھوں نے سخت ترین الفاظ میں رد کیا، ان کا قلم اس امر میں بہت سخت گیر ہے۔ ان کا طرۂ امتیاز اتباعِ سنت سنیہ ہے۔

۱۶:۔ ان کے فتادی عربی، فارسی اور اردو نثر و نظم میں پائے جاتے ہیں علوم اسلامیہ کے ساتھ ساتھ اصناف سخن ادب پر بھی ان کو کامل عبور ہے ان کی تحریرات فنِ ادب کا ایک شاہکار ہیں جن کو کالجوں اور یونیورسٹیوں کی اعلیٰ ادبی کلاسوں کے لضاب میں شامل کیا جانا چاہیئے۔ ایسا لگتا ہی نہیں کہ یہ عربی اور فارسی کی تحریرات کسی غیر اہل زبان کا نتیجہ فکر ہے۔ آپ کے بعض فتادی انگریزی زبان میں بھی ہیں۔ (۱)

فتاویٰ رِضویہ کی جامعیّت

فتاوی رضویہ کے مطالعہ سے مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی حیرت انگیز قوتِ مطالعہ، قوتِ حافظہ، قوتِ استدلال استنباط مسائل میں ندرت، فن استخراج اور قوتِ بیان کا اندازہ ہوتا ہے۔

بہت سے فتادی میں زیر بحث مسائل کی تحقیق کے ساتھ ساتھ دیگر علوم و فنون پر بھی معیاری تحقیق ملتی ہے مثلاً حوض کی مقدار دہ دردہ اور ذراع سے متعلق یہ فتوی

النہی النمیر فی الماء المستدیر (۲)

رجب الساحۃ فی میاہ لایستوی وجہھا وجوفہا فی المساحۃ (۳)

---

(۱) حیات مولانا احمد رضا خاں از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

(۲) فتاوی رضویہ ج ا ص ۲۲۱ تا ۲۳۰ (۳) ایضاً ج ا ص ۲۴۴ سے

ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئك کان عنه مسئولا۔[1]

بیشک کان، آنکھ، دل سب سے سوال ہونا ہے۔

اور فرماتا ہے:

لولا اذ سمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنٰت بانفسهم خیرا۔[2]

کیوں نہ ہُوا کہ جب تم نے اسے سنا تو مسلمان مردوں عورتوں نے اپنی جانوں یعنی اپنے بھائی مسلمانوں پر نیک گمان کیا ہوتا۔

اور فرماتا ہے:

یعظکم اللہ ان تعودوا لمثله ابدا ان کنتم مومنین۔[3]

اللہ تمھیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب ایسا نہ کرنا اگر ایمان رکھتے ہو۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث[4] رواہ مالك والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی۔

گمان سے بچو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔ (اسے امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداود اور ترمذی نے روایت کیا۔ ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

افلا شققت عن قلبه[5] رواہ مسلم وغیرہ۔

تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا (اسے امام مسلم وغیرہ نے روایت کیا۔ ت)

۹۹ علماء کرام فرماتے ہیں کلمہ گو کے کلام میں اگر ننانوے معنی کفر کے نکلیں اور ایک تاویل اسلام کی پیدا ہو تو واجب ہے اسی تاویل کو اختیار کریں اور اسے مسلمان ٹھیرائیں کہ حدیث میں آیا ہے:

الاسلام یعلوا و لایُعلٰی[6] رواہ الرّویانی

اسلام غالب رہتا ہے اور مغلوب نہیں کیا جاتا'

---

[1] القرآن الکریم ۱۷/۳۶ [2] القرآن الکریم ۲۴/۱۲

[3] " ۲۴/۱۷

[4] صحیح بخاری باب قول اللہ عزوجل من بعد وصیة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۸۴

[5] سنن ابی داود باب علی ما یقاتل المشرکون آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۳۵۵

[6] سنن الدارقطنی کتاب النکاح باب المهر دار المحاسن للطباعة قاہرة ۳/۲۵۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم
القرآن الکریم
مع ترجمہ
کنز الایمان
احمد رضا خان بریلوی
تفسیر
نور العرفان
مفسر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی
ناشر: نعیمی کتب خانہ گجرات

نہیں۔ بلکہ گناہ سے دل میں نفرت پیدا ہو جانا بڑا کمال ہے اور ان کے صدقے سے بعض محبوب بندوں کو نصیب ہوتا ہے ● اس سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام کفر و فسق اور گناہ سے دلی بیزار ہیں ان کے دلوں میں ایمان تقویٰ رشد و ہدایت ایسی رچ گئی ہے جیسے گلاب کے پھول میں رنگ و بو ● اس سے معلوم ہوا کہ گناہ و کفر نہیں جنگ و جدال گناہ ہے مگر دونوں فریق کو مومن فرمایا گیا اس لئے حضور نے امام حسن کی یہ بزرگی بیان فرمائی کہ وہ مسلمانوں کے دو گروہ میں صلح کا باعث ہوں گے حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگ اس قسم کی تھی کہ امیر معاویہ نے امام برحق حضرت علی کی غلطی سے مخالفت کی ● (شان نزول) ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر تشریف لے جا رہے تھے انصار کی ایک جماعت پر گزر ہوا وہاں ابن ابی منافق بھی بیٹھا تھا خچر نے پیشاب کیا تو اس منافق نے ناک بند کر لی عبد اللہ ابن رواحہ نے کہا کہ حضور کے خچر کا پیشاب تیرے مشک سے بہتر ہے اس پر ابن ابی کی قوم ناراض ہوئی اور دونوں جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں صلح کرا دی۔ اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ اتری اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں صلح کرانا حضور کی سنت اور اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے

بقیہ صفحہ ۶۲۰

ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق کچھ شکایت کی تھی جس کی توبہ اس طرح کی کہ بحکم پروردگار انہیں سجدہ کیا (روح) لہٰذا اگر کسی مسلمان کو عیب لگایا ہو یا غیبت کی ہو تو اس کی عاجزی سے معافی مانگے ● اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمان کو کتا گدھا سور وغیرہ نہ کہو دوسرے یہ کہ جس گنہگار نے اپنے گناہ سے توبہ کر لی ہو پھر اسے اس گناہ کا طعنہ نہ دو تیسرے یہ کہ مسلمان کو ایسے لقب سے نہ پکارو جو اسے ناگوار ہو اگرچہ وہ عیب اس میں موجود ہو او کانے لولے لنگڑے اندھے کہہ کر نہ پکارو۔ اگرچہ یہ بیماریاں اس میں ہوں چوتھے یہ کہ جو لقب نام کی طرح بن گئے ہوں کہ اب اسے تکلیف نہ ہوتی ان القاب سے پکارنا منع نہیں۔ جیسے اعمش اعرج وغیرہ (خزائن العرفان) ● یعنی ایسی حرکتیں فسق ہیں تم مسلمان ہو کر فاسق کیوں بنتے ہو ان سب حرکتوں سے علیحدہ رہو ● اس سے وہ فرقہ عبرت پکڑے جو صحابہ کرام کو گالیاں دینا بہترین عبادت سمجھتا ہے جس کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک گالی دینا اتنی رات کی خاص عبادت سے افضل ہے یہ لوگ اس آیت کے حکم سے ظالم ہیں ● یعنی مسلمان بھائی پر بدگمانیاں نہ کیا کرو اگر اس کے کام یا کلام میں اچھا پہلو نکل سکتا ہو تو اسے خواہ مخواہ برے پہلو پر محمول نہ کرو اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ اگر کسی مسلمان کے کلام میں ۹۹ معنی کفر کے ہوں ایک معنی ایمان کے تو اسے اس پر کافر نہ کہو اس سے موجودہ وہابیوں کو عبرت پکڑنی چاہئے جو مسلمانوں کو بات بات پر مشرک کہہ دیتے ہیں ● خیال رہے کہ بعض گمان فرض ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا کہ وہ اپنے فضل سے مجھ گنہگار کو بخش دے گا بعض گمان مستحب ہیں جیسے مسلمان بھائی سے اچھا گمان رکھنا بعض گمان حرام ہیں جیسے رب پر بدگمانی کہ وہ مجھے ہرگز نہ بخشے گا یا نیک مسلمان پر بلاوجہ بدگمانی ● یعنی مسلمان کے چھپے عیب تلاش نہ کرو جنہیں رب نے اپنی ستاری سے چھپا لیا ہے کیونکہ تم میں بھی بہت سے چھپے عیب ہیں تم دوسروں کا پردہ رکھو تا کہ تمہارا پردہ رہے بہتر ہے کہ خود اپنے عیب ڈھونڈو اور توبہ کرو ● خیال رہے کہ کسی کے واقعی عیب اس کی پیٹھ پیچھے بیان کرنا غیبت ہے غیبت جائز بھی ہے اور ناجائز بھی ناجائز ہونے کی چند شرطیں ہیں ایک یہ کہ جس کی غیبت کی وہ مسلمان ہو دوسرے یہ کہ خاص شخص ہو تیسرے یہ کہ وہ عیب اس میں موجود ہو اگر نہ ہو تو بہتان چوتھے یہ کہ وہ عیب علانیہ نہ ہو پانچویں یہ کہ اس عیب کے بیان کرنے کی کوئی شرعی ضرورت درپیش نہ ہو لہٰذا کافر کی غیبت جائز غیر معین شخص کی غیبت جائز ظاہری علانیہ شرابی یا فاسق کی غیبت جائز جس کو سب جانتے ہوں کہ وہ فاسق ہے محدثین کا راویان حدیث کے عیوب بیان کرنا یا کسی شاگرد کی استاد سے شکایت کرنا یا کسی شریر کے شر سے کسی کو بچانے کے لئے اس کے عیب پر مطلع کر دینا جائز ہے کہ ان میں ضرورت شرعی موجود ہے ● غیبت کو مرے بھائی سے تشبیہ دی چند وجہ سے ایک یہ غیبت گناہ ہے مگر بے لذت بے فائدہ جیسے مرے بھائی کا گوشت کھانا زنا اور سود گناہ ہیں مگر زنا میں لذت اور سود میں کچھ مالی فائدہ تو ہے دوسرے یہ کہ غیبت نہایت گھناؤنا اور گندا کام ہے جسے نفس انسانی نفرت کرتا ہے۔ ● یعنی سب انسانوں کی اصل حضرت آدم و حوا ہیں اور ان کی اصل مٹی ہے تو تم سب کی اصل مٹی ہوئی پھر نسب پر اکڑتے اور اتراتے کیوں ہو

بقیہ صفحہ ۶۲۱

سچا ایمان نصیب ہو جائے تو تم پر اللہ و رسول کا احسان ہے کہ تمہیں اس کی توفیق بخشی۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی
منت شمار ازو کہ بخدمت گماشتت

● اس سے معلوم ہوا کہ کسی مخلوق کا حضور پر احسان نہیں بلکہ سب پر حضور کا احسان ہے کہ تمہیں جو نعمتیں ملیں وہ حضور کے طفیل ہی ملیں اگر تمام جہان کافر ہو جائے تو حضور کا کچھ نہیں بگڑتا اور اگر تمام دنیا مومن و متقی ہو جاوے تو حضور پر کچھ احسان نہیں اگر ہم سورج سے نور لے لیں تو ہمارا احسان سورج پر نہیں بلکہ اس کا ہم پر احسان ہے اس سے معلوم ہوا کہ کبھی اسلام و ایمان میں فرق کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں ایمان کا اعتبار ہے نہ کہ محض اسلام یعنی ظاہری اطاعت کا خیال رہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے ایمان کا احسان جتایا دوسری جگہ حضور کے مبعوث فرمانے کا کہ فرمایا لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ (آل عمران: ۱۶۴) معلوم ہوا کہ حضور اور ایمان لازم و ملزوم ہیں یا یہاں ایمان سے مراد حضور ہیں ● یعنی جو علیم و خبیر تمام آسمانوں کے غیوب جانتا ہے اس پر تمہارے دل کے حالات کیسے چھپ سکتے ہیں اس کی بارگاہ میں اپنا ایمان ظاہر کرنا عبث ہے خیال رہے کہ ہم گنہگاروں کا یہ عرض کرنا کہ مولا ہم گنہگار ہیں یا اے مولیٰ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے رب پر ظاہر کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس سے بھیک مانگنے کے لئے لہٰذا یہ آیت ان آیتوں کے خلاف نہیں جن میں اس کے اظہار کا حکم ہے جیسے رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا (آل عمران: ۱۹۳)

بقیہ صفحہ ۶۲۲

ہوتے ہیں ایسے ہی مسائل شریعت کی غذا طریقت کے میوے آسمانی نبوت (ﷺ) کی بارش فیض سے ہے جس سے ایمان کی بقا ہے ● چونکہ کھجور تمام میوہ جات سے افضل ہے اس لئے اس کا علیحدہ ذکر فرمایا ورنہ باغ میں یہ بھی داخل ہے ● بارش بندوں کی جانی و ایمانی روزی کا ذریعہ ہے کہ بارش میں غور کر کے اللہ کی قدرت اور حضور کی رحمت کا پتہ لگائیں کہ جیسے بغیر بارش تخم نہیں اگتا ایسے ہی بغیر فیض نبوت عبادت قبول نہیں ہوتی ● آسمانی بارش سے خشک شجر کو ہرا بھرا کر دیا اور ایمانی و روحانی بارش سے مردہ دل زندہ کر دیئے ● اس سے معلوم ہوا کہ

حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی قدس سرہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا مفتی احمد یار خان ابن مولانا محمد یار خان بدایونی (قدس سرہما) شوال ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء میں محلہ قلعہ کھیڑہ اوجھیانی (ضلع بدایوں) کے دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔[1] آپ کے والد ماجد فارسی درسیات پر عبور رکھتے تھے، انہوں نے جامع مسجد میں ایک مکتب جاری کیا تھا جس میں طلباء کو تعلیم دیتے تھے، غالباً حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہ کے مرید تھے۔[2]

مولانا مفتی احمد یار خاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی، پھر مدرسہ شمس العلوم، بدایوں میں داخل ہو کر تین سال تک، (۱۹۱۶ء تا ۱۹۱۹ء) مولانا قدیر بخش بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر اساتذہ سے اکتساب فیض کیا۔[3] اسی زمانے میں بریلی شریف جا کر حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ابتدائی کتب محنت و جانفشانی سے پڑھیں، امتحان میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کیے، مولانا حافظ بخش بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ (ممتحن) نے خاص طور پر ان کی تعریف کی اور انہیں انعام کا مستحق قرار دیا، ماہنامہ شمس العلوم، بدایوں میں یہ کیفیت شائع ہوئی۔[4]

مدرسہ شمس العلوم، بدایوں کے بعد مدرسہ اسلامیہ، مینڈھو (ضلع علی گڑھ) میں داخل ہوئے اور کچھ عرصہ پڑھا، چونکہ اس مدرسہ کا تعلق دار العلوم دیوبند سے تھا اس لئے وہاں سے تعلیم ترک کر کے مراد آباد چلے گئے، اس واقعہ کا ذکر مفتی صاحب نے اپنے مجموعہ

---

[1] عبد النبی کوکب، قاضی : سیرت سالک طبع اول دسمبر ۱۹۷۱ء ، ص ۱۳ - غلام مہر علی مولانا ، الیواقیت المہریہ ، ص ۲۹

[2] محمد ایوب قادری، پروفیسر : قلمی یادداشت -

[3] عبد النبی کوکب، قاضی : سیرت سالک ، ص ۲۳ تا ۲۷۔

[4] محمد ایوب قادری، پروفیسر : قلمی یادداشت

قائل نے اگر کُفر مُراد لیا ہو تو کُفر ہیں اور
قائل نے اگر کُفر مُراد نا لیا ہو تو اُسکی تکفیر
نہیں بلکہ وہ مسلمان ہیں

من خطر بقلبه ما يوجبُ الكفرَ، إن تكلَّم به وهو كارهٌ لذلك، فذلك محضُ الإيمان. وإذا عزمَ على الكفرِ، ولو بعد مائة سنةٍ يكفرُ في الحال، كذا في «الخلاصة». رجلٌ كفرَ بلسانه طائعاً وقلبُه مطمئنٌ بالإيمان، يكون كافراً، ولا يكونُ عند الله مؤمناً كذا في «فتاوى قاضيخان».

ما كان في كونه كفراً اختلافٌ، فإن قائلَه يؤمَرُ بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط، وما كان خطأً من الألفاظ ولا يوجبُ الكفرَ، فقائلُه مؤمنٌ على حاله، ولا يؤمَرُ بتجديد النكاح والرجوع عن ذلك، كذا في «المحيط».

إذا كان في المسألة وجوهٌ توجِبُ الكفرَ، ووجهٌ واحدٌ يمنعُ، فعلى المفتي: أن يميلَ إلى ذلك الوجه، كذا في «الخلاصة». في «البزازية»: إلا إذا صرح بإرادة توجبُ الكفرَ، فلا ينفعُه التأويلُ حينئذٍ كذا في «البحر الرائق». ثم إن كانت نيةُ القائل الوجهَ الذي يمنعُ التكفيرَ فهو مسلمٌ وإن كانت نيّتُه الوجهَ الذي يوجبُ التكفيرَ، لا تنفعهُ فتوى المفتي، ويؤمَرُ بالتوبة والرجوع عن ذلك، وبتجديد النكاح بينه وبين امرأته، كذا في «المحيط».

وينبغي للمسلم أن يتعوَّد ذِكْرَ هذا الدعاء صباحاً ومساءً، فإنه سببُ العصمة عن هذه الورطة بوعد النبيِّ صلى الله عليه وسلم، والدعاءُ هذا: «اللهمَّ إني أعوذُ بكَ من أن أُشرِكَ بكَ شيئاً وأنا أعلم وأستغفرك لما لا أعلم كذا في «الخلاصة».

البابُ العاشرُ: في البغاة

أهلُ البغي: كلُّ فرقةٍ لهم منعةٌ يتغلَّبون، ويجتمعونَ، ويقاتلون أهلَ العدل بتأويلٍ ويقولون: الحقُّ معنا، ويدَّعون الولايةَ، فإن تغلَّب قومٌ من اللصوص على مدينةٍ وأخذوا المالَ فليسُوا بغاةً، كذا في «خزانة المفتين».

إذا خرج قومٌ من المسلمين عن طاعة الإمام وغلبُوا على بلدٍ دعاهُم إلى العود إلى الجماعة وكشف عن شبهتهم، ودعاهَم إلى التوبة، كذا في «الكافي» وهذه الدعوة ليست بواجبةٍ. إذا بلغه أنهم يشترون السِّلاحَ ويتهيئون للقتال، ينبغي أن يأخذَهم، ويحبسَهم حتى يُقلِعوا عن ذلك، ويُحدِثوا توبةً دفعاً للشرِّ بقدر الإمكان، كذا في «الهدايه».

يحلُّ للإمام العدلِ أن يقاتلَهم وإن لم يبدؤُوا بقتاله، وهذا مذهبُنا. وإذا ثبت أنه يباحُ قتْلُ الفئة الممتنعة، وإن لم يوجَدْ منهم القتالُ حقيقةً، يباحُ قتلُ المدبرِ إليهم. ولو هزمَهم إمامُ أهل العدل فلا يحلُّ لهم أن يتَّبعوا المنهزمينَ إذا لم يبقَ لهم فئةٌ يرجعون إليها. وأما إذا بقي لهم فئةٌ يرجعونَ إليها، كان لأهل العدلِ أن يتبعُوا المنهزمينَ. ومن أُسِر منهم، فليس للإمام أن يقتلَه إذا كان يعلم أنه لو لم يقتلْهُ لم يلتحق إلى فئةٍ ممتنعةٍ، أما إذا كان يعلمُ أنه لو لم يقتلْه يلتحقُ إلى فئةٍ ممتنعةٍ فيقتلُه، كذا في «المحيط»، وإن شاء حبسَه كذا في «الهداية».

ولا يجهزُ على جريحهم إذا لم تبقَ لهم فئةٌ، وأما إذا بقيَتْ فيجهزُ عليهمْ. ولا تُسبَى نساؤُهم وذراريهم، ولا يملَكُ عليهم أموالهَم، وما أصاب أهل العدل في عسكرِ أهل البغي من كراعٍ. أو سلاحٍ، أو غير ذلك، فإنه لا يردُّ عليهم في الحَال. ولكنْ إن كان أهلُ العدل يحتاجون إلى سلاحهم وكراعهم في قتالهم ينتفعونَ بها. فالسلاحُ يوضَعُ في موضعه كسائر الأموال، والكراعُ يباعُ ويحبَسُ ثمنُه؛ لأنه يحتاجُ إلى النفقة، ولا ينفقُ إليه الإمامُ من بيت المال لما فيه من الإحسان على الباغي. ولو أنفق كان دَيْناً على الباغي؟ فإذا وضعت الحربُ أوزارَها، وزالت منعتُهم يردُّ عليهم.

وما أتلفَ أهلُ البغي من أموالنا ودمائنا حالة الحرب، فإنهم لا يضمنونَ إذا تابوا وزالت منعتُهُم. وكذلك ما أتلف المرتدونَ من أموالنا ودمائنا حالة الحرب، فإنهم لا يضمنونَ إذا أسلمُوا. وما أتلفُوا قبل القتال من أموالنا ودمائنا، إذا كان لهم منعةٌ لا يضمنونَ، ولكن ما كان قائماً يردُّ على أصحابه إذا تابوا. وإن اعتقدُوا تملُّكها بتأويلهم الفاسد، وقد اتَّصل بهذا التأويل منعةٌ. وكذلك أهلُ العدل لا يضمنون ما أصابُوا من دمائهم وأموالهم بسبب

قائل نے اگر کُفر مُراد لیا ہو تو کُفر ہے اور
قائل نے اگر کُفر مُراد نا لیا ہو تو اُسکی تکفیر
نہیں ہوگی بلکہ وہ مسلمان ہیں

قال للمجوسى: يا أستاذى[1] تبجيلا كفر، كذا فى صلاة "الظهيرية"، وفى "الصغرى": الكفر شىء عظيم[2]، فلا أجعل المؤمن كافراً متى وجدت رواية أنه لا يكفر[3].

أهل بلدك، فقد ارتدوا بأسرهم، فذكر شيخ الإسلام أن إجابة دعوة أهل الذمة مطلقة فى الشريعة، ومجازات المحسن بإحسانه من باب الكرم، والمروءة، وحلق الرأس ليس من شعار أهل الضلال، و الحكم بردة الإسلام بهذا القدر غير ممكن، كذا فى "الفتاوى الظهيرية" من النوع السادس من كتاب السير.

(١) قوله: "ولو قال للمجوسى: يا أستاذى إلخ" أقول: ليس المجوسى قيداً، بل كذلك لو قال للذمى، ولفظ الأستاذ فارسية وهى بالذال المعجمة على مقتضى قواعد لغة الفرس.

(٢) قوله: "الكفر شىء عظيم إلخ" قال فى "العمادية" بعد كلام: ثم اعلم أنه إذا كان فى المسألة وجوه توجب التكفير، ووجه لا يوجب فعلى المفتى أن يميل إلى الوجه الذى يمنعه تحسيناً للظن بالمسلم، ثم إن كانت نية القائل ذلك، فهو مسلم وإن كانت نيته الوجه الذى يوجب الكفر لا ينفعه حمل المفتى كلامه على الوجه الذى لا يوجب الكفر، ويؤمر بالتوبة والرجوع، وبتجديد النكاح بعد الإسلام، ثم إن أتى بكلمة الشهادة على وجه العادة لم ينفعه ما لم يرجع عما قاله؛ لأنه بالإتيان بكلمة الشهادة على وجه العادة لا يرتفع الكفر، انتهى، وهو المختار، كما فى "الفتاوى الظهيرية".

(٣) قوله: "متى وجدت رواية أنه لا يكفر" يعنى ولو كانت تلك الرواية ضعيفة، كما فى شرح المصنف على الكنز، أقول: ولو كانت تلك الرواية لغير أهل مذهبنا، ويدل على ذلك اشتراط كون ما يوجب الكفر مجمعاً عليه، وفى شرحه أيضاً من باب البغاة يقع فى كلام أهل المذهب تكفير كثير، لكن ليس من كلام الفقهاء الذين هم المجتهدون، بل غيرهم.

ولا عبرة بغير الفقهاء نقله عن ابن الهمام، وفيه من باب المرتدّين بعد كلام ساقه، ثم قال: والذى تحرر أنه لا يفتى بتكفير مسلم أمكن حمل كلامه على محمل حسن، أو كان فى كفره اختلاف، ولو رواية ضعيفة، فعلى هذا فأكثر ألفاظ التكفير المذكورة فى كتب الفتاوى لا يفتى بها، قال المحقّق ابن الهمام: وقد ألزمت نفسى أن لا أفتى بشىء منها.

وذكر المصنف فى شرحه أيضاً فى هذا الباب قبيل هذا ما لفظه: وفى "الفتح" ومن هزل بلفظ كفر ارتدّ لكونه استخفافاً، فهو ككفر العناد، والألفاظ التى يكفر بها تعرف فى كتب الفتاوى، انتهى.

فهذا وما قبله صريح فى أن ألفاظ التكفير المعروفة فى الفتاوى موجبة للردة حقيقة، وفى "البزازية": ويحكى عن بعض من لا سلف له أنه كان يقول ما ذكر فى الفتاوى: إنه يكفر بكذا

جَمِیُعُ مَا وَقَعَ فِیُ کُتُبِ الُفَتَاوٰی مِنُ کَلِمَاتٍ صَرَّحَ الُمُصَنِّفُوُنَ فِیُهَا بِالُجَزُمِ بِالُکُفُرِیَکُوُنُ الُکُفُرُ فِیُهَا مَحُمُوُلاً عَلٰی اِرَادَةِ قَائِلِهَامَعُنیً عَلَّلُوُا بِهٖ الُکُفُرَ وَ اِذَا لَمُ تَکُنُ اِرَادَةُ قَائِلِهَا ذٰلِکَ فَلاَ کُفُرَ ۔ترجمہ:”یعنی کُتب فتاویٰ میں جتنے الفاظ پر حکم کُفر کا جزم کیا ہے ان سے مراد وہ صورت ہے کہ قائل نے اِن سے پہلوئے کُفر مُرادلیا ہو ورنہ ہرگز کُفر نہیں۔“

ضروری تنبیہ۳۱؎ :احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو۳۲؎،صَرِیح بات۳۳؎ میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔مثلاً زید نے کہاخُدا دو(۲) ہیں، اس میں یہ تاَ ویل ہو جائے کہ لفظِ خُدا سے بحذفِ مضاف حکم خُدا مُراد ہے یعنی قضاء دو ہیں،مبرم و معلّق ۳۴؎،جیسے قُرآنِ عظیم میں فرمایا اِلَّآ اَنۡ یَّاۡتِیَهُمُ اللّٰهُ اَیۡ

۳۱؎ ضروری نوٹس۔۳۲؎ یعنی ایک لفظ کہہ کرا سکے وہی معنی مراد لے سکتے ہیں جو معنی اس لفظ کے واقعی بنتے بھی ہوں۔۳۳؎ یعنی واضح بات میں کوئی ایسا مطلب نہیں نکال سکتے جوا سکے عرفی مطلب کے خلاف ہو لفظ خدا کا مطلب ہے وہ ذات جوخود بخود ہو جسے کسی نے پیدا نہ کیا ہو تواب اگر کوئی شخص کہے”میں خدا ہوں“یعنی خودآیا ہوں تو اسکا یہ دعوی نہیں مانا جائے گا اور اسے کافِر کہا جائے گا کیونکہ شریعت میں لفظِ خدا سے معبود مراد ہے اور یہی معنی مشہور ہے تو اب کسی دور کے معنی کا دعوی قبول نہیں کیا جائے گا۔یونہی لفظ صلوۃ کا لفظی معنی سرین ہلانا بھی ہے تو اگر کوئی شخص کہے کہ قرآن میں اقیموا الصلوۃ سے مراد ڈانس کرتے رہو تو اسکی بکواس نہیں سنی جائے گی کیونکہ شریعت میں صلوۃ کا معنی ہے مخصوص طریقے سے نماز پڑھنا۔

۳۴؎ یعنی کہا کہ خدا دو ہیں تو قطعاً کافِر ہے اسکا یہ قول نہیں مانا جائے گا کہ میرے قول میں خدا سے مراد حکم خدا ہے یعنی خدا کا حکم دو طرح سے ہے ایک وہ جو طے شدہ (مبرم) ہے اور دوسرا کسی شرط سے مشروط ہے۔

فتویٰ

استاذ العلماء حضرت علامہ

مفتی محمد جمیل رضوی

خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ بریلی شریف

پیر محمد کرم شاہ بھیروی کی عبارات تسعہ کے پیش نظر فقیر کا نقطہ نظر یہ ہے کہ یہ عبارات توہین خداوند قدوس عزوجل وتوہین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کرتی ہیں۔ نیز طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں اہلسنّت کے فیصلہ سے انحراف کر کے غیر مقلدین کی تقویت میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی گئی۔

نیز گستاخان رسالت کو کھلی چھٹی دی گئی، ہمارا اہلسنّت و جماعت کا موقف ہے جو بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اشارۃً یا عبارۃً یا کنایۃً گستاخی و بے ادبی کرے یا لکھے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل ہے۔ خواہ کسی بھی مکتبہ فکر سے متعلق ہو۔

نیز حسام الحرمین شریف جس پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سمیت عرب کے جید علماء و محدثین وفقہاء کے دستخط موجود ہیں، پوری اُمت کا شرعی فیصلہ ہے۔

جو شخص حسام الحرمین شریف کے فتاویٰ سے متفق نہیں ہم اُسے قطعاً سنی نہیں مانتے، خواہ وہ خود ساختہ پیر ومفسر قرآن ''ضیاء الامت'' جیسے القابات کا مدعی ہو۔

ہمارے نزدیک معیار اہلسنّت یہ ہے کہ تمہید ایمان اور حسام الحرمین کو دل و جان سے مانتا ہو۔ کرم شاہ کے متعلق شروع ہی سے ہمارے شبہات تھے لیکن منفی پروپیگنڈا تھا کہ انہوں نے رجوع کر لیا ہے جبکہ اس کی وفات کے بعد جمال کرم کی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
رضا کی مار تھانوی بیمار
از قلم عبد المصطفیٰ حشمتی
ترتیب ۔ شبیر احمد عرف شاہر رضا ۔
معاونت جملہ ممبران تنظیم الشوریٰ.
منجانب اہل سنت والجماعت تنظیم الشوریٰ گروپ

✍ معزز قارئین * تھانوی وہابی * نے اس عبارت ملعونہ میں سڑی سڑی گالیاں دی ہے اور * تھانوی وہابی * نے اس عبارت کے ذریعہ کفر بکا ہے، اب اس عبارت خبیثہ پر عمیق نظر ڈالا جائے تو * تھانوی وہابی * کا کفر روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہوتا نظر آیگا

* ✍ اولاً، تھانوی وہابی نے علم غیب کی دو قسمیں بیان کی، * یہاں پر ہم * پوری دنیا کے دیوبندیوں سے سوال کرنا چاہتے ہیکہ، بتاؤ تھانوی نے جو علم غیب کی دو قسم کی ہے ا تم دیوبندی علم غیب کی دو قسم مانتے ہو یا نہیں؟ *

اگر نہیں مانتے تو * تھانوی پر تمہارا کیا حکم ہے، * کیونکہ * تھانوی نے علم غیب کی دو قسم کی ہے؟ * اور اگر تم بھی * تھانوی * کی طرح * علم غیب کی دو قسم مانتے ہو * تو بتاؤ ان دونوں قسم کا نام کیا ہے،

حفظ الایمان
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی
دار الکتاب دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال :- کیا فرماتے ہیں حامیان دین و ناصران شرع متین اس بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ سجدہ کی دو قسم ہیں۔ تعبدی اور تعظیمی۔ تعبدی اللہ تعالےٰ کے ساتھ مختص ہے اور تعظیمی کسی کے ساتھ مختص نہیں۔ لہٰذا تعظیما سجدہ قبور جائز ہے۔ اور کہتا ہے کہ طواف قبور جائز ہے دلیل جواز حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا مقولہ ہے۔ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ صفحہ نمبر ۱ سطر ۱۲ بیان ذکر کشف قبور فرماتے ہیں وبعدہ ہفت کرۃ طواف کند و دراں تکبیر بخواند آغاز از راست کند بعدہ طرف پایاں رخسارہ نہد انتہیٰ اس سے طواف اور سجدہ اور بوسہ قبور سب کچھ جائز ہو گیا اور کہتا ہے کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں۔ بالذات اس معنی کر عالم الغیب خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا اور بواسطہ، اس معنی کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب تھے زید کا یہ استدلال اور عقیدہ و عمل کیسا ہے؟ بینوا توجروا!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :- سوال اول ظاہراً سجدہ تعظیمی سے مراد سجدۂ تحیہ ہے اس

JO RAZAKHANI MAULANA PER YE ILZAM LAGATE HAI KI MAULANA NE ILM E GAIB KI 2 TAQSEEM KI HAI WO ZARA ISS SAWAL ME BHI DEKHLE KI TAQSEEM MAUKANA NE KI HAI YA SAWAL KARNE WALE NE.

رہا یہ کہ جس جگہ عمل نقل کیا جاوے وہاں ہی انکار ہو یہ کوئی ضروری
نہیں خود قرآن مجید میں بہت جگہ کفار کے اقوال وعقائد نقل کئے ہیں اور
دوسری آیات میں انکار فرما دیا گیا ہے رہا سجدہ اور بوسہ اول تو اس
عبارت میں اس کا پتہ نہیں سجدہ کے معنی ہیں پیشانی نہادن برزمین
اور بوسہ کے معنی ہیں لب نہادن بر چیزے اور رخسارہ نہادن کسی کے
بھی معنی نہیں قطع نظر اس سے تقریر مذکور میں اسکا بھی جواب ہو گیا کہ
بیان خاصیت دلیل جواز نہیں فافہم ولا تزل واللہ اعلم۔ فقط

جواب سوال سوم:- مطلق غیب سے مراد اطلاقات شرعیہ میں
وہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور اس کے ادراک کے لئے
کوئی واسطہ اور سبیل نہ ہو اسی بنا پر لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض
الغیب الا اللہ۔ اور لو کنت اعلم الغیب۔
وغیرہ فرمایا گیا ہے اور جو علم بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج
قرینہ ہے تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے
ممنوع و ناجائز ہوگا قرآن مجید میں لفظ راعنا کی ممانعت اور حدیث مسلم میں
عبدی وامتی وربی کہنے سے نہیں۔ اسی وجہ سے وارد ہے، اس لئے
حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر علم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا اور
اگر ایسی تاویل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق اور رازق وغیرہما

maulana ke nazdeek ilm e gaib zati hota hai

iss ibarat se maloom hua maulana itlaq per behas kar rahe hai na ke ilm e gaib ke sabit hone ya na hone me behas hai

http://www.rehmani.net
بسم اللہ الرحمن الرحیم
الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ
بیاد عرس
رحمۃ اللہ علیہ
اعلحضرت امام احمد رضا خان
اعلحضرت پر 150 اعتراضات کے
منہ توڑ
جوابات
کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں
تصنیف : خادم اعلحضرت
مناظر اہلسنت مولانا محمد جہانگیر نقشبندی
طالب دعا: تحریک دعوت کنزالایمان انٹرنیشنل (اہل سنت و جماعت)

حضرات محترم! تاریخ شاہد ہے کہ بدعقیدہ گستاخ بزرگانِ دین پر اعتراضات کرکے اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتے رہے اور یہ عمل رہتی دُنیا تک ہوتا رہے گا اور اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ جہاں اعتراض کرنے والے ہوتے ہیں وہاں ان کو منہ توڑ جواب دینے والے بھی ہوتے ہیں اور پھر صِرف اعتراض ہی نہیں بلکہ الزام لگانے والے جھوٹ بولنے والے اپنی گستاخیوں کو چھپانے کیلئے ہر قسم کے حربے استعمال کرتے ہیں۔

حیرت تو اس وقت ہوتی ہے کہ الزام لگانے والوں کے حوالے کو جب اصلی عبارت سے ملا کر دیکھا جاتا ہے تو جھوٹ اور الزام کے ڈھول کا پول کھل جاتا ہے، اتنا بڑا جھوٹ اور الزام لگانے والوں کو شرم وحیاء نہیں۔ حدیث میں سچ فرمایا کہ جب تیرے پاس شرم و حیاء نہیں تو جو دل چاہے کر۔

اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمۃ) پر آج تک جتنے اعتراض ہوئے ان سب کے جواب دیئے جا چکے ہیں اور ایسے جواب دیئے کہ اعتراض کرنے والوں کے منہ لال پیلے ہوگئے۔ لیکن اعتراض کرنے والوں میں ڈھیٹ اور بے شرم لوگ بھی ہیں، جو ایک ہی اعتراض کو بار بار دھراتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ ان بدعقیدہ کو بار بار جوتے کھانے میں مزہ آتا ہے۔ اگر یہی بات ہے کہ تو ہم کو جوتے لگانے میں کوئی حرج نہیں۔ مثال مشہور ہے کہ سر سلامت جوتے بہت۔ لہٰذا وہ تمام اعتراضات مختلف چھوٹی بڑی کتابوں میں موجود ہیں۔ ان سب کو ایک جگہ جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ کوئی بھی اعتراض دیکھ کر یا سن کر کوئی سُنّی پریشان نہ ہو اور یہ کتاب کھول کر منہ توڑ جواب دے سکے۔ بعض اعتراضات کے جوابات مختصر ہوں گے مگر منہ توڑ ہوں گے اور بعض کے جوابات تفصیلی ہوں گے جیسی عبارت ویسا جواب ہوگا۔ اِن شاءَ اللہ تعالیٰ

ہم اُمید کرتے ہیں کہ عوام اور علماء اہلسنّت اس کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں گے اور مخیر حضرات اس کتاب کو مفت تقسیم کرانے میں مدد کریں گے اور اہلسنّت کے خطیب حضرات سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ جلسے میں اس کتاب کے خریدنے کا اعلان فرمائیں۔ اور اگر کوئی صاحب مختصر جواب کے بعد بھی تفصیلی جواب سننا چاہتے ہیں تو وہ ہمارے پاس تشریف لائیں۔
آج تک جتنے بھی اعتراضات ہوئے ان کے جوابات اس کتاب میں ہیں، اگر کوئی نیا اعتراض کیا گیا تو اس کو آئندہ ایڈیشن میں شامل کردیا جائے گا۔ اِن شاءَ اللہ تعالیٰ

کی یہ عبارت ہے۔ "اس احقر الناس رشید احمد گنگوھی نے اس کتاب مستطاب براھین قاطعہ کو اول سے آخر تک بغور دیکھا" وہ دنگ رہ گئے اللہ تعالیٰ ہٹ دھرموں کو ذلیل کرتا ہے اور ان کے مکر و فریب نہیں چلنے دیتا۔

اس فرقہ "وہابیہ شیطانیہ" کے بڑوں میں ایک اور شخص اسی گنگوھی کا دم چھلا ہے جسے "اشرف علی تھانوی" کہتے ہیں، اس نے ایک چھوٹا سا رسالہ تصنیف کیا ہے غالباً چار ورقہ اس میں اس نے تصریح کی ہے کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے، ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے، اس کی ملعون عبارت بلفظہ ملاحظہ ہو۔

"آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں تو اس طرح کہ اس میں سے ایک فرد بھی خارج نہ ہو رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے"

میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دی ہے یہ شخص کس بے شرمی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم سے برابری کر رہا ہے اور کس قسم کی دلیلیں دے رہا ہے اس کی سمجھ میں اتنی سی بات بھی نہیں آ رہی کہ زید و عمرو اور اس شیخی بگھارنے والے کے یہ بڑے جن کا اس نے نام لیا ہے انہیں غیب کی کوئی بات معلوم ہو گئی بھی تو محض ظنی حاصل ہو گی۔ امور غیب پر یقینی علم تو اصالۃً خاص انبیاء کرام کو ملتا ہے
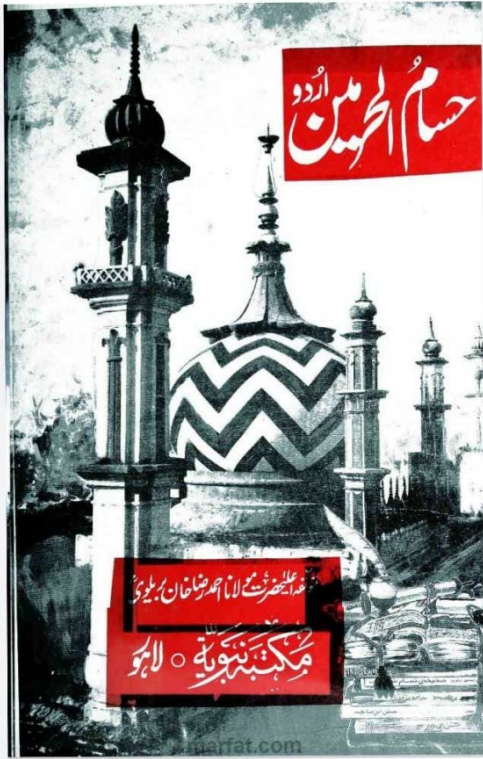
ساری أمت مسلمہ کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن
لاریب کتاب ہے پر یہ بریلویوں کا عقیدہ ہیں
کہ حسام الحرمین لاریب کتاب ہیں ‼️
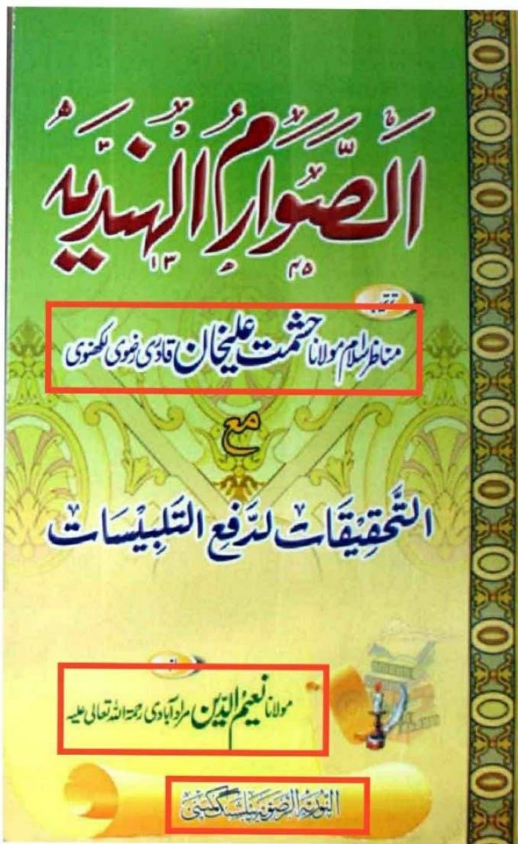
(۹۶) زہے کتاب مبارک حسام الحرمین ست کہ مزین بتصدیقات علمائے حرمین طیبین ست۔ دران لغو و دروغ بنظر نمی آید مگر کسے راکہ قائل کذب خدائے قدوس باشد وصف حقانیت اوازمن مپرسید برحقیت او گواہ عادل کلام اہل حرم را بہ بینید۔

محمد عطاء الرحمٰن المتخلص بعطا عفی عنہ مدرس دوم مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریرا۔

(۹۷) حسام الحرمین کتاب لاریب فیہ هدی للمتقین قہر رب العالمین علی المرتدین من الوهابین والنجدیین والقادیانین خذ لهم الله انی یوفکون۔

محمد ولی الرحمٰن غفرلہ المنان قادری رشیدی علیمی حلیمی مدرس اول مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریرا۔

(۹۸) صدق المجیب محمد شفاء الرحمٰن قادری رضوی کان اللہ لہٗ مدرس سوم مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریرا۔

(۹۹) الجواب حق والمجیب محق شرف الدین مدرس اول مدرسہ نور العلوم واقع کوہان۔

(۱۰۰) کتاب حسام الحرمین کے ہر مسئلہ پر مسلمان کو عمل کرنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

محمد رحیم بخش قادری رضوی عفی عنہ

(۱۰۱) فتاوے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا تعظیما کا ہر فتویٰ محقق و واجب العمل ہے رہے مخالفین تو لہم فی الدنیا خزی ولہم فی الاخرۃ عذاب عظیم ہیں۔

محمد حبیب الرحمٰن مدرس چہارم مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریرا۔

(۱۰۲) مجیب محقق کا جواب لاجواب ہے۔

فقیر عبد الکریم بلیاوی

(۱۰۳) حسام الحرمین صارم ہندی برگردن بدمذہبی ہے۔

فقیر عبد الحفیظ دربھنگوی غفرلہٗ

(۱۰۴) الجواب لاریب فیہ فقیر ابو الحسن مظفرپوری عفی عنہ
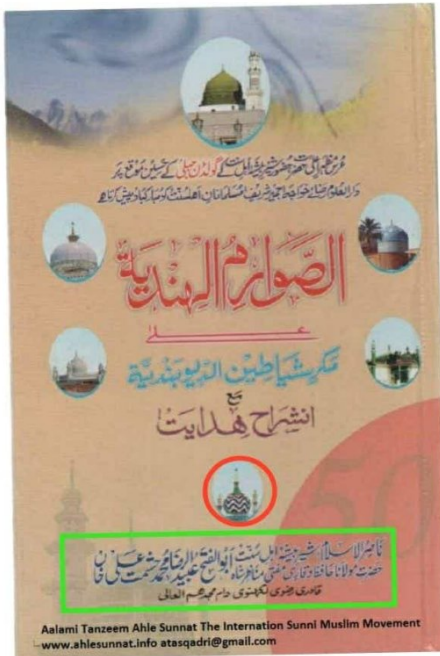
عظام نے قادیانی، نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھی تھانوی پر نام بنام فتوئی دیا ہے کہ یہ لوگ اپنے عقایدِ خبیثہ وکفریاتِ ملعونہ کے سبب اسلام سے خارج کافر مرتد بد دین گمراہ، گمراہ گر ہیں جو شخص انکے عقایدِ کفریہ سے واقف ہوکر باوجود علم اور سمجھنے کے انکو مسلمان جانے یا انکے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر مرتد گمراہ ہے۔ یہ سب صحیح وقابلِ عمل ہے۔ مسلمانوں کو اسی کے مطابق عمل کرنا چاہئے والله تعالی اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب۔

کتبه المسکین سید غیاث الدین بن مولانا حافظ سید غلام محی الدین سنی حنفی قادری نقشبندی غفرله ولوالدیه فی الحال مقیم سورت

(١٥٣) اَلْجَوَابُ صَحِیْحٌ غلام محی الدین قادری غفرله الله له ذنبه

(١٥٤) اَلْجَوَابُ صَحِیْحٌ سید احمد علی عُفِیَ عَنْهُ

(١٥٥) اَلْجَوَابُ صَحِیْحٌ غلام محمد

(١٥٦) الجواب: بیشک حسام الحرمین شریف قطعاً یقیناً حرفاً حرفاً صحیح ودرست اور بجا وحق ہے۔ اور جن لوگوں کا سوال میں تذکرہ ہے وہ یقیناً کافر مرتد ہیں۔ اور جو انکے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد بھی انکے کافر مرتد ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر مرتد ہے۔ تمام مسلمانوں پر حسام الحرمین شریف کے احکام کا ماننا اور انکے مطابق عمل کرنا شرعاً فرض ہے والله تعالی اعلم۔

فقیر محمد نظام الدین قادری برکاتی نوری ہدایت رسولی غفرله از مقام سورت

فتوائے بھروچ

(١٥٧) کتاب حسام الحرمین میرے پاس ہے اور میں نے تمام پڑھی ہے۔ اس کتاب میں قاسم نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھی، تھانوی، قادیانی اور انکے ہم خیال شخصوں پر مکہ معظمہ ومدینۂ طیبہ سے کفر کے فتوے ہیں۔ اور یہ کہ جو شخص انکے اقوال پر مطلع ہونے کے بعد بھی انکے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ جب سے کتاب حسام الحرمین شائع ہوئی ہے تب
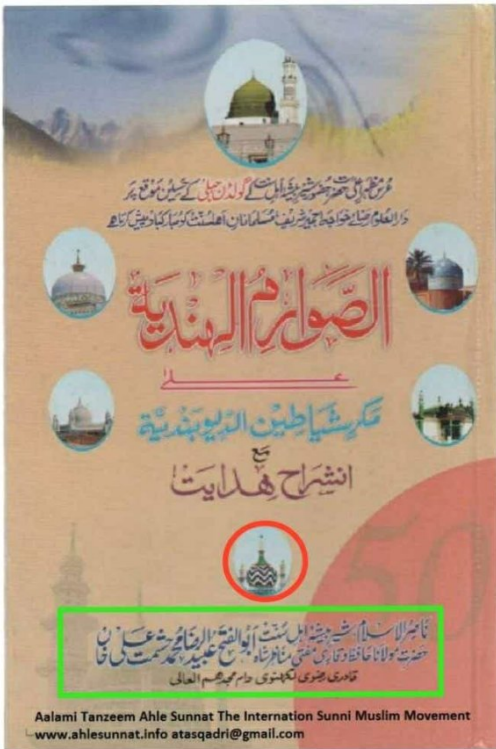
(۱۸۳)صح الجواب فقیر خادم العلماء والفقراء محمد نور الحق قادری برکاتی نوری غفرلہ' ذنبہ المعنوی و الصوری۔

فتوائے جام جودھپور کاٹھیاواڑ

(۱۸۴) الجواب و منہ ھدایۃ الحق و الصواب بیشک مرزا غلام احمد قادیانی و قاسم نانوتوی و خلیل احمد انبیٹھی و اشرف علی تھانوی و رشید احمد گنگوہی اپنے اقوالِ کفریہ و عقایدِ مردودہ کے سبب کافر مرتد ہیں۔ اور جو شخص انکے اقوالِ ملعونہ پر اطلاع پاکر اسکے بعد بھی انہیں مسلمان جانے یا انکے کافر ہونے میں شک کرے یا انکو کافر کہنے میں توقف کرے بلا ریب وہ بھی کافر مرتد ہے۔ ان لوگوں کے متعلق مکۂ معظمہ و مدینۂ طیبہ زادھما اللہ تعالی شرفاً و تکریماً کے مفتیان کرام و فضلائے عظام نے جو حکم صادر فرمایا ہے جسکا مجموعہ حسام الحرمین کے نام سے طبع ہو کر شائع ہو گیا ہے حق ہے۔ اور تمام امتِ مصطفویہ علی صاحبھا الصلاۃ و السلام پر اسکا ماننا اور اسپر عمل کرنا فرض قطعی ہے۔ و ماذا العبد الحق الا الضلالہ ھذا ماعندی۔ و اللہ اعلم بِالصواب، و الیہ المرجع و المآب۔

کتبہ العبد المفتقر الی مولاہ محمود جان السنی الحنفی القادری الفشاوری ثم الجام جودھفوری الکاتھیاواری

(۱۸۵) مذکورین فی السوال قادیانی، دیوبندی، گنگوہی، انبیٹھی، نانوتوی، تھانوی نہ صرف مسائلِ فرعیہ اجماعیۂ اہلسنت میں مخالف ہیں۔ بلکہ اللہ و رسول جل وعلا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دشمن، اولیائے کرام سے بدظن، حتی کہ مسائل تنزیہ و تقدیسِ باری و تکریمِ رسالت پناہی میں جو اعلیٰ و اہم و اقدم مسائل ضروریہ دینیہ سے ہیں ابن عبد الوہاب نجدی قرن الشیطان و من تبعہ کے ہم عقیدہ ہیں جس نے تمام امت کو کافر مشرک کہا اور روضۂ پاک سرور انبیا صاحب لولاک علیہ الصلوۃ والسلام کو صنمِ اکبر کا خطاب دیا قبحھم اللہ تعالی و خذلھم پس انکا حکم وہی ہے جو حضرت مفتی صاحب اور حضرات مفتیانِ حرمین شریفین نے دیا۔ و اللہ تعالی اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔ کتبہ

ڈھائی سو ۲۵۰ سے زائد علمائے اسلام رحمہم اللہ کی ان تصدیقات کو مولانا حشمت علی خان رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "الصّوارم الھندیۃ" کے نام سے شائع کیا۔ ان علمائے کرام کے نام اس کتاب کے آخر میں ملاحظہ کریں۔

امام اہلسنت رضی اللہ عنہ کی شرعی مجبوری

پیارے بھائیو! امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انتہائی مجبوری کے عالم میں ان گستاخوں کے بارے میں شرعی حکم بیان فرمایا تھا۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس وقت ہندوستان بھر کے علماء و عوام کی نگاہوں کا مرکز تھے۔ اس صورت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ پر لازم تھا کہ آپ دین متین اور عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسداری کیلئے اپنا فرضِ منصبی ادا فرماتے۔ چونکہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوری امت کا ایک ہی فیصلہ ہے کہ "وہ شخص کافر ہے نیز جو اسے کافر نہ مانے وہ بھی کافر ہے" چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ انہیں کافر لکھنے پر مجبور ہو گئے۔ اسی مجبوری کی طرف مرتضیٰ حسن در بھنگی دیوبندی نے بھی اشارہ کیا ہے موصوف دار العلوم دیوبند کے شعبہ تبلیغ کے ناظم تعلیمات تھے لکھتے ہیں "اگر (مولانا احمد رضا) خان صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا (یعنی گستاخ رسول) تو خان صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ انہیں کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے"۔

نیز ذیل میں ہم بطور نمونہ اکابر علمائے دیوبند کے چند فتاوٰے پیش کرتے ہیں جو امام اہلسنّت کے فتوٰے کی تائید کرتے ہیں۔

فتویٰ

استاذ العلماء حضرت علامہ

مفتی محمد جمیل رضوی

خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ بریلی شریف

پیر محمد کرم شاہ بھیروی کی عبارات تسعہ کے پیش نظر فقیر کا نقطہ نظر یہ ہے کہ یہ عبارات توہین خداوند قدوس عز و جل و توہین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کرتی ہیں۔ نیز طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں اہلسنت کے فیصلہ سے انحراف کر کے غیر مقلدین کی تقویت میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی گئی۔

نیز گستاخان رسالت کو کھلی چھٹی دی گئی، ہمارا اہلسنت و جماعت کا موقف ہے جو بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اشارۃً یا عبارۃً یا کنایۃً گستاخی و بے ادبی کرے یا لکھے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل ہے۔ خواہ کسی بھی مکتبہ فکر سے متعلق ہو۔

نیز حسام الحرمین شریف جس پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سمیت عرب کے جید علماء و محدثین و فقہاء کے دستخط موجود ہیں، پوری اُمت کا شرعی فیصلہ ہے۔

جو شخص حسام الحرمین شریف کے فتاویٰ سے متفق نہیں ہم اُسے قطعاً سنی نہیں مانتے، خواہ وہ خود ساختہ پیر و مفسر قرآن ''ضیاء الامت'' جیسے القابات کا مدعی ہو۔

ہمارے نزدیک معیار اہلسنت یہ ہے کہ تمہید ایمان اور حسام الحرمین کو دل و جان سے مانتا ہو۔ کرم شاہ کے متعلق شروع ہی سے ہمارے شبہات تھے لیکن منفی پروپیگنڈا تھا کہ انہوں نے رجوع کر لیا ہے جبکہ اس کی وفات کے بعد جمال کرم کی

بتاویل اسناد الی السبب کے بھی اطلاق کرنا ناجائز نہ ہوگا کیونکہ آپ ایجاد اور بقائے عالم کے سبب ہیں بلکہ خدا بمعنی مالک اور معبود بمعنی مطاع کہنا بھی درست ہوگا اور جس طرح آپ پر عالم الغیب کا اطلاق اس تاویل خاص سے جائز ہوگا اسی طرح دوسری تاویل سے اس صفت کی نفی حق جل وعلا شانہ۔ سے بھی جائز ہوگی، یعنی علم غیب بالمعنی الثانی بواسطہ اللہ تعالےٰ کے لیے ثابت نہیں پس اگر اپنے ذہن میں معنی ثانی کو حاضر کرکے کوئی کہتا پھرے کہ رسول اللہؐ عالم الغیب ہیں اور حق تعالےٰ شانہٗ عالم الغیب نہیں (نعوذ باللہ منہ) تو کیا اس کلام کو منہ سے نکالنے کی کوئی عاقل متدین اجازت دینا گوارا کرسکتا ہے اس بناپر تو بانوافقیروں کی تمامتر بیہودہ صدائیں بھی خلاف شرع نہ ہوں گی، تو شرع کیا ہوا بچوں کا کھیل ہوا جب چاہا بنالیا جب چاہا مٹا دیا پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اسمیں حضورؐ کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔ پھر اگر زید اس کا التزام کرلے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب
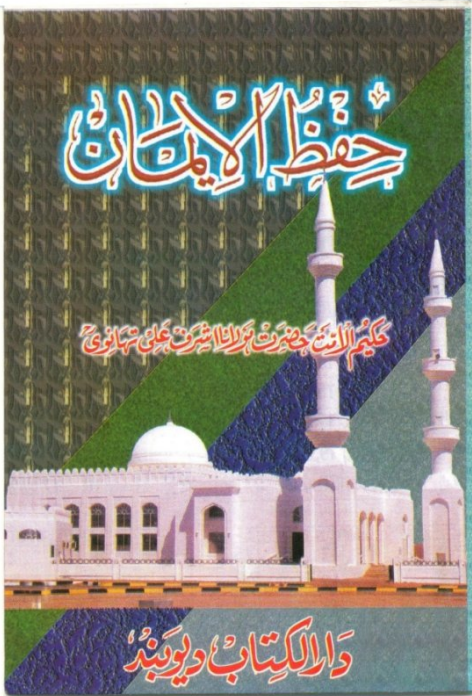
کھونگا تو پھر غیب کو منجملہ کمالات نبویہ کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مومن
بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبویہ سے کب ہو سکتا ہے
اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری
ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج
نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے دلائل نقلیہ
بیشمار ہیں خود قرآن مجید میں آپ سے نفی کرنا علم غیب کی آیت۔
وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ، اور نفی کرنا آپ
سے علم تعیین قیامت کی اور بہت سے علوم کی نفی صاف صاف مذکور
ہے احادیث میں ہزاروں واقعات آپ کے کتب و رسائل روانہ
فرمانے کے مخبروں اور جاسوسوں سے اخبار غائبہ دریافت فرمانے
کے مذکور ہیں اگر یہ کہا جائے کہ علوم غیب تو آپ کو سب حاصل ہیں
مگر استحضار انکا آپ کی توجہ پر موقوف ہے چونکہ بعض امور میں توجہ تام
نہ فرماتے تھے اس لیے بعض واقعات حاضر نہ ہوتے تھے اس کا
جواب یہ ہے کہ بہت سے امور میں آپ کا خاص اہتمام سے توجہ
فرمانا بلکہ فکر و پریشانی میں واقع ہونا اور باوجود اس کے پھر مخفی رہنا
ثابت ہے قصہ افک میں آپ کی تفتیش و استکشاف بابلغ وجوہ
صحاح میں مذکور ہے مگر صرف توجہ سے انکشاف نہیں ہوا بعد ایک
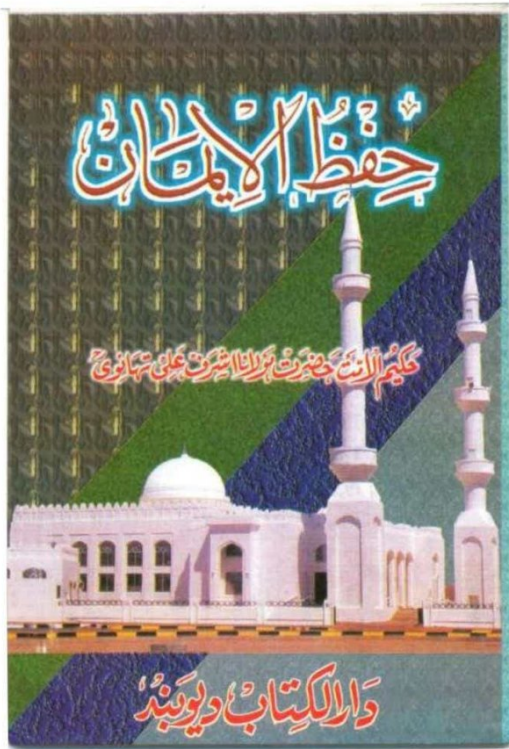
رضاخانی مناظر ، علمائے دیوبند کی کُتب سے آدھی عبارت نقل کرتے وہ سب رضاخانی اِس حوالے کی زد میں

یا اللہ جل جلالہٗ ۷۸۶/۹۲ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تیرے اعداء میں رضا کوئی بھی منصور نہیں
بے حیاء کرتے ہیں کیوں شور بپا تیرے بعد

نام نہاد مناظر اسلام مُلّاں یوسف رحمانی کے ابلیسی افتراءات و شیطانی خرافات کا مدلل و مسکت جواب

برق آسمانی بر فتنۂ شیطانی

اہل علم و انصاف کی خدمت میں ایک اہم پیشکش اور دعوتِ غور و فکر

از فاتح نجدیت قاطع دیوبندیت مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی

الرھان پبلیکیشنز لاہور

اجودھیا باشی (صدر مدرسہ دیوبند) اور نائی مفتی اسلام کفایت اللہ شاہجہان پوری، مسٹر ابوالکلام آزاد و عبدالغفار سرحدی گاندھی اور ان کے متبعین وہابیہ دیوبندیہ مرتدین و نیاچرطمدین کی اکثریت ہے" (الجوابات السنیہ ص۲۹-۳۰)۔

اب مصنف "سیف شیطانی" ہزاروں مرتبہ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کرے تاکہ شیخ نجدی دور ہو اور علامہ ابوالبرکات پر کانگرسی ہونے کے جھوٹے الزام سے علی الاعلان توبہ شائع کرے۔

علامہ حشمت علی علیہ الرحمۃ

مصنف "سیف شیطانی" ص۱۹ و ص۲۲ پر قاتل المرتدین شیر بیشۂ اہلِ سنت فاتح دیوبند علامہ ابوالفتح عبیدالرضا مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب قدس سرہٗ کا بھی فتویٰ نقل کیا ہے اور کمال بے حیائی سے آپ کو بھی کانگرسی لکھا ہے کیا دیوبندیت کی حقانیت کا معیار دروغ گوئی و افتراء پردازی ہے۔ کیا اس جھوٹ پر جھوٹ کی کوئی حد ہے؟

مسلم لیگ سے اختلاف رائے اور بات ہے اور کسی کا کانگرسی ہونا اور بات ہے۔ دونوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکنا دیوبندیت کی حماقت ہے۔ کاش کہ "سیف شیطانی" کا کذاب و مفتری مصنف آنکھوں سے بے حیائی کی پٹی اتار کر "الجوابات السنیہ ص۱۷" کو دیکھتا تو مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب قدس سرہٗ العزیز کو کانگرسی قرار دے کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ سے سیاہ تر نہ کرتا۔

ملاحظہ ہو مولانا حشمت علی قدس سرہٗ کانگرس کے متعلق فرماتے ہیں "دوسرے یہ کہ کانگرس کھلے ہوئے کفار و مشرکین کی جماعت ہے اس کے حملوں سے عوام مسلمین بھی خبردار ہو چکے ہیں اور اس کی کارروائیوں کو اسلام و مسلمین کے حق میں مضر و مہلک سمجھ رہے ہیں" (الجوابات السنیہ ص۱۷)

مصنف "سیف شیطانی" کو ایسا اندھا نہیں ہونا چاہیے کہ اس کو اپنے مطلب کی بات تو نظر آ جائے اور صحیح بات کے وقت آنکھوں میں موتیا اتر آئے۔ اور جب خود مصنف "سیف شیطانی" اعتراف کرتا ہے "کانگرس و مسلم لیگ آپس میں ایک دوسرے کے خلاف کیوں رہے تو یہ اختلاف کوئی شرعی اختلاف نہ تھا...... یہ ایک سیاسی اور نظریاتی اختلاف تھا" (سیف شیطانی ص۱۵)

جب یہ تسلیم ہے تو پھر علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب اور مولانا حشمت علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ کا مسلم لیگ سے اختلاف کرنا اور کانگرس و مسلم لیگ دونوں سے علیحدہ رہنا کون سا جرم ہے؟

مصنف "سیف شیطانی" کو علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب مدظلہ اور شیر بیشۂ اہلسنت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

میثم قادری

البرھان القاطع
فی الردّ
علی المنهاج الواضح

المعروف بہ

مصباح سنت

بجواب راسنت

"جس میں مولوی سرفراز خان صفدر گکھڑوی کی کتاب راہ سنت کا مکمل رد بلیغ کر کے کلیہ بدعت وغیرھا میں ان کی بے شمار علمی ٹھوکروں کی نشاندھی کی گئی اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اہلسنت و جماعت پر ان کا بدعتی ہونے کا الزام ان کا محض بلا دلیل دعوئی ہے۔ جس کے ثابت کرنے میں وہ کلی طور پر ناکام رہے ہیں نیز یہ کہ اس کے اصل ملزم وہ خود ہی ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر بیسیوں علمی مباحث بھی اس میں آ گئے ہیں جو مطالعہ سے تعلق رکھتے ہیں"

ازقلم
علامہ مفتی عبدالمجید خاں سعیدی رضوی

ناشر قادریہ پبلشرز کراچی
کاظمی کتب خانہ رحیم یار خان

کی وصیت اور ضروری حکم فرماتے ہیں اور مفتی صاحب کہتے ہیں کہ اس میں سنت کا ذکر ہی کہاں"؟ ملاحظہ ہو (راہِ سنت ص۵۳)

حالانکہ فلیلزم الجماعۃ کے جملہ کا تعلق "اوصیکم باصحابی" کے حصہ سے قطعاً نہیں ہے بلکہ "فمن اراد منکم بحبوحۃ الجنۃ" کے الفاظ سے ہے جو اس جملہ سے پہلے متصلاً ہے جسے گکھڑوی صاحب محض مطلب برآری کی غرض سے یہاں صاف اڑا گئے ہیں جس کا واضح قرینہ حرف ف بھی ہے جو "فلیلزم" میں ہے۔ بالفاظ دیگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک حدیث میں کئی امور کی وضاحت فرمائی جن میں سے ایک دور اول کے مسلمانوں کی فضیلت ہے جو اوصیکم باصحابی الخ کے لفظوں میں ہے دوسرے اپنی امت کو ہر دور میں اہل اسلام کی سب سے بڑی جماعت سے وابستہ رہنے کی تلقین ہے جسے فمن اراد الخ کے الفاظ سے بیان فرمایا گیا ہے۔ گکھڑوی صاحب کو جب اپنی بات بنتی نظر نہ آئی تو انہوں نے اپنا الو سیدھا کرنے کی غرض سے حدیث کا درمیان والا حصہ اڑا کر اس کے آخری حصہ کو پہلے حصہ سے ملا دیا جس سے عام قاری کو دھوکہ لگتا ہے کہ یہ بھی شاید اسی پہلے حصہ کا جز ہے۔ اسی لیے ترجمہ بھی انہوں اسی انداز سے کیا ہے۔ پھر خدا کی قدرت دیکھئے اپنی اس کتاب کے ص۴۲ پر انہوں نے حدیث ہذا کو مکمل صورت میں بھی لکھ کر اپنی اس تلبیس اور سینہ زوری کی نشاندہی بھی کر دی ہے۔ واللہ علیٰ کل شیئٍ قدیر

واضح رہے کہ اوصیکم باصحابی الخ کا مفہوم صرف اور صرف صحابہ کرام اور دیگر خیر القرون کا ادب و احترام بجا لانے اور ان سے حسن سلوک کرنے کا حکم دینا ہے جیسا کہ حدیث کے دوسرے طرق اس کا واضح قرینہ ہیں جس کی مکمل تفصیل اس حدیث کی بحث میں اپنے مقام پر کر دی گئی ہے فمن شاء الاطلاع علیہ فلیرجع الیہ

خان (سوئم) کے لئے قرآن وخوانی وفاتحہ خوانی کی۔ دعائے مغفرت کی، تعزیتی اجتماع میں شریک ہوئے اور تقریر کرتے ہوئے آغا خان کو اسلام کا محسن کہا۔ (☆)

کیا فرماتے ہیں اب دیوبند کے وہابی خودساختہ علمائے حق اپنے تھانوی صاحب کے بارے میں؟ سنّی (بریلوی) اگر حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف ایصال ثواب کے لئے کریں تو اسے شریعت کے خلاف قرار دیا جاتا ہے اور دیوبندی ملاں اگر غیر مسلم کے لئے قرآن خوانی کرے، ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کرے تو اس کے لئے کوئی فتویٰ نہیں؟ دیوبند کے دارالعلوم کا جشن منایا جائے، ہندو عورت سے تقریب کا افتتاح کروایا جائے (☆☆) تو کوئی فتویٰ نہیں اور اگر اللہ کے رسول ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کا جشن منایا جائے، تو شرک وبدعت اور حرام کے فتوے داغے جاتے ہیں۔ کیا دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے نزدیک یہی معیار حق ہے کہ ان کے اپنے وہی کام، غیر مسلموں کے لئے بھی کریں تو وہ مومن اور علمائے حق ہی رہیں اور صحیح العقیدہ سنّی اگر وہ کام شریعت وسنت کے مطابق اللہ کے پیاروں کے لئے کریں، تو انہیں مشرک اور بدعتی کہا جائے؟ وہابیوں دیوبندیوں تبلیغیوں کی یہ عملی دورخی اور دین فروشی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ تمسخر نہیں تو اور کیا ہے؟

❖ ''جوہانس برگ سے بریلی'' کے مصنف کی خیانت اور جھوٹ کا ایک ثبوت اور ملاحظہ ہو۔

پارٹ ۳ کے ص ۴۴ پر جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے خیانت وبددیانتی اور جھوٹ کی انتہا کی ہے۔ بلاشبہ جھوٹے اور ظالم کے لئے اللہ کی لعنت یقینی ہے۔ کسی کے کلام کو توڑ مروڑ کر، اس کے منشا ومقصد کے صریح خلاف اس پر غلط الزام لگانا، بہتان

(☆) پاکستان کے چھوٹے بڑے تمام اخبارات کے تراشوں پر مشتمل میرے شائع کردہ رسالہ ''اپنی ادا دیکھ'' میں ثبوت ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ میرے پاس تمام ریکارڈ موجود ہے۔

(☆☆) یادرہے کہ دیوبندی وہابی تبلیغی، ہندوؤں سے اپنے اتحاد کے مظاہرے کے لئے ایک مشہور ہندو لیڈر کو دہلی کی جامع مسجد کے منبر پر بٹھانے کی جسارت بھی کرچکے ہیں۔

اور حرام ہے۔ اس بارے میں خود دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے مفتی محمد شفیع صاحب کا فتویٰ آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ خود کو علمائے حق کہنے والے دیوبندی دینی لٹیرے قرآن کریم کی یہ آیات یاد رکھیں۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

قارئین کرام! ماہ نامہ المیزان (بمبئی) کا امام احمد رضا نمبر، اب سے کوئی پندرہ برس پہلے شائع ہوا تھا۔ اس کے شائع کرنے والے نے دیباچہ میں ایک عنوان ''تہمتوں کے انبار'' کے تحت جو پورا پیرا گراف لکھا، جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے اس پیراگراف سے اپنا مذموم مقصد پورا کرنے کے لئے آگے پیچھے کی عبارت چھوڑ کر چند جملے نقل کرکے یہ لکھا کہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کو اپنا امام ماننے والوں کی اپنی رائے ملاحظہ کیجئے۔ (☆)

یہ خادم اہل سنت پہلے ''المیزان'' کے امام احمد رضا نمبر کے دیباچہ کا وہ پورا پیرا گراف نقل کرتا ہے، اس کے بعد جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے اس پیراگراف سے جو جملے نقل کئے، وہ پیش کرتا ہے تاکہ قارئین جان لیں اور دیوبندی وہابی تبلیغی، دینی لٹیروں کی خباثت کا اندازہ کرلیں کہ جن کی بنیاد ہی جھوٹ اور بددیانتی پر ہے

ضروری حصہ جس کا عبارت سے خاص تعلق تھا اور عبارت کی مراد کو واضح کر رہا تھا نقل میں چھوڑ دیا اور کاٹ کر عبارت نقل کی گئی کیا یہی شاہ ۔

اسی طرح سے براہین قاطعہ کے متعدد جگہ کے ٹکڑے جوڑ کر ایک کفری مطلب بنا لیا گیا۔ ان کے سیاق و سباق کو جس سے ان ٹکڑوں کا مطلب صحیح معلوم ہو جاتا ترک کیا گیا۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا فر و مرتد بنانے کے لئے ایک جعلی مردود قلمی فتوے کو جس کے خلاف ان کی تحریرات مطبوعہ موجود ہیں سند بنایا گیا مسلمان کو کسی کو کافر بنانے کے لئے ایسی کاروائیاں کرنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے۔ کیا ایسی صورتوں میں وہ شخص کافر ہو سکتا ہے نعوذ باللہ منہ ۔

ان کے تحریری و تقریری بیانات پھر اہل علم و فہم کے ارشادات پھر عبارت کے سیاق و سباق اور قرائن صحیحہ سب اس بات کی شہادت دے رہے ہیں۔ کہ ان حضرات کا دامن ان کفریات ملعونہ سے صاف۔ اور یہ حضرات ایسے گندے عقائد سے بری الذمہ ہیں۔ یہ ہے امر حق اور ثابت بدلائل شرعیہ زبان زوری اور ہٹ اور چیز ہے جو مخرب دین و ایمان ہے ۔

مقالہ نمبر ۱۹

علماء بدایوں کے صدالفغان بجواب سدالفرار کی عبارات منقولہ بالا سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ فاضل بریلوی احکام کفر لگانے کے لئے نقل عبارات میں تصرف اور دست درازی فرماتے ہیں۔ یہ آپ کی پرانی عادت ہے۔ دوسرے یہ ہے کہ کلام غیر میں قطع برید و تحریف کا چسکا پڑ گیا ہے اور کوئی عبارت کسی کی پوری پوری نقل نہیں فرماتے۔ خاص کر مربوط اور معنی خیز الفاظ کو ترک فرماتے ہیں۔ ناظرین کرام غور فرمائیں کہ ان الفاظ کے معنی کی وسعت کہاں کہاں تک پہونچ رہی ہے
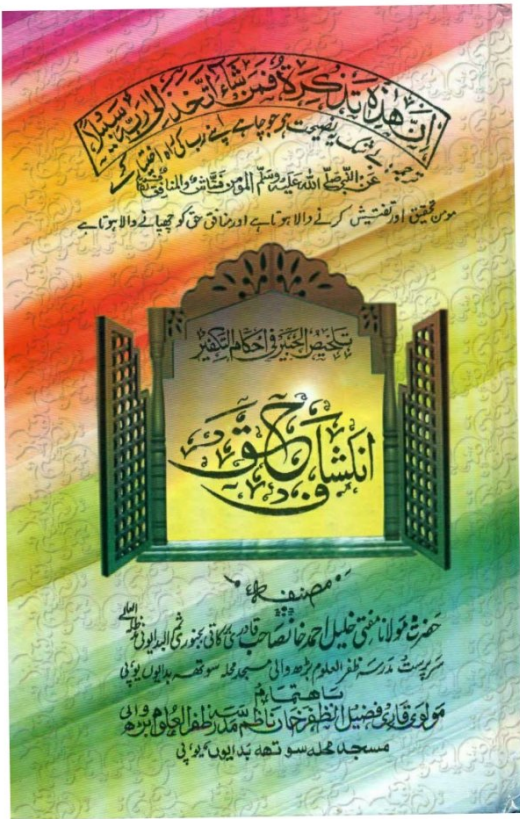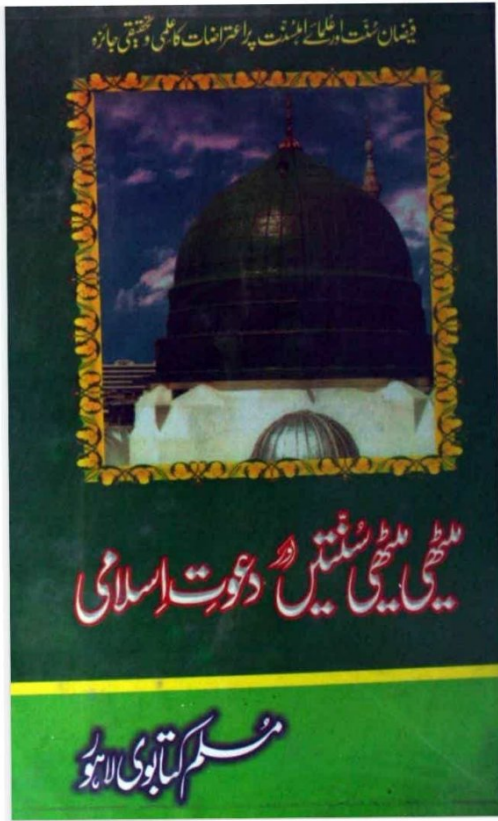
احوال صوفیاء سے ہے۔ جو شخص سجدہ اور بوسہ میں تمیز نہیں کر سکتا۔ وہ خود جاہل ہے۔ اور جاہل آدمی صوفیاء کے احوال و واقعات کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ اور خصوصاً فرقہ وہابیہ اس راہ سے بالکل بے خبر ہے۔

☆...... **علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی (م 1067ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-**

بزرگوں کے کلام کا ان کی مراد کے خلاف مطلب نکال کر مراد لینا سراسر جہالت ہے۔ اس کا کوئی اچھا نتیجہ بر آمد نہیں ہو سکتا۔ (سیرت مجدد الف ثانی ص ۳۰۰ از ڈاکٹر محمد مسعود احمد طبع کراچی ۱۹۸۳ء)

☆...... **علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی (م 1143ھ) فرماتے ہیں :-**

اے بھائیو! پہلی بات تو تم کو یہ معلوم ہونی چاہیے کہ مشائخ طریقت کے نزدیک ان کے مفرد یا مرکب کسی بھی لفظ کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی کہ وہ خاص لغت میں گفتگو فرماتے ہیں۔ ان کے کلام کو اسی لغت خاص پر محمول کیا جانا چاہیے۔ خواہ کلام عربی زبان میں ہو یا کسی دوسری زبان میں۔

(سیرت مجدد الف ثانی ص ۳۰۰ از ڈاکٹر محمد مسعود احمد طبع کراچی ۱۹۸۳ء)

☆...... **سید محمد گیسودراز بن سید یوسف حسینی چشتی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ :-**

ڈاکٹر محمد حسن لکھتے ہیں : ہندوستان کے اولیاء عظام میں سے تھے۔ اور نصیر الدین محمد چراغ دہلوی کے خلیفہ تھے۔ مشائخ چشت میں ان کا خاص مقام ہے۔ پہلے دہلی میں رہا کرتے تھے پھر اپنے پیرو مرشد کی وفات کے بعد دکن چلے گئے۔ اور وہاں آپ کا سلسلہ رائج ہو گیا۔ 720ھ میں پیدا ہوئے اور ایک سو پانچ سال کی عمر میں 825ھ میں وفات پائی۔ دکن میں شہر کلبر میں دفن ہوئے۔

(ڈاکٹر محمد حسن، ترجمہ رسالہ تعبیریہ اردو ص ۴۰-۳۹ طبع اسلام آباد 1984ء)

☆...... **مولوی محمد سلیمان منصورپوری غیر مقلد لکھتے ہیں :-**

"سلسلہ نظامیہ میں سید محمد گیسودراز وہ بزرگ ہیں جنہوں نے دکن میں ٹھہر کر پونا کو اسلام سے روشناس کرایا۔ (خطبات سلیمانی ص ۱۶۵ (30 مارچ 1929ء بمقام لاہور) طبع لاہور ۱۹۷۲ء)

☆...... **شیخ عبدالوہاب متقی قادری شاذلی حنفی کی وصیت :-**

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جب حرمین شریفین سے واپس آنے لگے تو ان کے استاد گرامی نے آپکو چند وصیتیں فرمائیں جن میں سے ایک یہ تھی۔

"اگر تم مشائخ کی کتابوں کا مطالعہ کرو اور ان سے استفادہ کرو تو بہتر اور قابل مبارک ہے لیکن ایک شرط کے ساتھ اور وہ یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے مبہم اور شک میں ڈالنے والی باتوں میں نہ پڑنا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ پھر اگر تم یہ دیکھو کہ اہل طریقت کے کچھ کلمات ظاہر شریعت کے خلاف ہیں۔ تو ان کی تردید کی صورت یہ ہے کہ کبھی تو ان بزرگوں کی طرف ان کلمات کی نسبت سے ہی انکار کر دو۔ اور کبھی ان کی تاویل کر
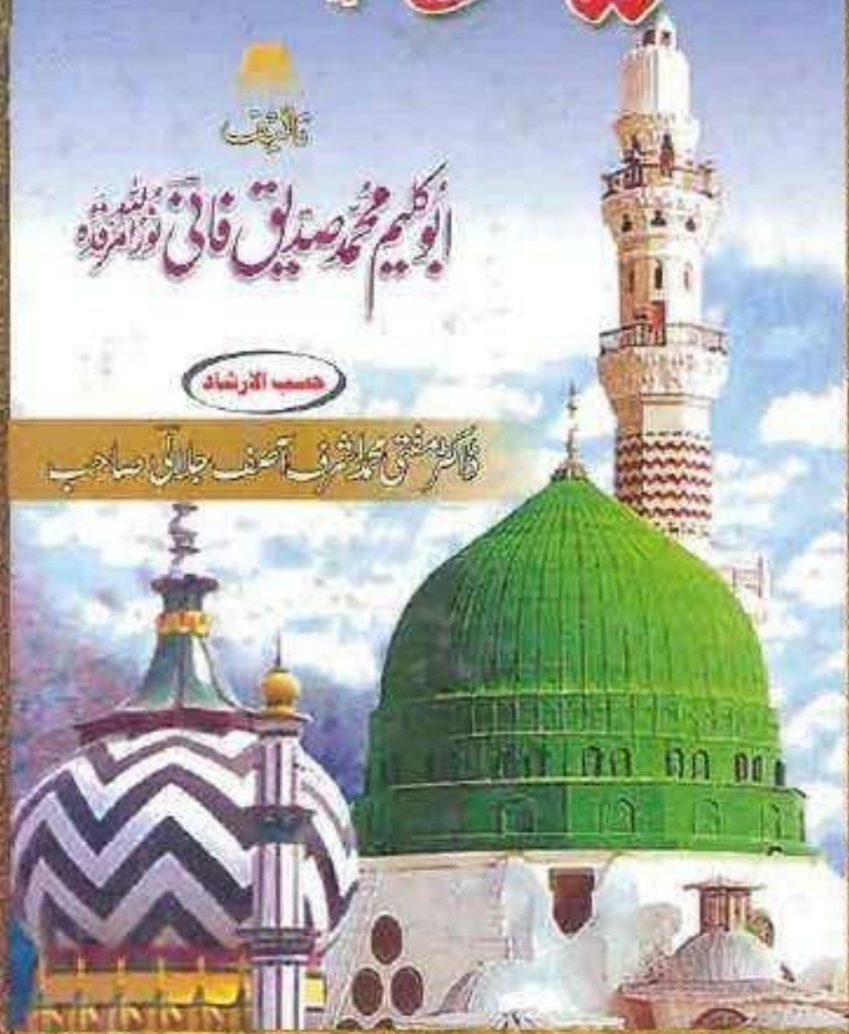
وفات پر آنکھوں سے آنسوؤں کا نکلنا اسی باب سے ہے۔ احکام سہو اور نسیان کا ظہور بھی اسی میں داخل ہے۔ اور اسی کے ضمن میں امت کیلئے ان احکام کے شروع اور ان کی اقتداء والی حکمت بھی مضمر ہے۔ (شرح سفر السعادت صفحہ نمبر ۱۰۱، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

مصنف رضاخانی مذہب کی دھوکہ دہی

رسالہ تقریر منیر کی اصل عبارت:۔

''حضور کے علم میں زیادتی، ذہول ونسیان جائز ہے''۔

مصنف رضاخانی مذہب کی نقل کردہ عبارت:۔

''حضور کے علم میں زیادتی ذہول ونسیان جائز ہے''۔

چونکہ اہلسنت و جماعت کا مسلک یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتدریج علم غیب عطائی حاصل ہے۔ اس لئے علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ مذہب حقہ اہلسنت و جماعت کے عقائد ونظریات کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

''اللہ تعالیٰ کے علم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم میں ایک یہ فرق بھی ہے کہ علم الٰہی میں کسی قسم کا تغیر جائز نہیں اور حضور کے علم میں زیادتی، ذہول ونسیان جائز ہے''۔

مگر!

''مصنف رضاخانی مذہب'' نے بیہودیانہ فعل کا ارتکاب کرتے ہوئے اصل عبارت میں جو لفظ زیادتی اور ذہول کے درمیان قومہ (،) تھا اس کو محو کر کے عبارت یوں بنادی:۔

''حضور کے علم میں زیادتی ذہول ونسیان جائز ہے''۔
(رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۵۳ حصہ دوم)

یعنی زیادتی کا لفظ علم کی بجائے ذہول ونسیان کے ساتھ چسپاں کر دیا جو سراسر بددیانتی اور صاحب ''رسالہ تقریر منیر'' کے منشاء کے خلاف ہے۔

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''بزرگوں کے کلام کا ان کی مراد کے خلاف مطلب نکال کر مراد لینا سراسر جہالت

ہے اس کا کوئی اچھا نتیجہ برآمد نہیں ہوسکتا''۔ (الکلام البہی صفحہ نمبر ۵ مطبوعہ دہلی ۱۳۱۲ھ)

رسالہ تقریر منیر کی عبارت میں تحریف

(اصل عبارت) ''حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اگر ذہول طاری نہ ہوتا تو زہر کے اثر سے شہادت کا جو کمال حاصل ہوا وہ اسباب ظاہری میں کیسے حاصل ہوتا''۔
(مقالات کاظمی صفحہ نمبر ۱۳۱)

مصنف رضاخانی مذہب کی نقل کردہ عبارت

''حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اگر ذہول طاری نہ ہوتا زہر کا ایک لقمہ حضور کیسے تناول فرماتے''۔ (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۲۵۲ حصہ دوم)

رسالہ تقریر منیر کی عبارت میں تحریف کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب عطائی کی نفی کرنا بدباطنی نہیں تو اور کیا ہے۔ خداوند قدوس کور باطنی سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

یاد رہے! ذہول اور نسیان علم کے منافی نہیں بلکہ یہ امور مثبت علم ہیں کیونکہ جو چیز معلوم ہی نہیں اس کی طرف سے توجہ کا ہٹنا یا اسے بھولنا متصور ہی نہیں۔

رہا یہ امر کہ عدم توجہ اور نسیان کے بعد لاعلمی ہوگئی۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے عدم علم ثابت ہوگیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کسی چیز کی طرف توجہ نہ رہنا یا اس کا بھول جانا لاعلمی کو مستلزم نہیں۔ اگر ایسا ہوتو ایک دفعہ بھولی ہوئی چیز کبھی یاد ہی نہ آئے۔ لیکن بے شمار بھولی ہوئی باتیں یاد آجاتی ہیں۔ اگر بھول کی وجہ سے علم زائل ہو جاتا ہے تو وہ بات کبھی یاد نہ آتی۔ اسی طرح ایک امر معلوم کی طرف سے توجہ ہٹنے کے بعد جب اس کی جانب توجہ مبذول ہوتی ہے تو وہ امر معلوم اجنبی نہیں ہوتا بلکہ اس کی حیثیت معلومیہ ہی ہوتی ہے۔ جو پہلے تھی یہ بھی بقائے علم کی دلیل ہے۔ (مقالات کاظمی مطبوعہ لاہور صفحہ نمبر ۱۳۱، ۱۳۲)

رسالہ عید میلاد النبی کی عبارت

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بدن مبارک بھی نور تھا''۔ (رسالہ میلاد النبی صفحہ نمبر ۱۵)

احمد رضا کا عقیدہ نبی ﷺ کو بعض علم غیب ہے

رضاخانیوں کا پیر احمد رضا کہتا ہے۔۔

ہم عطائے الٰہی سے بھی بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں،

Razakhani peer Ahmad raza kahta hai.
Ham ataye ilahi se bhi baz ilm hi mante hain.

محمد طارق الندوی

ما کانت لتخطر ببال المسلمین[1]۔

مسلمان کے دل میں اس کا خطرہ گزرے ؛

(۵) اسی میں ہے : قد اقمنا الدلائل القاھرۃ علی ان احاطۃ علم المخلوق بجمیع المعلومات الالٰھیۃ محال قطعاً عقلاً وسمعاً[2]

ہم قاہر دلیلیں قائم کر چکے کہ علم مخلوق کا جمیع معلومات الٰہیہ کو محیط ہونا عقل و شرع دونوں کی رو سے یقیناً محال ہے ؛

(۶) اسی کی نظر ثالث میں ہے :۔ العلم الذاتی والمطلق المحیط التفصیلی مختص باللہ تعالیٰ وما للعباد الا مطلق العلم العطائی[3]۔

علمِ ذاتی اور علم بالاستیعاب محیط تفصیلی یہ اللہ عزّوجلّ کے ساتھ خاص ہیں بندوں کے لیے صرف ایک گونہ علم بعطائے الٰہی ہے ؛

(۷) اسی کی نظر خامس میں ہے :۔ لا نقول بمساواۃ علم اللہ تعالیٰ ولا بحصولہ بالاستقلال ولا نثبت بعطاء اللہ تعالیٰ ایضاً الا للبعض[4]۔[5]

ہم نہ علمِ الٰہی سے مساوات مانیں نہ غیر کے لیے علم بالذات جانیں اور عطائے الٰہی سے بھی بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع ؛

میرا مختصر فتویٰ انباء المصطفٰے[5] بمبئی، مراد آباد میں تین بار ۱۳۱۸ھ سے ہزاروں کی تعداد میں طبع ہوکر شائع ہوا۔ ایک نسخہ اسی کا کہ رسالہ اَلْکَلِمَۃُ الْعُلْیَا[6] کے ساتھ مطبوع ہوا مرسل خدمت ہے۔ اس سے بڑھ کر جس امر کا اعتقاد میری طرف کوئی نسبت کرے مفتری کذاب ہے اور اللہ کے یہاں اس کا حساب۔

---

[1] الدولۃ المکیہ ص ۲۱۲ مطبوعہ بریلی [2] ایضاً ص ۲۱۶ [3] ایضاً ص ۲۲۴ [4] ایضاً ص ۲۵۶
[5] مصنفہ ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء [6] مصنفہ صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ؛

مسئلہ علمِ غیب پر ایک عام فہم علمی و تحقیقی کتاب

خالص الاعتقاد

۱۳۲۸ھ

تصنیف

مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی

مجلس رضا مرکزی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ

مصنفہ امام اہل سنت مجدد ملت

اعلیحضرت الشاہ احمد رضا خاں صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

تعلیقاتہا للمصنف باسم التاریخی

الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ

قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی

مکتبہ رضویہ آرام باغ - گاڑی کھاتہ - کراچی

باہتمام دار العلوم امجدیہ کراچی

ایمان کی نفی کرتا ہے تو خود اپنے کفر کا مقر ہوا اور اللہ کی پناہ اور معلوم ہے کہ جب علم مطلق اجمالی بندوں کے لیے ثابت ہوا تو مطلق علم اجمالی اپنے آپ ثابت ہو گیا اور اسی طرح مطلق علم تفصیلی اس لئے کہ ہم قیامت وجنت ونار اور اللہ تعالیٰ اور اس کی صفتوں میں سے ساتوں صفات اصول پر ایمان لائے اور یہ سب کا سب غیب ہے اور ان میں ہر ایک ہم نے علیحدہ علیحدہ دوسرے سے ممتاز پہچاننا تو واجب ہوا

کے مسلمان ہوگا اور اگر محض برابری مقدار میں مراد ہے جیسا کہ وہ ظاہر کلام ہے کیونکہ اس کی بنا انہوں نے ان تیمیہ زعم پر رکھی اس لئے کہ وہ لوگ جن کا اس نے اپنے غلو سے غلاۃ نام رکھا ہے ان کے نزدیک یہ ہے کہ علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منطبق ہے علم الٰہی پر برابر برابر تو اللہ تعالیٰ جو کچھ جانتا ہے اس کو اس کا رسول جانتا ہے اھ تو کوئی وجہ تکفیر کی نہیں کہ کوئی نص اصلا وارد نہ ہوئی کجا قطعی ضروری کہ بعض علوم سے خدا نے دینے سے روک دی گئی ہو نہیں اللہ ہر شے پر بڑی قدرت والا ہے اور کسی علم کا اللہ ہی کے لئے منحصر ہونا اس کی عطا وامداد سے بندوں کے لئے ہونے کی منافی نہیں جیسا کہ عنقریب [illegible] گا اور جو لیوں تکفیر آئے تو پیشتر وہ بجد لازم ہو تکفیر ان [illegible] کی جو اس کے قائل ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا علم ساعت (قیامت) اور ان [illegible] چھپانے کا حکم ہوا جیسا کہ ابھی تم پر روشن ہوگا اور یہ موضوعات سے نقل کنندہ اپنے رسالے کے آخر میں خود معترف ہے کہ متاخرین اور صوفیہ میں سے بعض غیوب خمسہ کی عطا کی طرف گئے پھر نہ ان کی تکفیر کی نہ ان کی گمراہی کی تصریح کی۔ رہا غیر متناہی کو محیط نہ ہونا تو مسئلہ عقلیہ ہے اس پر شرعیت کوئی دلیل نہیں نہ ہر مسئلہ عقلیہ کا انکار کفر تا وقتیکہ اس میں انکار کسی امر دینی کا نہ ہو بلکہ میں نے بلا شبہ کلام امام حقائق سیدی محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں دیکھا اس کے حاصل ہونے کا امکان مگر اس پر جزم نہ فرمایا لیکن علم بکنہ تعالیٰ اس کے جواز میں علماء کو خود اختلاف ہے در شرح مواقف میں اس کے انکار کو ہمارے بعض اصحاب مثل امام غزالی و امام الحرمین کی طرف منسوب کیا اور کہا کہ بعض ان میں سے وہ ہیں۔ جنہوں نے توقف کیا مثل قاضی ابو بکر بلکہ بہت ہمارے اصحاب اس کے وقوع کے قائل ہوئے جیسا کہ مواقف اور اس کی شرح میں ہے تو اس کے ہوتے کس طرح تکفیر صحیح ہوگی اگرچہ ہمارے نزدیک اس کا امتناع حق ہے۔ حتی کہ جنت میں بعد دیدار بھی (والعیاذ باللہ) نہیں [illegible] عطا کرے اور اگرچہ علامہ [illegible] کو اس میں تردد ہے اور موضوعات کے قول کا اتباع کفی سے ظاہر ہے کہ [illegible] کہیں منقول دیکھا صرف

کہ غیبوں کا مطلق علم تفصیلی ہر مسلمان کو حاصل ہو پھر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا کیا کہنا۔ اور کیونکر نہ ہو حالانکہ ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے غیب پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے اور ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے تو جو غیب کو جانتا نہیں اس کی تصدیق کیونکر کرے گا اور جو تصدیق نہ کرے گا اس پر ایمان کیونکر لائے گا۔ تو ثابت ہوا کہ وہ علم جو اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہونے کے لائق ہے وہ نہیں مگر علم ذاتی اور علم مطلق تفصیلی کہ جمیع معلومات الٰہیہ کو استغراق حقیقی کے ساتھ محیط ہو تو جن آیتوں میں غیر خدا سے نفی فرمائی ان میں [illegible] یہی دونوں معنی مراد ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ علم جسے بندوں کے لئے ثابت کر سکتے ہیں وہ علم عطائی ہے خواہ علم مطلق اجمالی ہو یا مطلق علم تفصیلی اور [illegible] کسی قسم اخیر سے ہوتی ہے اور بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے علم سے

ھ در مختار باب [illegible] لقیط کے ایک مسئلہ میں جسے بحر میں ذکر کیا تھا اور اس کے عقب میں علامہ خیر الدین رملی نے [illegible] تھا فرمایا جس کی عبارت یہ ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ بحر میں اسے صراحۃً منقول نہ دیکھا [illegible] [illegible] سے ایک بحث اس گمان سے کہ مسئلہ صلاحیت

عرض: کسی مسلمان کو کافر کہہ دیا کیا حکم ہے۔

عرض: بطورِ سب وشتم کہا تو کافر نہ ہوا گنہگار ہوا اور اگر کافر جان کر کہا تو کافر ہو گیا۔[1]

ارشاد: حضور ایک[2] صاحب پہلے محدث[3] صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہاں مدرسہ میں پڑھتے تھے اب ان کی حالت یہ ہے کہ مخفی باتیں بتاتے ہیں لوگوں کا ہجوم زیادہ ہے اور نماز وغیرہ کی پابندی نہیں ہے۔

ارشاد: ایک صاحب[3] اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم میں سے تھے، آپ کی خدمت میں بادشاہِ وقت قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا حضور کے پاس کچھ سیب نذر میں آئے تھے۔ حضور نے ایک سیب دیا اور کہا کھاؤ۔ عرض کیا حضور بھی نوش فرمائیں۔ آپ نے بھی کھائے اور بادشاہ نے بھی۔ اس وقت بادشاہ کے دل میں خطرہ آیا کہ یہ جو سب میں بڑا اچھا، خوش رنگ سیب ہے اگر اپنے ہاتھ سے اٹھا کر مجھ کو دے دیں گے تو جان لوں گا کہ یہ ولی ہیں۔ آپ نے وہی سیب اٹھا کر فرمایا ہم مصر گئے تھے وہاں ایک جلسہ بڑا بھاری تھا۔ دیکھا ایک شخص ہے اس کے پاس گدھا ہے اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس رکھ دی جاتی ہے۔ اس گدھے سے پوچھا جاتا ہے گدھا ساری مجلس میں دورہ کرتا ہے جس کے پاس ہوتی ہے سامنے جا کر سر ٹیک دیتا ہے۔ یہ حکایت ہم نے اس لئے بیان کی کہ اگر یہ سیب ہم نہ دیں تو ولی ہی نہیں اور اگر دے دیں تو اس گدھے سے بڑھ کر کیا کمال دکھایا۔ یہ فرما کر سیب بادشاہ کی طرف پھینک دیا بس یہ سمجھ گئے کہ وہ صف[3] جو غیر

ف ۱ مسلمان کو بطور دشنام کافر کہنا اور کافر جاننا دونوں کا حکم۔

ف ۲ محض کشف دلیل ولایت نہیں۔

ف ۳ ایک ولی اور بادشاہ کی حکایت۔

۱ اور فتویٰ اس پر ہے کہ ارتداد زن سے عورت نکاح سے نہیں نکلتی وہ توبہ اور شوہر اول کی طرف رجوع پر مجبور کی جائے گی ورنہ امان اٹھ جائے گی۔ ۱۲ مؤلف عفی عنہ

۲ یہ حکم مسلمان کے کافر کہنے کا ہے اور جو شخص باوجود ادعائے ایمان و اسلام کلمات کفر بولے افعال کفر کرے اس کو کافر ہی کہا جائے گا کہ یہاں مسلمان کو کافر کہنا نہیں بلکہ کافر کو کافر کہنا ہے۔

۳ یعنی حضرت مولانا وصی احمد صاحب قدس سرہ العزیز ۱۲ مؤلف غفرلہٗ۔
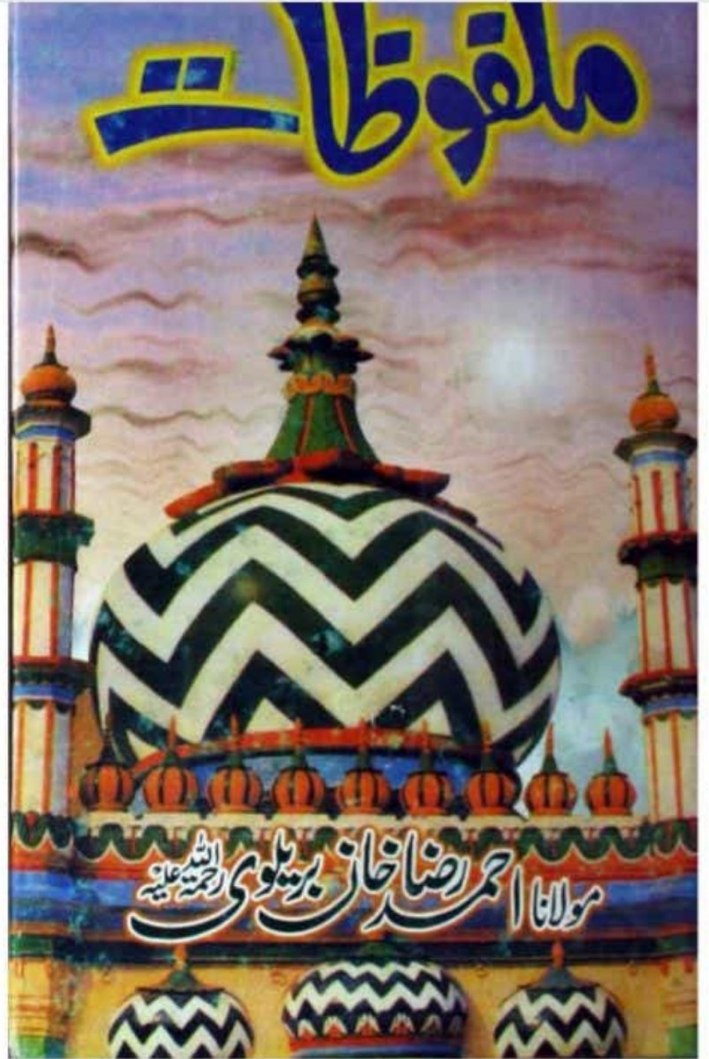
دیوبندی جب بھی ہمارا عقیدہ بیان کرے گا جھوٹ بولے گا۔ دھوکہ دے گا اور الزام لگائے گا جس کا دل چاہے آزما کر دیکھ لے اور دیوبندیوں کا عبارت میں خیانت کرنا اتنا مشہور ہے جیسے روشن سورج ہے۔ حتیٰ کہ من گھڑت کتابوں کے حوالے دینے میں بھی کوئی ڈر خوف اور شرم نہیں جو دیوبندی اپنے مولویوں کے من گھڑت کتابوں کے ثبوت دیکھ کر توبہ کرے ہم دکھانے کو تیار ہیں۔ پھر مرتب نے صفحہ ۳۶ پر علامہ عنایت اللہ صاحب کے الفاظ یہ لکھے کہ عالم الغیب کا لفظ حضور علیہ السلام پر نہ دکھا سکا۔ حضرات یہ عالم الغیب کا استعمال حضور علیہ السلام کیلئے علامہ صاحب نہیں کہہ سکتے۔ اگر دیوبندی سچے ہیں تو وہ کیسٹ میں یہ الفاظ سنا دیں ہم کو۔ جبکہ عالم الغیب الفاظ کا استعمال حضور علیہ السلام پر کسی اہلسنّت و جماعت بریلوی کے اکابر عالم نے نہیں کیا اور دیوبندی مناظر نے تقریباً آٹھ جگہ عالم الغیب سے متعلق ثبوت مانگا۔ مختلف الفاظ میں تو حضرات ہم نے لکھ دیا اور ہماری کتابوں میں موجود ہے کہ حضور علیہ السلام کیلئے عالم الغیب الفاظ کا استعمال نہیں کرتے پھر کس بات کا ثبوت دیں مگر ہاں ہم دیوبندی اکابر خلیل احمد کی کتاب سے دکھانے کو تیار ہیں کہ حضور علیہ السلام عالم الغیب ہیں جس [illegible]وبندی کا دل چاہے توبہ نامہ تحریر کرے تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرے گا ہم اس کو [illegible]تاب سے دکھانے کو تیار ہیں۔ ورنہ خلیل احمد دیوبندی کی قبر پر جا کر پوچھو کہ قرآن [illegible] کا اطلاق حضور علیہ السلام پر کہاں کیا گیا ہے۔ اور تم نے کس دلیل سے یہ الفاظ [illegible] کی صفحہ نمبر ۶۴ پر دیوبندی مناظر نے آیت کا حوالہ دیا۔ قل لا یعلم من فی السموات [illegible] اللہ حضرات اس آیت میں ذاتی علم غیب باری تعالیٰ کا ذکر ہے۔ جو دیوبندی نے [illegible] صفحہ [illegible]ور ذاتی نہ ہم مانتے ہیں اور نہ دیوبندی مانتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کیلئے۔ ایس[illegible] پیش کرنا جہالت کی نشانی ہے جو ہمارے دعوے کے خلاف نہیں۔ اور دیوبندی کے دعوے کے مطابق بھی نہیں۔ بلکہ اگر وہ اس آیت سے عطائی علم غیب کی نفی کریں گے تو بعض علم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ. (القرآن الحکیم)
تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم ہو۔ (کنزالایمان)

المواهب الالٰهية فی الفتاوی الشريفية

المعروف بہ

فتاویٰ شارح بخاری

جلد اول

تصنیف لطیف

شارح بخاری فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی قدس سرہ
سابق صدر شعبۂ افتا الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

ترتیب

مولانا مفتی محمد نسیم مصباحی استاذ و مفتی الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

ناشر

دائرۃ البرکات، گھوسی ضلع مئو

زرقانی علی المواہب میں طبرانی کے حوالے سے یہ حدیث ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان اللّٰه قد رفع لی الدنيا فانا انظر اليها والی ماهو كائن فيها الی يوم القيامة كانما انظر الی كفی هذه."(۱)

بیشک اللہ تعالیٰ نے دنیا میرے سامنے کر دیا ہے تو میں دنیا کو اور دنیا میں جو کچھ ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو۔

اس لیے یہ ارشاد اسی وقت درست ہو سکتا ہے جب کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہو کہ قیامت کب قائم ہوگی، ورنہ یہ فرمانا درست نہ ہوگا کہ قیامت تک ہونے والی تمام چیزوں کو دیکھ رہا ہوں۔ البتہ اللہ عز و جل کے علاوہ کسی کو عالم الغیب کہنا منع ہے، کیوں کہ یہ لفظ اللہ عز وجل کے ساتھ خاص ہے، جیسے لفظ "رحمٰن" جس کے معنی بہت مہربان کے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اگر چہ رحمتِ عالم ہیں مگر حضور کو رحمٰن کہنا جائز نہیں، اس لیے کہ یہ لفظ اللہ عز وجل کے لیے خاص ہے۔ اسی طرح اس کے باوجود کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام غیوب کے عالم ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا منع ہے، اس لیے یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ اکرم نے چوں کہ اس بات کا انکار کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں اس لیے وہ کافر ہو گیا۔ اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے پھر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور اس بات کو سچ جانے اور زبان سے اقرار کرے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضور کو عالم الغیب کہنا کیسا ہے؟

مسئولہ: مولوی محمد یوسف، امام مسجد جھمیا ٹولہ، فیروزہ آباد، آگرہ- ۱۳ رصفر ۱۴۰۶ھ

مسئلہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا صحیح ہے یا نہیں؟ علم غیب کے لغوی اور اصطلاحی معنی تحریر فرمائیں۔

الجواب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عز وجل نے جمیع ما کان و ما یکون کا علم عطا فرمایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلا شبہہ غیب جانتے تھے، غیب داں ہیں۔ مگر حضور پر لفظ "عالم الغیب" کا اطلاق درست نہیں۔ لفظ "عالم الغیب" اللہ عز وجل کے ساتھ خاص ہے، دوسرے پر اس کا اطلاق درست نہیں۔ اس کی مثال لفظ "رحمٰن" ہے اس کے باوجود کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں، قرآن میں حضور کو "رحیم" فرمایا گیا، پھر بھی حضور کو رحمٰن کہنا جائز نہیں، اس لیے یہ لفظ اللہ عز وجل کے ساتھ خاص ہے۔ ویسے ہی لفظ "عالم الغیب" ہے کہ اس کے باوجود کہ حضور جمیع ما کان و ما یکون کے عالم ہیں، حضور کو عالم الغیب کہنا درست نہیں، اس لیے کہ اللہ عز وجل کے ساتھ

[۱] زرقانی علی المواهب، ص: ۲۰٤، ج: ۷۔

خود اس کا شکار ہو گئے۔ اور یہ نحوست اس لئے ان پر پڑی کہ انہوں نے بعض احباب کے اصرار پر اپنے اکابر کی عبارات کی توضیح کے لئے ایک لایعنی کتاب لکھ ماری۔ ان غریبوں سے حکم کفر کیا اٹھانا تھا خود اپنے فتوی کا شکار ہو گئے۔ سرفراز صاحب نے تھانوی صاحب کی پیروی کرتے ہوئے اہلسنت پر یہ جو الزام لگایا ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کو عالم الغیب کہتے ہیں یہ محض افتراء ہے

اعلیٰ حضرت **الامن والعلی** میں فرماتے ہیں مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکروہ ہے۔

(الامن والعلی صفحہ نمبر **203**)

اللہ تعالیٰ بہتان طرازوں کے بارے میں فرماتا ہے۔ ﴿**انما یفتری الکذب الذین لایؤمنون** بے شک بے ایمان لوگ ہی جھوٹ لوگوں کے ذمہ لگاتے ہیں۔

(پارہ **14** سورۃ نحل ترجمہ محمود الحسن)

تھانوی صاحب کا اپنی تکفیر کرنا

مولوی سرفراز صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ مرتضیٰ حسن دربھنگی نے تھانوی صاحب سے **حفظ الایمان** کی عبارت کے بارے میں سوال کیا تھا۔ اور تھانوی صاحب نے **بسط البنان** میں اس کا جواب دیا ہے۔

اب **بسط البنان** میں تھانوی صاحب نے جو جواب دیا وہ گکھڑوی صاحب کے حوالے سے ہی نقل کیا جاتا ہے تھانوی صاحب نے فرمایا کہ میں نے خبیث مضمون (یعنی غیب کی باتوں کا علم) جس طرح حضور علیہ السلام کو ہے اسی طرح زید عمرو بھی مجنوں حیوانات و بہائم کے لئے حاصل ہے لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گزرا۔ میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم نہیں آتا چنانچہ میں اخیر میں عرض کروں گا۔ جب میں اس مضمون کو ... گزرا۔ جیسا کہ اوپر معروض ہوا تو میری

باسمہ تعالیٰ
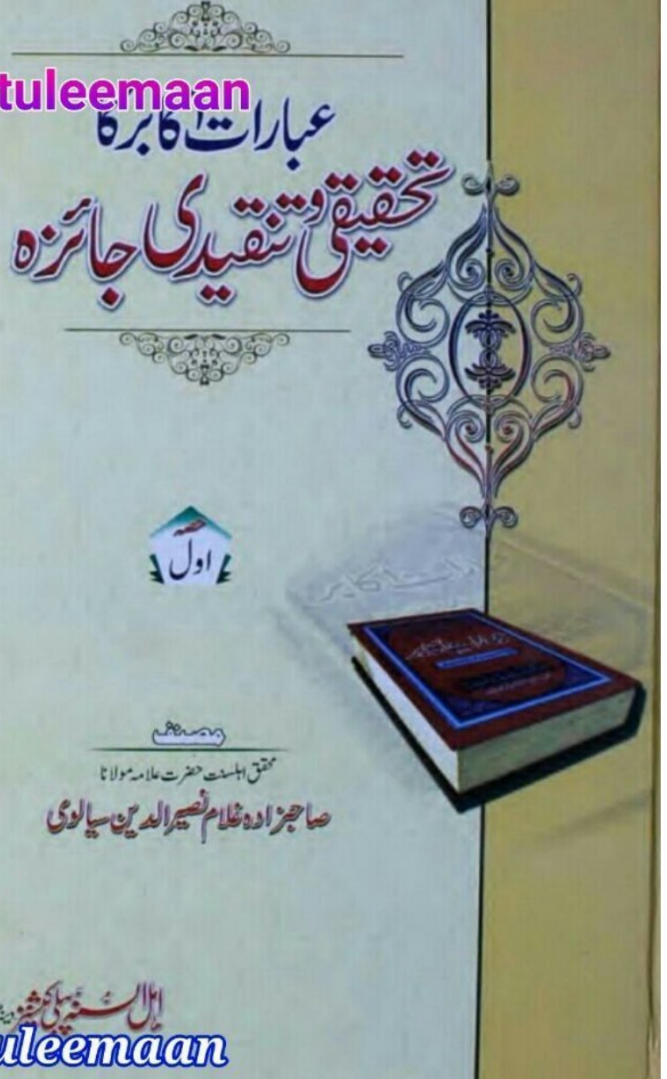
اُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ حَقًّا

یہ لوگ یقیناً کافر ہیں (سورہ نسا آیت ۱۵۱)

مسئلہ تکفیر

اور

امام احمد رضا

از

فقیہ الہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی شارح بخاری دامت برکاتہم القدسیہ۔ صدر شعبہ افتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

اور توہین کرنے والا کافر ہے

تھانوی صاحب کی کفری عبارت

دیوبندی جماعت کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنے کتابچہ حفظ الایمان کے صفحہ ۷ پر لکھا۔

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب ــــــ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

چند سطر بعد ہے: اور اگر تمام علوم غیبیہ مراد ہیں اس طرح کہ ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی ونقلی سے ثابت ہے۔

اس عبارت کا صاف صاف صریح وہ بھی صریح متعین مطلب یہ ہے کہ تھانوی صاحب نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو ہر کس وناکس زید عمر بکر بلکہ بچوں پاگلوں جانوروں چوپایوں کے علم سے تشبیہ دی یا حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو ان کے مساوی بتایا اور اس پر فریقین کا

ع یہ تردید اس بنا پر ہے کہ تھانوی صاحب کے نیاز مند خود آپس میں الجھے ہوئے ہیں کہ اس عبارت میں ایسا تشبیہ کے لئے ہے یا "اتنا" اور وہ اس قدر کے معنی میں ہے

اتفاق ہے کہ ان دونوں باتوں میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی انتہائی توہین اور تحقیر ہے۔ کسی نبی کی توہین وہ بھی سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین با جماع امت کفر ہے اور توہین کرنے والا کافر ـــــ
اس عبارت سے مضمون مذکور بلا کسی ابہام و اخفاء کے ظاہر ہے بے ہیر پھیر کے واضح ہے مزید توضیح کے لئے عرض یہ ہے ـــــ ابتداء میں ہے کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا ـــــ اس کا مطلب صرف یہ ہے
ـــــ یہ کہنا کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے
اس لئے کہ حکم کے یہی معنی ہیں کہ ایک چیز دوسرے کے لئے ثابت کی جائے
ـــــ آگے ہے ـــ
"اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب" ـــــ اس عبارت میں ـــــ "اس" کا اشارہ پہلے ذکر کردہ غیب کی طرف ہے یعنی وہ جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا ـــــ اس لئے بعض غیب سے مراد حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا بعض غیب ہوا اور یہی مراد ہونا متعین ہے ـــــ
اس لئے کہ مقسم کا اقسام پر صدق ضروری ہے ورنہ قسم قسم نہ رہے بیگانہ محض ہو جائے
اس کے بعد اسی بعض علم غیب کو جو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ یہ کہا۔ اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو ہر زید و عمر و بکر بلکہ ہر صبی مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔
اس لئے بلا کسی ادنیٰ شک و شبہہ اور بغیر ذرہ برابر تردد کے واضح ہو گیا کہ تھانوی صاحب نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو ہر کس و ناکس زید و عمر و بکر بلکہ صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے علم سے تشبیہہ دی یا ان کے برابر بنایا ـــــ

آخری بات:

بریلوی حضرات ایک اشکال لاینحل سمجھ کر کرتے ہیں اور ان کے بڑے بڑے اکابر نے یہ اشکال اپنی کتب میں لکھا ہے کہ:

مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی کا کہنا ہے کہ لفظ "ایسا" تشبیہ کے لیے نہیں ہے بلکہ معنی میں "اتنا" یا "اس قدر" کے ہے۔ البتہ اگر تشبیہ کے معنی میں ہوتا تو توہین نبوت ہوتی جو موجب کفر ہے اور مولوی ٹانڈوی کا کہنا ہے کہ لفظ "ایسا" تشبیہ کے لیے

ہے اگر معنی میں "اتنا" یا "اس قدر" کے ہوتا تو توہین رسالت ہوتی ہے۔ جس سے یہ کفر لازم آتا ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ مولوی مرتضیٰ کی تاویل کی بناء پر مولوی حسین احمد پر کفر لازم آتا ہے اور مولوی حسین احمد کی تاویل و توجیہہ کے پیش نظر مولوی مرتضیٰ کافر ہوتے ہیں۔

خون کے آنسو ص 132۔ مصدقہ مصطفی رضا خان بریلوی

بریلوی حضرات نے جو تحریر لکھی ہے تو ان عبارات کا مطلب بریلوی سمجھے نہیں۔ وہ اس لیے کہ عبارات عقل سے سمجھ آتی ہیں اور یہ سب بھیڑیں ہیں جیسا کہ وصایا شریف میں فاضل بریلوی نے تصریح کر دی ہے اور دنیا جانتی ہے کہ جانوروں میں بھیڑ کو بے وقوف ترین جانور سمجھا جاتا ہے بلکہ دنیا والے بے وقوف لوگوں کو بھیڑ بھی کہتے ہیں۔

خیر ہم عرض بھی کر دیتے ہیں کہ کبھی تو اس کنوئیں سے نکل کر باہر آجائیں گے اور سمجھ لیں گے:

مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری اور مولانا منظور نعمانی رحمہم اللہ نے جو یہ کہا کہ "ایسا" کو تشبیہ کے لیے ماننا کفر ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مقدار کو تشبیہ دینا جو آپ علیہ السلام کے علم کی مقدار ہے۔ چوپاؤں وغیرہ کے علم سے تو یہ برا ہے۔

یعنی وہ مقدار جو آپ کے علم مبارک کی ہے ویسی مقدار تو چوپاؤں کو بھی حاصل ہے کہنا تو یقینا کفر و الحاد ہے۔

اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ نے لفظ "ایسا" کو جو اتنے اور اس قدر کے معنی میں لینا کفر بتایا ہے تو ان کی مراد بھی یہی ہے کہ جو یہ کہے کہ جتنا علم سرکار طیبہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو ہے اتنا اور اسی قدر اور اسی مقدار میں چوپاؤں کو بھی حاصل ہے۔ تو یہ کفر و توہین ہے اب سب حضرات کی باتوں کا نتیجہ و مقصد یہ ہے کہ لفظ "ایسا" کو تشبیہ کے لیے مانو یا "اتنا" اور "اس قدر" کے معنی میں مانو اگر مقصد یہ ہے کہ جتنی مقدار نبی پاک علیہ السلام کے علم مبارک کی ہے ویسی مقدار جانوروں کے علم کی ہے یا جتنی مقدار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کی ہے اتنی مقدار جانوروں وغیرہا کے علم کی ہے تو کفر ہے۔

اب آپ دیکھیے : کہ نہ تو فتویٰ شیخ العرب والعجم حضرت مدنی پر آیا اور نہ حضرت چاندپوری و نعمانی رحمہم اللہ پر لگتا ہے بلکہ دھوکا دینے والے رضاخانی حضرات پر لگتا ہے۔ تفصیل کے لیے جہنم کی بشارت کو ملاحظہ فرمائیے

ہم نے ضرورت کے بقدر بحث کر دی ہے اگر اور ضرورت محسوس ہوتی تو پھر مزید بھی لکھ دیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت و ما توفیقی الا باللہ وصلی اللہ وسلم علی حبیبہ سیدنا و مولانا محمد والہ واصحابہ اجمعین

☆☆☆

بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو حق باطل کا بھیجا نکال دیتا ہے اور وہ اسی وقت
نابود ہو جاتا ہے اور (اے باطل پرستو) تمہارے لیے ہلاکت ہے ان (نازیبا) باتوں کے باعث جو تم بیان کرتے ہو۔

الفتح المبین
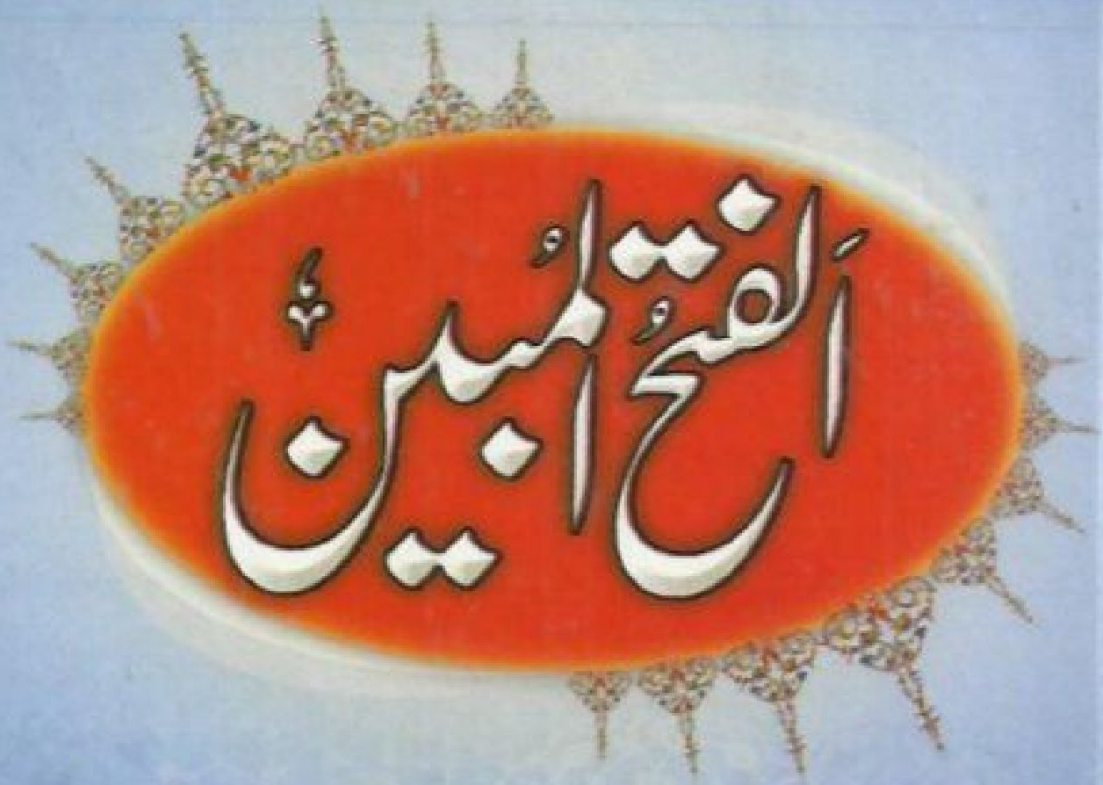
مؤلف

حضرت علامہ مفتی عبدالرحیم سکندری

شیخ الحدیث مدرسہ صبغۃ الہدیٰ شاہ پور چاکر ضلع سانگھڑ سندھ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی ○ پاکستان

پیش کرے، ورنہ اپنے جھوٹ اور بہتان طرازی کا اقرار و توبہ نامہ شائع کر کے اپنی شرافت کا ثبوت دے۔

الزام تراشی

علماء اہل سنت و جماعت کو "جٹ" یعنی بے وقوف کہہ کر یوں الزام تراشی کرتا ہے:
بعضے ان جاٹوں میں سے بزرگوں کی تعریف کرتے ہوئے ان کو حد سے بڑھاتے ہوئے کہتے ہیں "شہنشاہ بھٹائی" وغیرہ...... شہنشاہ اللہ کے سوا کسی اور کو کہنا قرآن کے خلاف ہے اور پھر کوئی "مست قلندر" کے نعرے لگواتے ہیں اور کہتے ہیں کہ۔ کہو" قادر قلندر مست" ان کو عالم کہلاتے ہوئے شرم بھی نہیں آتی۔ صفحہ 14۔ علماء اہل سنت و جماعت کو" جٹ" یعنی بے وقوف قرار دینے والا علم وفہم سے کورا ہے قرآن و حدیث کے معانی و مفاہیم کو سمجھتا خود نہیں مگر جٹ بے وقوف دوسروں کو ٹھہراتا ہے۔ اس کے علاوہ علماء اہل سنت پر من گھڑت جعلی الزامات گھڑ کر ان کو بے شرم ہونے کا طعنہ بھی دیتا ہے فقیر اس کی جاہلانہ وفریب کارانہ الزام تراشی کی تردید میں بالاختصار مسئلہ کی صحیح صورت واضح کر دیتا ہے تا کہ مسلمان مسئلہ کو سمجھ لیں۔

اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ ایک لفظ، جب مختلف ذوات (ہستیوں) کے لئے استعمال ہو تو ضروری نہیں کہ ہر جگہ اس کا معنی ایک ہی ہو، بلکہ بعض دفعہ "محل" بدلنے سے معنی میں بھی فرق آجاتا ہے اور ایک ہی لفظ کے معنی نسبت بدل جانے سے بدل جاتے ہیں اس کے علاوہ صفات ذاتی و عطائی کے لحاظ سے بھی معنے و احکام بدل جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی واجب قدیم غیر مخلوق مستقل ہیں۔ مخلوق کی صفات عطائی غیر واجب، ممکن حادث مخلوق غیر مستقل ہیں۔ جو چیز اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے اسے غیر کے لئے بعطائے الٰہی ماننا کبھی شرک نہیں ہوسکتا۔ عطائی کا لفظ آتے ہی شرک کا خاتمہ ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات ذاتی ہیں کسی کی عطا سے نہیں۔

مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ یہاں "رب" سے مراد "اللہ تعالیٰ" ہے۔ قال رب

السجن احب الی ممایدعوننی الیه (پارہ 12، ع14) یوسف علیہ السلام نے عرض کی۔اے میرے رب مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے۔اس کام سے جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں یہاں بھی ''رب'' سے مراد ''اللہ'' ہے۔

مگر نیچے والی آیت میں ''رب'' سے مراد اللہ تعالیٰ نہیں۔ یوسف علیہ السلام کے قصے میں ہے:

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْۤ اَحْسَنَ مَثْوَايَ (یوسف:23)

''یوسف نے زلیخا سے کہا اللہ کی پناہ وہ تو میرا رب (یعنی پرورش کرنے والا) ہے۔ اس نے (عزیز مصر نے) مجھے اچھی طرح رکھا''۔

یہاں رب سے مراد پرورش کنندہ عزیز مصر ہے۔

اسی طرح ''عبد'' کی حقیقی معنے عبادت کرنے والا ہے مگر عبد کی نسبت جب مجازاً غیر اللہ کی طرف کی جائے تو بمعنے غلام، محکوم، خادم ہوگا۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے فرمایا:

اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ (الشعراء)

''کہ تو نے غلام بنائے رکھے ہیں بنی اسرائیل''۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے لئے ہے:

مَلِكِ النَّاسِ (الناس)

''سب لوگوں کا بادشاہ''۔

اور انسانوں کے لئے ہے۔

اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا (النمل:34)

''بے شک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں۔ اسے تباہ کردیتے ہیں''۔

ثابت ہوا ملک (بادشاہ) کی نسبت حقیقی اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے اور ملک (بادشاہ) کی نسبت غیر اللہ (انسان) کے لئے مجازی ہے اسی طرح جب لفظ شہنشاہ حقیقی معنے میں مستعمل ہوگا تو معنے ہوگا۔ یَا اَحْکَمَ الْحٰکِمِیْنَ، وہ اللہ تعالیٰ ہے اور لفظ شہنشاہ غیر اللہ

فیروز اللغات اُردُو جدید

نیا ایڈیشن

جدید ترتیب اور اضافوں کے ساتھ

ستّر ہزار کے لگ بھگ مُتداوَل الفاظ، مرکّبات، محاورات
ضربُ الامثال اور سائنسی اور فنّی اِصطلاحات

کا اشارہ کرنا۔
ایڑی (اے۔ڑی) (ہ۔ا۔مونث) ٹخنے کے نیچے پیر کی گدی کا حصہ۔ جوتے کا پچھلا حصہ۔
ایڑی چوٹی پر سے وار نا۔ قربان کرنا۔ حقیر و ذلیل سمجھنا۔
ایڑی چوٹی کا پسینہ ایک کر دینا۔ بہا دینا۔ بہت زیادہ کوشش کرنا۔
ایڑی سے چوٹی تک (۱) سر سے پاؤں تک (۲) اوّل سے آخر تک۔
ایڑی کا پسینہ سر کو آنا۔ حد سے زیادہ دوڑ دھوپ کرنا۔
ایڑیاں رگڑنا (۱) نہایت مصیبت کے ساتھ زندگی گزارنا (۲) جانکنی کی اذیت اٹھانا۔
ایزاد (ای۔زاد) (ا۔ا۔مذکر) دیکھیے ازدیاد۔
ایزادی (ای۔زا۔دی) (ا۔ا۔مونث) زیادتی۔
ایزد (اے۔زد) (ف۔ا۔مذکر) اللہ تعالیٰ۔ خدائے کریم۔
ایزدی (اے۔زَ۔دی) (ف۔صفت) ایزد سے منسوب۔ خدائی۔
ایسا (اَے۔سا) (ہ) اس قسم کا۔ اس ڈھنگ کا۔ اس طرح کا۔ اس قدر۔
ایسا تیسا۔ کمینہ۔ نالائق۔ (کلمۂ حقارت)
ایسا نہ ہو۔ خدا نہ کرے۔ خدا نخواستہ۔ مبادا۔
ایسا ویسا (۱) بُرا بھلا (۲) اوسنے (۳) بے اختیار۔ نکما (۴) بے ہودہ۔
ایس۔اے۔وی (SENIOR ANGLO VERNACULAR) سینیئر اینگلو ورنیکلر کا مخفف۔ ایک امتحان جسے دسویں جماعت کے بعد پاس کرنے سے امیدوار اسکول میں مدرس ہو سکتا ہے۔
ایسٹ انڈیا کمپنی (EAST INDIA COMPANY) (انگ۔ا۔مونث) مشرقی ہند کمپنی۔ انگلستان کے تاجروں کی وہ جماعت جو ملکہ الزبتھ اول کے زمانے میں بغرض تجارت پہلے مشرقی ہند میں آئی۔ پھر رفتہ رفتہ تمام ملک پر قبضہ کر لیا۔
ایسٹر (EASTER) (ایس۔ٹر) (انگ۔ا۔مذکر)۔ عیسائیوں کے اعتقاد میں حضرت عیسیٰؑ کے قبر سے اٹھنے کا دن۔ عیسائیوں کا ایک تہوار جو ۱۲ مارچ یا اس کے بعد کے اتوار کو حضرت عیسیٰ کے وفات کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔
ایسڈ (ACID) (اے۔سِڈ) (انگ۔ا۔مذکر) تیزاب۔ کھٹائی۔ ترشی۔
ایسوسی ایشن (ASSOCIATION) (اے۔سو۔سی۔اے۔شن) (انگ۔ا۔مونث) انجمن۔ سبھا۔ بزم۔ مجلس۔
ایسی (اَے۔سی) (ہ) اس قسم کی۔ اس نمونے کی۔
ایسی تیسی کرنا (۱) بھلا برا کہنا (۲) کام بگاڑ دینا۔
ایسی ویسی۔ رسمی۔ بے حقیقت۔
ایسے (اَے۔سے) (ہ) اس ڈھنگ سے۔ اس طرح سے۔
ایسے پر تین حرف بھیجتے ہیں۔ لعن طعن کرتے ہیں۔ برا جانتے ہیں۔
ایسے کہاں کے ہیں۔ ایسے کیا سرخاب کے پر لگے ہیں۔ کون سی خصوصیت ہے۔
ایسے کیا لعل لگے ہیں۔ ایسی کون عجیب بات ہے۔
ایسے گئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ ایسے گئے کہ پتہ تک نہ لگا۔
ایسے میں۔ اس حالت میں۔ ایسے موقع پر۔ اس دوران میں۔
ایسے ویسے۔ معمولی۔ کم درجہ کے۔
ایسے ہی۔ اسی طرح۔ بغیر کسی وجہ یا سبب کے۔
ایسے ہی بھولے ہیں۔ نادان نہیں ہیں۔ بڑے ہوشیار اور چالاک ہیں۔
ایشو (ISSUE) (ای۔شو) (انگ۔ا۔مذکر) (۱) اجرا۔ (۲) شمارہ (اخبار وغیرہ کا) (۳) متنازع فیہ مسئلہ۔
ایشور (ایش۔ور) (س۔ا۔مذکر) پرمیشور۔ بھگوان۔ اللہ۔
ایشیائی (ایش۔یا۔ای) (ا۔صفت) براعظم ایشیا سے نسبت رکھنے والی کوئی شے۔ ایشیا کا باشندہ۔
ایصال (ای۔صال) (ع۔ا۔مذکر) (۱) پہنچانا۔ ملانا۔ (۲) وصول کرنا۔
ایصالِ ثواب۔ ثواب پہنچانا۔
ایصالِ حرارت۔ علم طبعی میں وہ عمل جس کے ذریعے سے گھاس یا سیال اشیاء میں حرارت ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جاتی ہے۔
ایصالِ مالگزاری۔ مالگزاری وصول کرنا۔ یا داخل کرنا۔
ایضاً (اَے۔ضَن) (ع) وہی۔ بشرحِ صدر۔ اسی طرح کا۔ بجنسہٖ۔
ایطا (ای۔طا) (ع۔ا۔مذکر) (۱) پامال کرنا (۲) اصطلاح عروض میں ایک ہی قافیے کو لفظاً و معناً ایک شعر کے دونوں مصرعوں میں لانا۔
ایطائے جلی۔ شعر میں قافیے کی خوب واضح تکرار۔ شعر کے دونوں مصرعوں کے قافیے کو لفظاً و معناً مکرر لانا۔
ایطائے خفی۔ شعر کے جن قافیوں میں تکرار کی طرف ذہن فوراً منتقل نہ ہو۔
ایفا (ای۔فا) (ع۔ا۔مذکر) پورا کرنا۔ وفا کرنا۔ ادا کرنا۔
ایفائے عہد۔ عہد پورا کرنا۔ قول و قرار کا پورا کرنا۔
ایف۔اے (FIRST ARTS) فرسٹ آرٹس کا مخفف۔ بی اے سے نیچے کا درجہ۔
ایقان (ای۔قان) (ع۔ا۔مذکر) یقین ہونا۔
ایک۔ (ا۔صفت) (۱) واحد۔ ایک عدد (۲) دوسرا (۳) بڑا نہایت (۴) صرف۔ تنہا (۵) منتخب (۶) کوئی۔ یکساں۔ متحدہ برابر (۷) متفق (۸) تمام۔
ایک آدھ۔ اکا دکا۔ کوئی کوئی۔ خال خال۔
ایک آن۔ ایک لمحہ۔
ایک آنچ کی کسر رہ گئی۔ ذرا سا نقص باقی رہ گیا۔ تھوڑی کمی رہ گئی۔
ایک آنکھ (۱) ذرا۔ بالکل (۲) برابر۔
ایک آنکھ نہ بھانا۔ ذرا پسند نہ آنا۔ بالکل نہ بھانا۔
ایک آوے کے برتن ہیں (مثل) سب ایک جیسے ہیں۔
ایک انار سو بیمار (مثل) ایک چیز کے بہت سے خواہش مند۔

علماء کی رائے علماء کے بارے میں قبول نہیں کی جائے گی

اہلِ علم کا باہمی حسد

حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: میں ساری مخلوق کے خلاف علما کی گواہی قبول کرلوں گا مگر علما کی ایک دوسرے کے خلاف گواہی قبول نہیں کروں گا کیونکہ میں نے انہیں بہت زیادہ حسد کرنے والا پایا ہے۔

حضرت سیِّدُنا فُضَیل بن عِیاض عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَہَّاب نے اپنے بیٹے سے فرمایا: مجھے ان علما سے کہیں دور گھر خرید کر دو۔ ان لوگوں کے ساتھ رہنے کا کوئی فائدہ نہیں اگر یہ میری غلطی دیکھتے ہیں تو میری بے عزتی کرتے ہیں اور اگر میرے پاس کوئی نعمت دیکھتے ہیں تو مجھ سے حسد کرتے ہیں۔

کپڑوں میں زہد اور دل میں تکبُّر

یونہی تم کسی علم والے کو دیکھو گے کہ عام لوگوں پر تکبر کرتا اور انہیں کمتر جان کر اُن سے منہ پھیر لیتا ہے، دو رکعت نماز زیادہ پڑھ کر گویا لوگوں پر احسان کرتا ہے یا گویا اُسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے دوزخ سے نجات اور جنت میں داخلے کی سند مل گئی ہے یا اس وجہ سے یہ خود کو خوش بخت اور باقی سب لوگوں کو بد بخت یقین کرلیتا ہے۔ پھر اس تکبر کے ساتھ وہ عاجزی وانکساری کرنے والوں کی طرح اون وغیرہ کا لباس پہنتا ہے اور خود کو کمزور اور قریبُ الموت ظاہر کرتا ہے حالانکہ ان چیزوں کا تکبر وغرور سے کوئی تعلُّق نہیں اور نہ یہ اس کے لائق ہیں بلکہ یہ تو تکبر کے منافی ہیں مگر اندھے کو سمجھ نہیں۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا فَرقَد سَبَخی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی گدڑی پہنے حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی کے پاس آئے، اس وقت حضرت نے عمدہ جوڑا پہنا

علماء کی رائے علماء کے بارے میں قبول نہیں کی جائے گی
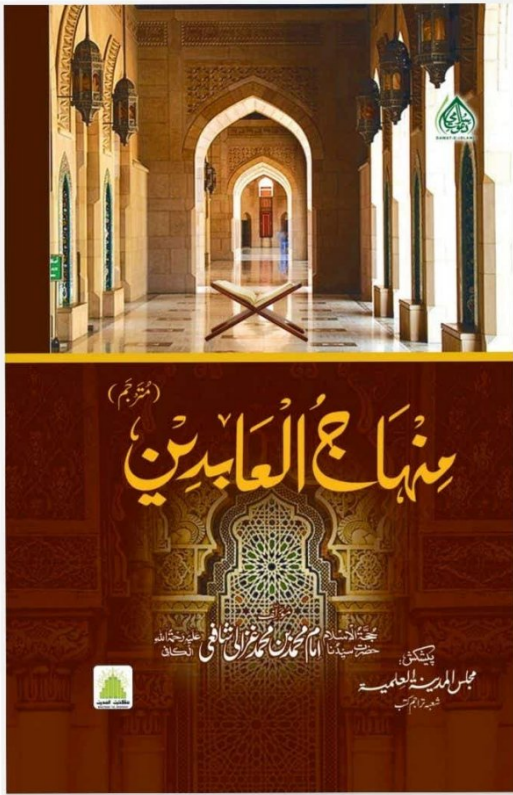
طور پر یہ برائیاں سارے ہی لوگ میں پائی جاتی ہیں مگر کتابیں پڑھنے پڑھانے والے ان میں خاص طور مبتلا ہیں لہٰذا یہ زیادہ بُری ہیں۔

تم اس طبقے میں سے کسی کو دیکھو گے کہ وہ لمبی امید رکھے گا اور اسے نیت خیر گمان کر رہا ہو گا نتیجۃً وہ عمل میں سستی اور کاہلی کا شکار ہو جائے گا اور تم دیکھو گے کہ وہ بھلائی کی منازل کو پانے کی جلدی کر رہا ہے مگر محروم رہتا ہے یا پھر کسی دعا کی قبولیت میں جلدی کر رہا ہو گا مگر قبولیت سے محروم ہو جائے گا یا پھر کسی کے لیے جلد بازی میں بد دعا کر دے گا اور پھر اس پر نادم ہو گا۔ یا تم اُس عالِم یا قاری کو دیکھو گے کہ اس کے ہم عصروں کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے فضل سے جو کچھ عطا فرمایا ہے یہ اس پر ان سے حسد کر رہا ہو گا، حتّٰی کہ بعض اوقات یہ حسد اس سے ایسے ایسے گناہ کرواتا ہے جن کی طرف کوئی فاسق و فاجر بھی نہیں بڑھتا۔ چنانچہ

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی نے فرمایا: مجھے اپنی جان کا سب سے زیادہ خطرہ علما اور قُرَّاء سے ہے۔ لوگوں نے اس بات کو ناپسند کیا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: یہ میں نہیں کہتا بلکہ یہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم نخعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے فرمایا ہے۔

علم والوں سے محتاط رہو

حضرت سیِّدُنا عطاء رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی نے مجھ سے فرمایا: اہلِ علم سے محتاط رہو اور ان کے ساتھ مجھ سے بھی کیونکہ اگر میرا ان میں سے کسی کے ساتھ ایک انار کے بارے میں اختلاف ہو جائے کہ میں کہوں: یہ میٹھا ہے اور وہ کہے: یہ ترش ہے۔ تو مجھے خوف ہے کہ وہ ظالم بادشاہ کے پاس مجھے قتل کروانے کی کوشش کرنے لگے گا۔

بریلوی مذہب کا أصول

جب بھی 2 علماء کی عبارات میں اختلاف و تضاد ہو تو دونوں میں سے معتبر و معروف عالم کی بات کو قبول کرے

الجواب : دیو بندی موصوف نے اس بارے میں سرفراز گکھڑوی صاحب سے جو بات نقل کی ہے وہ تعارض اور تضاد کا شکار ہے اس لیے کہ مفتی رفیع عثمانی صاحب نے جب 1986ء میں گکھڑوی صاحب سے ملاقات کی اس ملاقات میں مفتی رفیع عثمانی صاحب نے اس نظریہ کا اظہار کیا کہ عقائد کے بارے میں دونوں مکاتب فکر کا اختلاف بڑی حد تک صرف تعبیر اور الفاظ کا اختلاف ہے، حقیقت میں ایسا کوئی اختلاف عقائد کے باب میں نہیں ہے جس کی بنا پر ایک دوسرے کو گمراہ یا فاسق قرار دیا جائے۔ تو سرفراز گکھڑوی صاحب نے مسرت کا اظہار کیا اور اس کی تائید کی، ملاحظہ ہو وہی مجلہ صفدر شمارہ 30 ص 5۔

اب ایک طرف تو دیو بندی مذہب کی بھاری بھرکم شخصیت مفتی اعظم پاکستان ابن مفتی اعظم پاکستان اور دیو بندی شیخ الاسلام کے بھائی ہیں، دوسری جانب گکھڑوی صاحب کے غیر معروف چیلے چانٹے ہیں، اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ کس کی بات کو ترجیح ہونی چاہیے!! ظاہر ہے کہ جو دیو بندیت کے مفتی اعظم پاکستان ہیں وہ فہم وفراست عقل ودانائی اور سمجھ بوجھ میں ان چیلوں چانٹوں سے زیادہ ہی ہوں گے، جو پڑھتے کم تھے اور گکھڑوی کے پاؤں زیادہ دباتے تھے۔

دیو بندی موصوف کو اگر کوئی فتوی نقل ہی کرنا تھا تو کم از کم ایسے آدمی کا فتوی نقل کرتے جس کے متعارض اور متضاد اقوال نہ ہوتے اور جس کی جلوت اور خلوت میں کوئی فرق نہ ہوتا، وہ اپنی نجی محافل ومجالس میں اپنے رُتبہ وہم مرتبہ افراد کے سامنے تو اس بات پر مسرت کا اظہار کریں کہ دونوں مکاتب فکر کے عقائد میں کوئی فرق نہیں، صرف تعبیرات تشریحات کا فرق ہے اور اپنے چیلوں کو اس کے برخلاف سمجھائیں۔

نقطہ : سرفراز گکھڑوی صاحب نے مفتی رفیع عثمانی صاحب کے سامنے اس کی تائید اس لئے کردی کہ وہ مفتی شفیع صاحب کا بیٹا تھا اور دیو بندی اکابرین کے اندرونی معاملات سے واقف تھا، اگر گکھڑوی اس کے سامنے اپنی روایتی فنکاری کا مظاہرہ کرتا تو وہ دس بیس
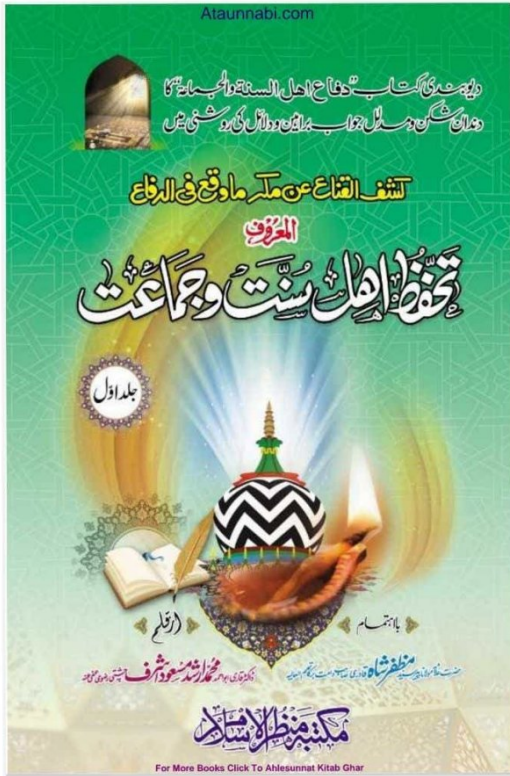
پاک کو ہر کس وناکس زید و عمرو بکر بلکہ مجنون پاگلوں جانوروں کے علم سے تشبیہ دی یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو ان کے مساوی بتایا اور اس پر فریقین کا اتفاق ہے کہ ان دونوں باتوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی توہین اور تحقیر ہے۔

مسئلہ تکفیر اور امام احمد رضا ص34

خلاصۃ الکلام یہ ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گھٹیا تشبیہ دینا یا آپ کے علم کو گھٹیا چیزوں کے برابر کہنا توہین و گستاخی ہے۔اب ہم سے سنئیے! حضرت حکیم الامت کی عبارت میں نہ تو آپ علیہ السلام کے علم مبارک کو جانوروں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور نہ ہی ان کے برابر کیا گیا ہے۔

آیئے! بریلویوں کے جید عالم مفتی خلیل احمد خان قادری برکاتی کی سنیئے وہ اسی عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

جناب ابھی تک آپ یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ اس عبارت میں آپ کے نزدیک تشبیہ ہے یعنی معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو ان مذکورہ اشیاء کے علم کے ساتھ تشبیہ ہے یا برابری (کیونکہ ابھی گزر چکا ہے کہ بریلوی کہتے ہیں یا تشبیہ ہے یا برابری)

فاضل بریلوی نے تو برابری کے معنی متعین کیے ہیں۔ چنانچہ اس کا ترجمہ عربی میں مثل کے ساتھ کیا ہے۔

مگر جناب کو ان کے بیان کئے ہوئے معنی میں تردد ہے جب ہی تو یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ تشبیہ دی یا برابر کر دیا۔ نعوذ باللہ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مولوی اشرف علی

صاحب کی عبارت میں نہ تشبیہ ہے نہ برابری لفظ ایسا نہ تشبیہ کے لیے متعین ہے نہ برابری کے لیے یہ فاضل بریلوی کی خوبی فہم ہے کہ اپنی رائے سے مقرر کرکے اس پر احکام کفر لگا دیئے۔

سنیئے !اہل زبان ہندوستان کے یہاں لفظ ایسا ہر جگہ تشبیہ کے لیے ہی نہیں بولا جاتا ہے ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ ایک شخص یہ کہتا ہے کہ زید نے ایسا گھوڑا خریدا ہے۔ جو اس کو پسند آیا یا زید نے ایسا کام کیا جس سے سب لوگ خوش ہو گئے۔ کہیے کہاں دونوں مثالوں میں لفظ ایسے کے معنی تشبیہ یا برابری کے لیے کب ہوئے پھر چند سطور کے بعد لکھتے ہیں۔

اگر مولوی شریف الحق صاحب کے بقول تشبیہ ہے تو تشبیہ میں مشبہ ومشبہ بہ میں برابری کیا لازم ہے اہل فن کا مقررہ قاعدہ ہے کہ مشبہ بہ مشبہ سے اقوی ہوتا ہے۔ خلیفہ معتمد باللہ کی مدح میں جو اس مداح حسان مصیصی شاعرانہ اندلس نے کہا تھا۔

کان ابوبکر ابوبکر الرضی

وحسان حسان وانت محمد

یعنی اے محمد وح تیرا وزیر ابو بکر ابن زیدون ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مانند ہے اور تیرا مداح شاعر حسان مصیصی حسان بن ثابت مداح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند ہے اور تو خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند ہے۔

اس پر بعض شارحین شفا نے کہا تھا کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر معتمد باللہ کو حسان شاعر نے کہہ دیا ہے اس پر علامہ خفاجی نے شرح شفا میں اور

علامہ علی قاری نے اپنی شرح شفامیں اعتراض فرمایااور تشبیہ کی بناء پر دعویٰ برابری کو خلاف قاعدہ مقررہ اہل فن قرار دیا۔

علامہ خفاجی نے نسیم الریاض میں فرمایا کہ ان شارحین کے کلام کو نہ ذکر کرنا ہی بہتر ہے۔ علامہ علی قاری نے فرمایا یعنی اس شعر حسان مصیصی پر شارحین نے مصنف کی تبعیت میں طویل کلام کیاہے لیکن کلام اشکال سے خالی نہیں اس لیے کہ تشبیہ سے مشبہ بہ کے ساتھ کمال میں برابری لازم نہیں آتی بلکہ قاعدہ مقرر ہے کہ مشبہ بہ اقوی ہوتا ہے۔ سارے حالات میں۔ الخ............

اس میں تصریح ہے کہ تشبیہ میں برابری نہیں ہوتی اگر کسی اعلیٰ درجہ کی چیز کو کسی ادنیٰ درجہ کی چیز سے بغرض سمجھانے مخاطب کو تشبیہ دے دی جائے تو اس کو توہین و تنقیص نہیں کہاجاسکتا۔

صحیح بخاری شریف میں حدیث موجود تھی: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھایارسول اللہ آپ پر وحی کس طور سے آتی ہے۔ تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی کبھی مجھ پر وحی مثل گھنٹہ کے آواز کے آتی ہے۔

غور کیجئے کہ اس حدیث شریف میں وحی الٰہی کے نزول کو گھنٹہ کی آواز کے مثل فرمایا یعنی گھنٹہ کی آواز سے تشبیہ دی ہے حالانکہ گھنٹہ کی آواز کو حدیث شریف میں شیطانی آواز فرمایا گیاہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

جس قافلہ میں گھنٹہ ہوتاہے اس قافلے میں رحمت کے فرشتے نازل نہیں

ہوتے کیا معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توہین وحی فرمائی؟

انکشاف حق ص128تا 130

پھر آگے لکھتے ہیں: جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم کی پیدائش اور تمام عالم کی بقا کا سبب مان رکھا ہے اور تمام علوم عالیہ شریفہ لوازم نبوت کا جامع مان رہا ہے۔ کیا معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کی برابری زید عمرو مجانین۔ و بہائم وحیوانات کے علم سے کرے گا۔

افسوس عقل وانصاف کو ترک کر دینا اور اپنی انفرادی رائے کو تمام اہل علم کی رائے پر ترجیح دے دینا جبکہ مصنف خود اپنی عبارت کے لیے اس مضمون کا انکار صریح کر رہا ہے اور دوسرے اہل علم بھی اس خبیث مضمون کو اس عبارت کے لیے نہیں مانتے اس پر بھی وہی کہنا دین ودیانت کے خلاف نہیں تو اور کیا ہے۔

انکشاف حق ص131

قارئین ذی وقار! مفتی خلیل احمد صاحب قادری برکاتی نے صاف کہہ دیا ہے کہ اس عبارت میں حکیم الامت نے نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک علم کو چوپاؤں کے برابر کہا ہے اور نہ ہی تشبیہ دی ہے۔

اور ہم بھی یہی کہتے ہیں اور یہی بات حکیم الامت نے بھی ارشاد فرمائی کہ لفظ ایسا مطلق بیان کے لیے بھی آتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ اللہ ایسا قادر ہے اب یہاں نہ تشبیہ ہے اور نہ برابری۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ گفتگو حکیم الامت رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم مبارکہ کے متعلق نہیں کر رہے بلکہ وہ تو لفظ عالم الغیب پر گفتگو کر رہے ہیں کہ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب بعض علم کی وجہ سے کہا جاتا ہے تو

إِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلٰى رَبِّهٖ سَبِيلًا
ترجمہ: بے شک یہ نصیحت ہے جو چاہے اپنے رب کی راہ اختیار کرے
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المومن فتاش والمنافق لقف
مومن تحقیق اور تفتیش کرنے والا ہوتا ہے اور منافق حق کو چھپانے والا ہوتا ہے
تلخیص الخبیر فی احکام التکفیر
انکشاف حق
مصنف
حضرت مولانا مفتی خلیل احمد خان صاحب قادری برکاتی بجنوری ثم البدایونی مد ظلہ العالی
سرپرست مدرسہ ظفر العلوم بڑھ والی مسجد محلہ سوتھہ بدایوں یو پی
باہتمام
مولوی قاری فضیل الظفر خان ناظم مدرسہ ظفر العلوم بڑھ والی
مسجد محلہ سوتھہ بدایوں یو پی

علیہ وسلم کے علم پاک کو ہر کس و ناکس بچوں پاگلوں چوپاؤں اور جانوروں کے علم سے تشبیہ دی یا ان کے برابر کر دیا بلا شک و شبہ یقیناً حتماً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید توہین ہے اھ

یہ عبارت جناب شریف الحق صاحب کی ہے اس عبارت کو ملاحظہ کیجئے اور مولوی شریف الحق صاحب کے علم و فہم کی داد دیجئے۔

اوّل بات یہ ہے کہ جناب ابھی تک یہ فیصلہ بھی نہ کر سکے کہ اس عبارت میں آپ کے نزدیک تشبیہ ہے یعنی معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو ان مذکورہ اشیاء کے علم کے ساتھ تشبیہ ہے یا برابر کیا ہے فاضل بریلوی مرحوم نے تو برابری کے معنی معین کئے ہیں چنانچہ اس کا ترجمہ عربی میں مثل کے ساتھ کیا ہے مگر جناب کو ان کے بیان کئے ہوئے معنی میں تردد ہے جب ہی تو یہ کہہ رہے ہیں کہ تشبیہ دی یا برابر کر دیا نعوذ باللہ منہ حقیقت تو یہ ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت میں نہ تشبیہ ہے نہ برابری لفظ ایسا نہ تشبیہ کے لئے متعین ہے نہ برابری کے لئے یہ خوبی فہم ہے کہ اپنی رائے سے مقرر کر کے اس پر احکام کفر لگا دیئے۔

سنیئے اہل زبان ہندوستان کے یہاں لفظ ایسا ہر جگہ تشبیہ کیلئے ہی نہیں بولا جاتا ہے ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ ایک شخص یہ کہتا ہے کہ زید نے ایسا گھوڑا خریدا جو اس کو پسند آیا یا زید نے ایسا کام کیا جس سے سب لوگ خوش ہو گئے کہیئے یہاں ان دونوں مثالوں میں لفظ ایسا کہ معنی تشبیہ یا برابری کے کب ہوئے یہاں لفظ ایسا کو کسی کی تشبیہ کے لئے استعمال کیا گیا ہے برابری کے معنی تو بہت دور ہے اگر ایسا کے بعد کلمہ حصر ہو تو وہم برابری کا ہو سکتا تھا۔ مولانا تھانوی صاحب کی عبارت میں تو کلمہ حصر کا پتہ بھی نہیں پھر برابری کے معنی کونسے قاعدے سے

متعین ہوئے۔

اب سنیئے اگر مولوی شریف الحق صاحب کے بقول تشبیہ ہے تو تشبیہ میں مشبّہ و مشبّہ بہ میں برابری کب لازم ہے اہل فن کا مقررہ قاعدہ ہے کہ مشبّہ بہ مشبّہ سے اقوی ہوتا ہے خلیفہ معتمد باللہ کی مدح میں جو اس کے مدّاح حسّان مصیصی شاعر اندلس نے کہا تھا۔

کان ابو بکر ابو بکر الرضی   وحسّان حسّان وانت محمد

یعنی اے ممدوح تیرا وزیر ابو بکر ابن زیدون ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کے مانند ہے اور تیرا مدّاح شاعر حسان مصیصی حسّان بن ثابت مدّاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی مانند ہے۔ اور تو خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مانند ہے۔

اس پر بعض شارحین شفا نے کہا تھا کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر معتمد باللہ کو حسان شاعر نے کہہ دیا اس پر علامہ خفاجی نے شرح شفا میں اور علامہ علی قاری نے اپنی شرح شفا میں اعتراض فرمایا اور تشبیہ کی بنا پر دعوی برابری کو خلاف قاعدہ مقررہ اہل فن قرار دیا علامہ خفاجی نے "نسیم الریاض" میں فرمایا کہ ان شارحین کے کلام کو نہ ذکر کرنا ہی بہتر ہے۔ علامہ علی قاری نے فرمایا۔

وقد اطال الشراح تبعاً للمصنف على هذا المقال لكن لا يخلو عن نوع من الاشكال فانه لا يلزم من التشبيه التسوية في الكمال بل من القاعدة المقررة ان المشبه به اقوى في جميع الاحوال

یعنی اس شعر حسان مصیصی پر شارحین نے مصنف کی تبعیت میں طویل کلام کیا ہے لیکن ان کا کلام اشکال سے خالی نہیں رہ سکتے کہ تشبیہ سے مشبّہ کیساتھ مشبّہ بہ کے کمال میں برابری لازم نہیں آتی بلکہ قاعدہ مقرر ہے کہ مشبّہ بہ اقوی ہوتا ہے

سارے حالات میں

اس میں تصریح ہے کہ تشبیہ میں برابری نہیں ہوتی ہے اگر کسی اعلیٰ درجہ کی چیز کو کسی ادنیٰ درجہ کی چیز سے بغرض سمجھانے مخاطب کو تشبیہ دیدی جائے تو اس کو توہین یا تنقیص نہیں کہا جا سکتا ہے۔ صحیح بخاری شریف میں حدیث موجود ہے۔

قالت عائشة رضی اللہ عنہا قال الحارث بن ہشام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ کیف یاتیک الوحی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احیانا یاتینی مثل صلصلة الجرس وھو اشد علی اھ

ترجمہ:

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یا رسول اللہ آپ پر وحی کس طور سے آتی ہے تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی کبھی مجھ پر وحی مثل گھنٹہ کی آواز کے آتی ہے

غور کیجئے کہ اس حدیث شریف میں وحی الٰہی کے نزول کو گھنٹہ کی آواز سے تشبیہ فرمایا یعنی گھنٹہ کی آواز سے تشبیہ دی تاکہ مخاطب کی سمجھ میں آجاوے حالانکہ گھنٹہ کی آواز کو حدیث شریف میں شیطانی آواز فرمایا گیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس قافلہ میں گھنٹہ ہوتا ہے اس قافلے میں رحمت کے فرشتے نازل نہیں ہوتے تو کیا معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توہین وحی فرمائی ہے

وَکَم مِن عَائِبٍ قَولاً صَحِیحًا وَآفَتُہٗ مِنَ الفَہمِ السَّقِیمِ

ترجمہ: بہت سے لوگ صحیح قول میں عیب نکالتے ہیں حالانکہ یہ ان کی مریض سمجھ کی آفت ہے

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِندَ رَبِّهِمْ (یونس)

اور ایمان والوں کو خوشخبری دیں کہ اُن کے رَبّ کے پاس اُن کیلئے بہت اُونچا مقام ہے

افضلیتِ غوثِ اعظم

دلائل وشواہد

ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی

دار الفیض گنج بخش، لاہور

مشائخ کرام مدت سے ایک محبوبِ الٰہی کی بشارت دیتے آئے ہیں"

(۶۴) ظاہر ہے کہاں ایک اور کہاں بے شمار، تاہم یہ ٹکراؤ بظاہر ہے حقیقتاً نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ محبوبیتِ عامہ اور محبوبیتِ خاصہ میں فرق ہوتا ہے بے شمار محبوبوں کا تعلق محبوبیتِ عامہ سے ہے اور محبوب سبحانی" اور محبوبِ الٰہی کی محبوبیت خاصہ ہے۔ اور عام محبوبوں کی مشابہت خاص محبوب سے ہونا عقلاً ونقلاً درست ہے۔ مگر مشابہت سے مساوات بھی لازم نہیں آتی چہ جائے کہ مشبہ کی برتری کا قول کیا جائے۔ البتہ عام طور پر مشبہ بہ میں مشبہ کی نسبت وجہ شبہ زیادہ قوی ہوتی ہے إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰه تشبیہ کے اس عمومی قاعدہ کی رو سے یہ عبارت بھی باقی تمام عبارات کے موافق ہے۔ مناقب المحبوبین کی عبارت کا صحیح مفہوم یوں بنے گا کہ "سلسلہ چشتیہ میں اللہ کے خاص محبوب محبوبِ سبحانی" سے مشابہت رکھنے والے بے شمار عام محبوب ہیں"، اس طرح تمام عبارات ٹکراؤ سے محفوظ رہیں گی تفریق بین المسلمین کے فتنے سے بھی مسلمان محفوظ رہیں گے۔

● حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی (۱۲۱۴۔۱۳۰۰) نے سیدنا عبد القادر جیلانی" کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا "جب حضرت غوث الاعظم منبر پر چڑھ کر وعظ کرتے تھے تین ہزار علماء معروف اور ولی کامل آپ کی مجلس میں موجود ہوتے تھے۔ ایک دن آپ نے ارشاد فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قدم میری گردن پر ہے اور میرا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔ اسی وقت ایک مردِ کامل نے (پہل کر کے) بڑھ کر غوثِ اعظم" کا قدم اپنی گردن پر لیا ہزار ہا علماء اور اولیاء کے تسلیم کرنے (گردن جھکانے) کے بعد شیخ صنعان کی مجال انکار ثابت نہیں رہ سکتی"۔(۶۵) یعنی شیخ صنعان نے مجالِ انکار تو کی مگر اس پر ثابت نہ رہ سکا شیخ صنعان کے انجام کے بارے

یہ ارشاد فرمایا ہے ﴿اِنِّیْ آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ﴾ کہ میری تمہاری کمروں کو پکڑ پکڑ کر جہنم سے پیچھے گھسیٹ رہا ہوں 1

میں اپنے فاضل منصف سے اجازت چاہوں گا کہ اگر اس عبارت میں آپ کو گستاخی نظر آتی ہے اور آپ نے اسے گستاخی سمجھ لیا ہے تو ذرا اپنے گھر کی بھی خبر لیجئے میں اس سلسلے میں آپ کے مولانا رشید احمد صاحب کی ایک عبارت پیش کرنا چاہتا ہوں انہوں نے "تقویۃ الایمان" کی ایک عبارت "سب مخلوق چھوٹی ہو یا بڑی اللہ کی شان کے آگے چمار سے ذلیل ہے" کی توضیح و توجیہہ کے لئے ایک مثال نقل فرمائی ہے اگرچہ "تقویۃ الایمان" کی اس عبارت میں سرکار دو عالم ﷺ جملہ انبیاء کرام جملہ اولیاء عظام صدیقین اور شہداء آچکے ہیں۔ اور ان کی توہین و تنقیص صراحۃً لازم آرہی ہے مگر مولانا رشید احمد صاحب کے نزدیک یہ عبارت بالکل درست ہے اسکی تاویل و توجیہہ کرتے ہوئے کہا کہ "اس عبارت سے مراد حق تعالیٰ کی بے نہایت بڑائی

حاشیہ 1 ہر ادنیٰ سمجھ رکھنے والا شخص اس حقیقت سے باخبر اور آگاہ ہے کہ مثال میں صرف وجہ تمثیل کا لحاظ ہوتا ہے جملہ امور میں اشتراک نہیں ہوتا۔ ورنہ جب ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت اور بہادری کو واضح کرنے کے لئے ان کو شیر خدا کہتے ہیں تو کیا کوئی کم بخت خارجی کہہ سکتا ہے اور مولوی صاحب اس کو یہ کہنے کا حق دے کہ شیر کا دم ہوتا ہے پنجے ہوتے ہیں اور چار پاؤں نیز داڑھیں ہوتی ہیں جن سے چیرتا پھاڑتا ہے تو نعوذ باللہ جس شخص نے انہیں شیر کہا اس نے ان کی سخت بے ادبی کی ہے شیر کمزور جانوروں کو اپنا لقمہ بناتا ہے ان پر دست ظلم و تعدی دراز کرتا ہے تو کیا آپ کے متعلق بھی یہی گمان کیا جائے گا وہ جانور ہوتا ہے اور علم و معرفت سے عاری تو کیا جن کو شیر کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے تو ان کو بھی علم و معرفت سے عاری تسلیم کرلیا جائے گا نعوذ باللہ۔

ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولایت اور ان کی عظمت کا انکار کرے وہ اہل حدیث ہی نہیں ہے۔ اور اس کے علاوہ پوری امت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو اللہ عزوجل کا ولی سمجھتی ہے۔

اور پھر آپ نے کہا تھا کہ عقیدہ وحدۃ الوجود کفریہ شرکیہ عقیدہ ہے۔ اب لے آؤ ذرا "فتاوٰی ثنائیہ" جلد نمبر 1 صفحہ 147 مولوی ثناء اللہ امر تسری صاحب لکھتے ہیں:

"وحدۃ الوجود وجود کے اصل معنی ہیں مابہ الموجودیت جو بالکل ٹھیک ہے"۔

او کافرو اہل حدیثو!

بھائی ناراض نہ ہوں آپ نے خود کہا تھا کہ وحدۃ الوجود کا عقیدہ ماننے والا مشرک ہے کافر ہے لیکن کیا کروں "گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے"۔

اور پھر آپ نے "جاء الحق" کے اندر شکاری والی عبارت پوری نہیں پڑھی پتہ تھا کہ پھنس جاؤں گا اس کی وجہ یہ ہے کہ "تحفہ اثناء عشریہ" میں شاہ عبد العزیز فرماتے ہیں کہ تشبیہ اور استعارہ سے مشبہ و مشبہ بہ کی برابری سمجھنا پرلے درجے کی حماقت وجہالت ہے۔ جو آپ میں بدرجہ اتم موجود ہے یہاں پر "جاء الحق" میں مفتی صاحب آپ لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جب تقویۃ الایمان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی قرار دیا جارہا ہے اور تم "انما المؤمنون اخوۃ" سارے مومن بھائی بھائی ہیں کی رٹ لگا رہے تھے تو مفتی صاحب نے فرمایا اے بے وقوفو! نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم جیسا نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا کہنا توہین ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "میں تم جیسا بشر ہوں" کہا تو وہ ان کافروں اور مشرکوں کو جہنم سے بچانا چاہتے تھے جس طرح شکاری کا کام ہوتا ہے شکار کو قابو کرنا اسی طرح مصطفٰے کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو قابو کر کے جہنم سے بچا
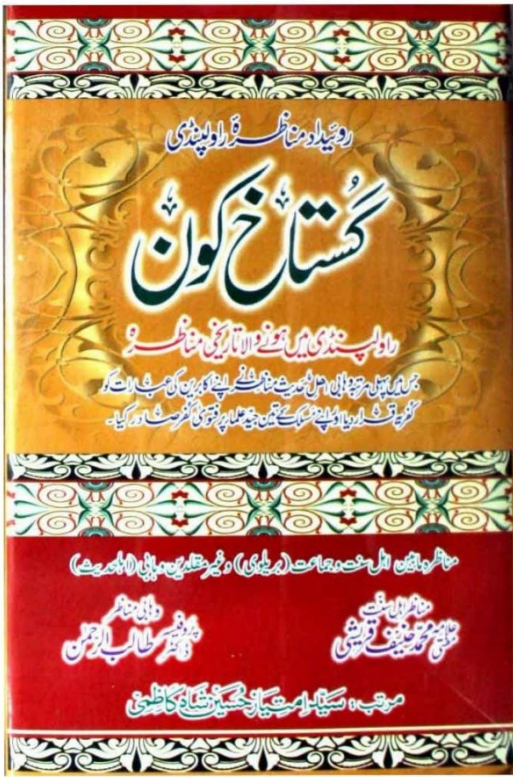
شکار کرتا ہے۔ (تفسیر جاء الحق صفحہ نمبر ۱۷۵، ۱۷۶) (رضاخانی مذہب صفحہ نمبر ۹۳ حصہ اول)

جواب نمبر ۱: "جاء الحق" دینی مسائل کی کتاب ہے جس کو تفسیر جاء الحق لکھ کر کذب بیانی سے کام لیا ہے۔ "لعنۃ اللہ علی الکاذبین"

جواب نمبر ۲: جناب مفتی احمد یار خاں نور اللہ مرقدہٗ یہ بیان فرما رہے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین (الآیۃ) میں نور کا مصداق ہیں، محبوب رب العالمین ہیں امام الانبیاء والمرسلین ہیں، اس عظمت و جلالت کے باوجود فرماتے ہیں انما انا بشر مثلکم (الآیۃ) اس میں حکمت یہ تھی کہ کفار اور مشرکین کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود تھا تاکہ قریب آئیں اور دولت ایمان سے مشرف ہوں۔ حضرت مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

زاں سبب فرمود خود را مثلکم
تا بگرد آیند و کم گروند گم

اس حقیقت کو بیان کرنے کیلئے ایک مثال بیان کی کہ شکاری، جانور، کی سی آواز نکالتا ہے، اس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ شکار قریب آ جائے، مثال کے بیان سے مقصد کسی بات کو عام فہم انداز میں بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ جس چیز کیلئے مثال دی جا رہی ہے مثال اس کا عین ہے اور ہو بہو اس پر صادق آتی ہے۔

- محدث حافظ ابن قیم جوزی (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

انہ لا یلزم تشبیہ الشئی بالشئی مساواتہ لہ (المنار المنیف صفحہ نمبر ۶۰ طبع بیروت)

- حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

تشبیہ اور استعارہ سے مشبہ اور مشبہ بہ سے برابری سمجھنا پرلے درجے کی حماقت (بے وقوفی) ہے۔ (تحفہ اثناء عشریہ (فارسی) صفحہ نمبر ۲۱۳ مطبوعہ لاہور ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء)

مفتی علیہ الرحمۃ کا مقصد صرف اس حقیقت کو مثال سے واضح کرنا ہے کہ کسی کو قریب
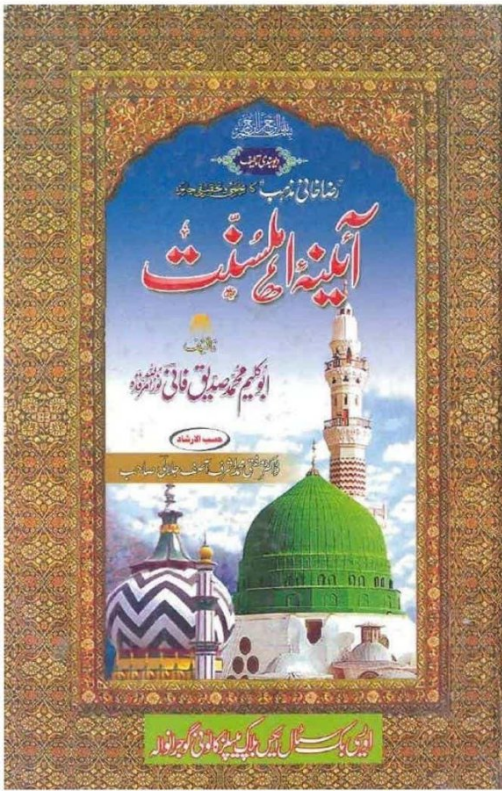
بنی ہی سرے سے ثابت نہیں تو اس کے سہارے قائم کی گئی عمارت دھڑام سے نہ گر گئی تو اور کیا ہوا؟

پھر ان کا امت مراد لینے کی صورت میں (جو کہ ایک حقیقتِ ثابتہ ہے) امت اور نبی کی مثلیت کا دعوی کرنا بھی فرقِ مراتب سے اغماض ہے جو انتہا درجہ غلط' انتہائی تعجب خیز' شدید حیرت انگیز اور بعینہ وہابیوں والا طرزِ استدلال ہے چنانچہ وہ بھی اس جیسے مواقع پر کہہ دیا کرتے ہیں کہ اگر حضور کو بھی علم غیب ہے اور صحابہ کو بھی تو اس سے تو برابری لازم آ جائے گی جیسا کہ وہ آیت " و علمک ما لم تکن تعلم" اور "علم الانسان ما لم یعلم " پڑھ کر یہ زہر اگلا کرتے ہیں اور علامہ صاحب بھی اپنی بعض تحریرات میں ان کے اس طرزِ استدلال پر احتجاج کر چکے ہیں مگر حیرت ہے کہ اس مقام پر ان کی زبان' ان حضرات کے منہ میں کیوں کر آ گئی؟ ورنہ کیا بعض اوقات ایک ہی لفظ کا کئی مختلف اشیاء کے لئے بولا جانا پھر اس کے مفہوم کا حسبِ مراتب ان پر صادق آنا ایک ناقابلِ تردید حقیقت نہیں؟ کہیں نہیں تو سورۂ مائدۃ کی آیت نمبر۹۰ سے کیا جواب ہے جس میں خمر' میسر' انصاب اور ازلام کے لئے ایک ہی پیرائے میں " رجس من عمل الشیطٰن " کا حکم وارد ہے؟ اور کیا ان مذکور فی الاٰیت اربعہ اشیاء کا رجس من عمل الشیطٰن ہونا من کل الوجوہ (نوعیت' کمیت اور کیفیت کے اعتبار سے) برابر ہے؟ --- پھر یہ بھی ذہن شریف میں رہے کہ مثال محض تفہیم کے لئے ہوتی ہے مساوات کے لئے نہیں ورنہ " مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح " " میں بھی تساوی لازم آئے گی جو درست نہیں--- (فاحفظ انہ سینفعک)
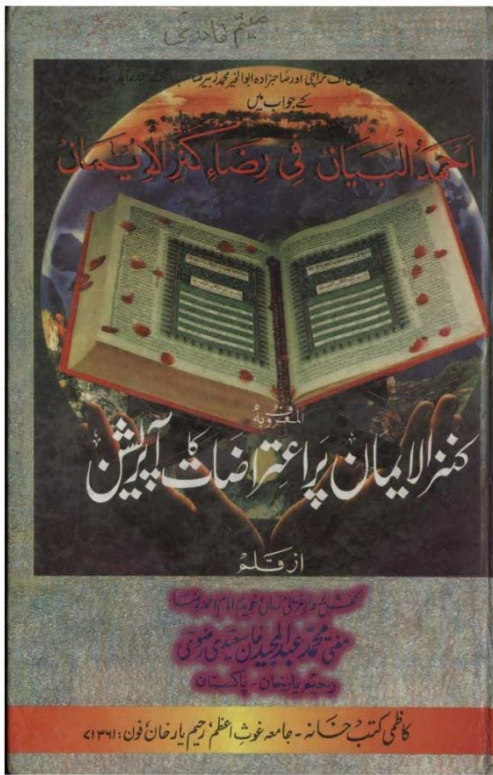
ترجمہ :
یعنی کسی شئے کو کسی سے تشبیہ دی جائے تو یہ لازم نہیں آتا کہ یہ شئے اُسکے برابر ہے۔

المنار المنيف في الصحيح والضعيف

للإمام شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر الحنبلي الدمشقي
المعروف بابن قيم الجوزية
ولد سنة ٦٩١ وتوفي سنة ٧٥١ هـ
رحمه الله تعالى

حققه وخرج نصوصه وعلق عليه
عبد الفتاح أبو غدة

الناشر
مكتب المطبوعات الإسلامية
حلب الفرافرة — جمعية التعليم الشرعي ☎ ٢١٥٦٦

٣٥ — « هل تستطيعُ إذا خرج المجاهد : أن تصوم فلا تُفْطِر ، وتقومَ فلا تَفْتُر ؟ قال : لا . قال : ذلك مَثَلُ المُجاهد »[١].

والمقصود : أنه لا يَلزمُ من تشبيه الشيءِ بالشيءِ مساواتُه له .

٣٦ — ومِثْلُ هذا قوله ﷺ : « من صَلّى العشاء في جماعة ، فكأنما قام نصفَ الليل ، ومن صَلَّى العشاءَ والفجرَ في جماعة ، فكأنما قام الليلَ كلَّه »[٢].

وهذا يدُلُّ على ما تقدم من تفضيل العمل الواحد على أمثاله وأضعافه من جنسه ، فإن من صلى العشاءَ والفجرَ في جماعة ولم يُصَلِّ بالليل ، تَعدِلُ صلاتُه تلك صلاةَ من قام الليلَ كلَّه . فإن كان هذا الذي قام الليل قد صَلَّى تَيْنِكَ الصلاتين في جماعة : أحرز الفضلَ المحقَّق والمقدَّر . وإن صَلَّى الصلاتين وحده ، وقامَ الليل : كان كمن صلاَّهما في جماعة ونام بمنزله ، إن صحت صلاةُ المنفرد .

---

(١) رواه عن أبي هريرة رضي الله عنه البخاري ٦ : ٣ ، ومسلم ١٣ : ٢٤ — ٢٥ ، والنسائي ٦ : ١٩ ، ومالك في « الموطأ » ٢ : ٤٤٣ ، وأحمد في « المسند » ٢ : ٣٤٤ بنحو اللفظ المذكور .

ولفظُ البخاري : « عن أبي هريرة قال : جاء رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال : دُلَّني على عمل يَعْدِلُ الجهاد ، قال : لا أجده . هل تستطيعُ إذا خرج المجاهد أن تدخلَ مسجدك فتقومَ ولا تَفْتُر ، وتصومَ ولا تُفطِر ؟ قال : ومَن يستطيع ذلك ؟ » .

(٢) رواه عن عثمان بن عفان رضي الله عنه مسلم ٥ : ١٥٧ ، وأبو داود ١ : ٢١٧ ، والترمذي ٢ : ٢٢ ، بنحو اللفظ المذكور . وروايةُ مسلم : « مَن صلّى العشاء في جماعة فكأنما قام نصف الليل ، ومَن صلّى الصبح في جماعة فكأنما صلى الليل كله » . ورواية أبي داود : « مَن صلّى العشاء في جماعة كان كقيام نصف ليلة ، ومن صلّى العشاء والفجر في جماعة كان كقيام ليلة » . انتهى . فالمؤلف جمع بين الروايتين .

غرض ادائے نیاز است ورنہ حاجت نیست　　　کمال حشمتِ محمود را بعجزِ ایاز

مولوی مفتی بشیر احمد محمدی سیفی
16-6-1999

مِہرِ مُنیر

سوانحِ حیات

فانی فی اللہ باقی باللہ آیت من آیاتِ اللہ

حضرت سیّد پیر مہر علی شاہ صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ

گولڑہ شریف۔ ضلع راولپنڈی

تالیف

مولانا فیض احمد صاحب فیضؔ، جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف

باجازت

حضرت سیّد پیر غلام محی الدّین شاہ صاحب قدّس سرّہٗ

باہتمام

جناب سیّد پیر غلام معین الدّین شاہ صاحب و سیّد پیر شاہ عبد الحق شاہ صاحب مدظلہما العالی

گیا ہوں کہ گروہِ مخالفینِ دولتِ برطانیہ سے متفق نہیں ہُوں تو میرا تخالف بوجہ اصُولِ اسلامیہ تجاویزِ جزئیہ میں ہے نہ مطلقاً اُور نہ اصل مدعیٰ اُور غایت و نتیجہ میں۔ مجھ سے مطلُوبہ ہدایت اُسی صُورت میں متصوّر ہو سکتی ہے۔ کہ مقاماتِ مقدّسہ مکّہ و مدینہ و بغداد و بیت المقدّس پر قبضہ چھوڑا جائے۔ ورنہ معاذ اللہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو کر آپ کے پیغام کی تعمیل بالکل ناممکن ہے۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ والحمد للہ اولاً و آخراً۔

العبد المشتکی الی اللہ الصمد عوبہ مہر علی شاہ بقلم خود۔ از گولڑہ۔"

تحریکِ خلافت کے اسباب

اسلامی دُنیا میں سُلطانِ ترکی کو مقاماتِ مقدّسہ کے خادم اُور ایک بڑی اسلامی مرکزی سلطنت کے سربراہ کی حیثیت سے "خلیفۃ المُسلمین" کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا جب یورپ اُور امریکہ کا بزعمِ خود اِس مردِ بیمار کو عملاً ختم کر دینے کا منصُوبہ مکمّل ہو گیا تو برطانوی ہند کے مسلمانوں کو جو اپنی حکُومت تو کھو چکے تھے مگر سلطنتِ عثمانیہ کو اسلامی شوکت کی آخری یادگار سمجھتے تھے اِنتہائی صدمہ ہُوا۔ چنانچہ عوام اُور سیاسی لیڈروں کے علاوہ فرنگی محل، ندوہ، دیوبند، تونسہ شریف اُور سیال شریف وغیرہ کے دینی اُور رُوحانی مراکز کے عُلماء اُور مشائخ بھی "خلافتِ اسلامیہ" کے تحفظ پر کمربستہ ہو گئے۔ حضرت قبلۂ عالم قدّس سرّہٗ کے بعض اصحاب مثلاً حضرت مولینا غلام محمد شیخ الجامعہ بہاول پُور۔ مولینا برکت علی پروفیسر اسلامیہ کالج پشاور، حکیم شمسُ الدّین وزیر آبادی اُور سیّد عطاء اللہ شاہ بُخاری امرتسری وغیرہ نے بھی اِس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔

اِسلامی خلافت کے متعلق عُلمائے راسخین کا مسلک

حضرت قبلۂ عالم قدّس سرّہٗ اُور بعض دیگر علمائے راسخین مثلاً حضرت سیّد دیدار علی شاہ الوری، جناب مولوی محمد علی مونگھیری صُوبہ بہار کے علاوہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی جو ہر مسئلہ کو خالص شرعی نقطۂ نظر سے دیکھنے کے عادی تھے۔ ترکی سلطنت کو اِسلامی خلافت کا درجہ نہیں دیتے تھے تاہم اِن حضرات کی مکمّل ہمدردی اُس وقت تک ترکوں کے ساتھ رہی جب تک اُن کی اِنقلاب پسند جماعت نے برسرِ اقتدار آ کر اِس بات کا اعلان نہ کر دیا کہ ہماری حکومت کا کوئی مذہب نہیں۔ مثلاً جنگِ طرابلس اُور جنگِ بلقان میں حضرت قبلۂ عالم قدّس سرّہٗ نے گھر کے زیورات اُور اصطبل کے گھوڑے تک بیچ کر ترکوں کی اِمداد کے لیے چندہ دیا تھا۔ طرابلس کی جنگ کے زمانے میں کئی بار غازی انور پاشا جو اُن دنوں انور بے کہلاتے تھے کا ذِکر عزّت اُور محبّت کے لہجہ میں فرمایا اُور اُن کے حق میں دُعائے خیر فرمائی۔ حتّیٰ کہ تحریکِ خلافت کے دِنوں میں بھی آپ نے اُن مخلصین کو جو اِس میں عملی حصّہ لے رہے تھے منع نہیں فرمایا۔

اپنے مسلک کے باوجود حضرتؒ نے مخلصین کو تحریکِ خلافت میں حصّہ لینے سے منع نہیں فرمایا

جیسے کہ اُوپر ذِکر ہو رہا تھا اپنے شرعی مسلک کے باوجود آپ نے اپنے مخلصین کو تحریکِ خلافت میں کام کرنے سے منع نہیں فرمایا۔ چنانچہ اِس سلسلہ میں مولینا غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ بہاولپُور لکھتے ہیں:-

"تحریکِ خلافت کی اِبتدا تھی۔ اُور میں اِس تحریک کا بہت بڑا علم بردار تھا۔ حکُومت نے میری گرفتاری کے وارنٹ جاری کر دیئے۔ مجھے کسی ذریعہ سے پہلے پتہ چل گیا۔ لہٰذا میں بھاگ نِکلا اُور سیدھا گولڑہ شریف جا پہنچا

غوث الاسلام والمسلمین حضرت پیر سید **مہر علی** شاہ گولڑوی قدس سرہ العزیز

ماہ شریعت مہرِ طریقت حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی ابن حضرت مولانا پیر سید نذر الدین شاہ قدس سرہما یکم رمضان المبارک (۱۲۷۵ھ/۱۸۵۹ء) بروز سوموار گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے [۱] آپ کا سلسلۂ نسب ۲۵ واسطوں سے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ۳۶ واسطوں سے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے [۲]

قرآن مجید پڑھنے کے بعد مولانا غلام محی الدین ہزاروی سے کافیہ تک کتابیں پڑھیں، پھر بھوئی ضلع راولپنڈی میں مولانا محمد شفیع قریشی کے مدرسہ میں داخل ہوئے اور نحو و اصول کی متوسط کتب کے علاوہ منطق میں قطبی پڑھی، بعد ازاں اکثر و بیشتر کتب انگہ ضلع سرگودھا میں مولانا سلطان محمود (مرید خاص حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ) سے پڑھیں اور کانپور میں مولانا احمد حسن کانپوری کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت مولانا احمد حسن کانپوری سفر حرمین طیبین کے لئے تیار تھے، اس لئے آپ نے استاذ الکل مولانا لطف اللہ علیگڑھی کی خدمت میں حاضر ہو کر معقول اور ریاضی کی کتب عالیہ کا درس لیا۔ مولانا احمد علی سہارنپوری محشی بخاری سے درسِ حدیث لیا اور ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں سندِ حدیث حاصل کی [۳] سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے [۴]

---

[۱] فیض احمد، مولانا : مہر منیر ص ۶۱

[۲] ایضاً ص ۳

[۳] ایضاً ص ۶۵-۸۱

[۴] ایضاً ص ۹۳-۹۵
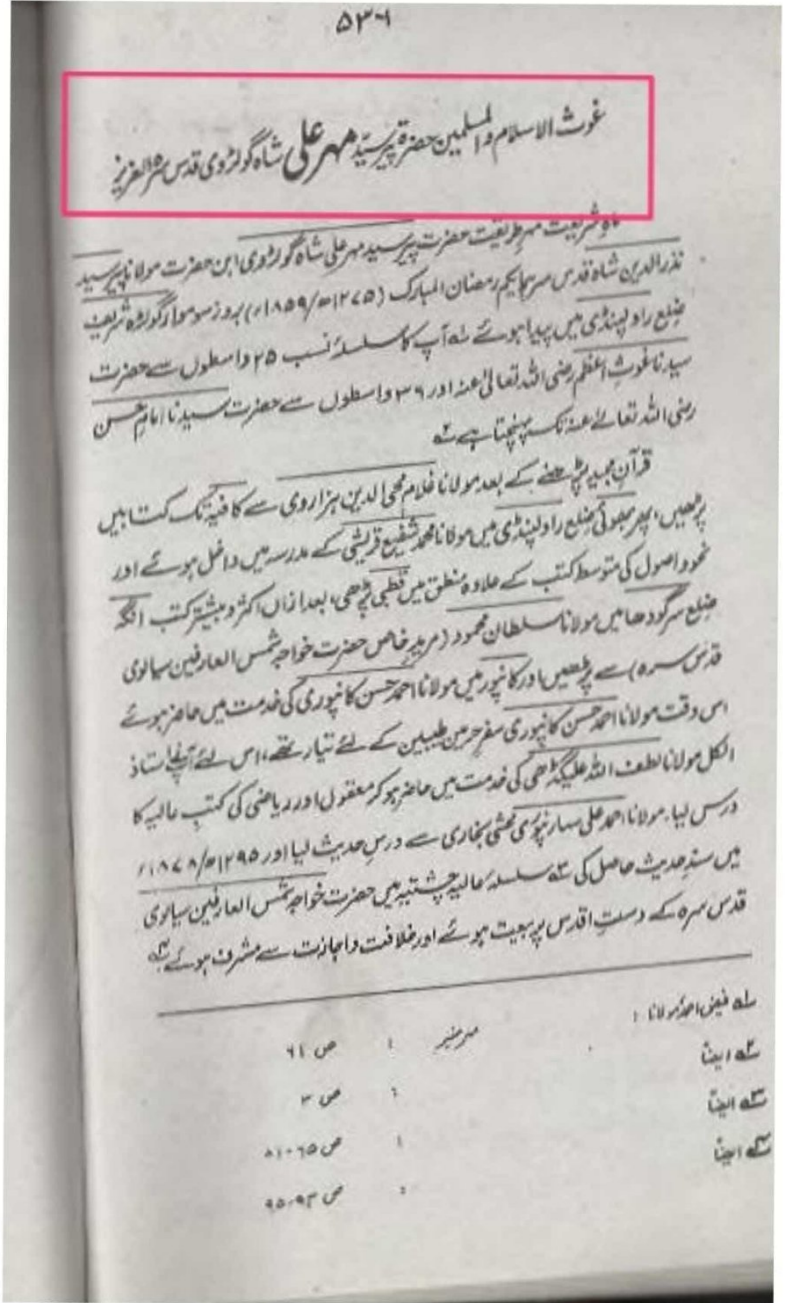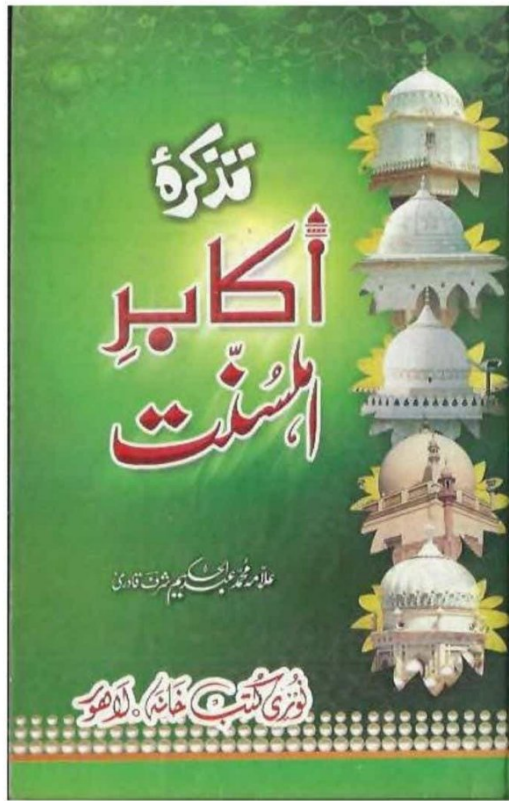
ایسا علم جس میں پاگل و دیوانے، بچے اور جانور و درندے شریک ہوں اس سے آپ کی ذات ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس طرف تو خود مولانا اشرف علی کا بھی دھیان نہیں گیا بہر کیف ہر بات کی اچھی تاویل کرنی چاہیئے۔

مختصر یہ کہ المہند علی المفند میں ان تمام عقائد سے اتفاق کیا ہے جن پر فاضل بریلوی کو اصرار تھا اور غالباً قیام حرمین کے زمانے تک مولوی خلیل احمد کو ان سے اختلاف تھا اور اس کے بعد فضلائے حجاز کو فاضل بریلوی کے موافق محسوس کرتے ہوئے انہوں نے مناسب سمجھا کہ کسی ترکیب سے عقائد کا اس طرح اظہار کیا جائے جو فاضل بریلوی کے دعاوی سے قطعاً مختلف اور متضاد معلوم ہوں اور اس طرح وہ علمائے حجاز کی نظر میں خفیف و شرمسار ہوں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مولوی خلیل احمد نے جن عقائد سے اتفاق فرمایا ہے ان میں سے بعض عقائد کے خلاف تو خود ان کی اور ان کے ہم مسلک علماء کی تصانیف میں تحریریں موجود ہیں، اگر کوئی فاضل اس طرف متوجہ ہوں تو وہ "تضادات علمائے دیوبند" کے عنوان سے ایک تحقیقی مقالہ قلم بند فرما سکتے ہیں [1]

مناسب یہ تھا کہ فاضل بریلوی نے جن تحریرات پر اعتراض کیا تھا اور علماء دیوبند کو متوجہ کیا تھا ان کی طرف توجہ کی جاتی اور معقول اور مسکت جوابات دیئے جاتے یا اعتراضات کو تسلیم کر کے رجوع کیا جاتا اور خلوص و حقانیت کا مظاہرہ کیا جاتا۔ لیکن مسلسل خاموشی اختیار کی گئی جو ہماری نظر میں ہرگز مناسب نہ تھی۔ مولانا حسین احمد مدنی نے اس خاموشی کی تاویلات فرمائیں اور خاموش رہنے والوں کو داد دی۔ چنانچہ وہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:۔

> کیونکہ حضرات علمائے دیوبند و سہارن پور وغیرہ تو اپنے مشاغل علمیہ میں اس طرح مشغول ہیں کہ دوسری طرف توجہ بھی نہیں کرتے اور مجدد بریلوی کی جملہ باتوں کو لایعنی خرافات خیال کر کے اس طرف توجہ کرنا اپنی شان عالمانہ کے خلاف اور طریقہ شرفاء کے خلاف جانتے ہیں [2]

---

[1] اس موضوع پر علامہ ارشد القادری کی کتاب زلزلہ (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء) شائع ہو چکی ہے۔ جنوبی افریقہ کے ایک فاضل عباس... نے بھی اس موضوع پر انگریزی میں مقالہ قلم بند کیا ہے۔ مسعود

[2] حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب، ص ۲۴
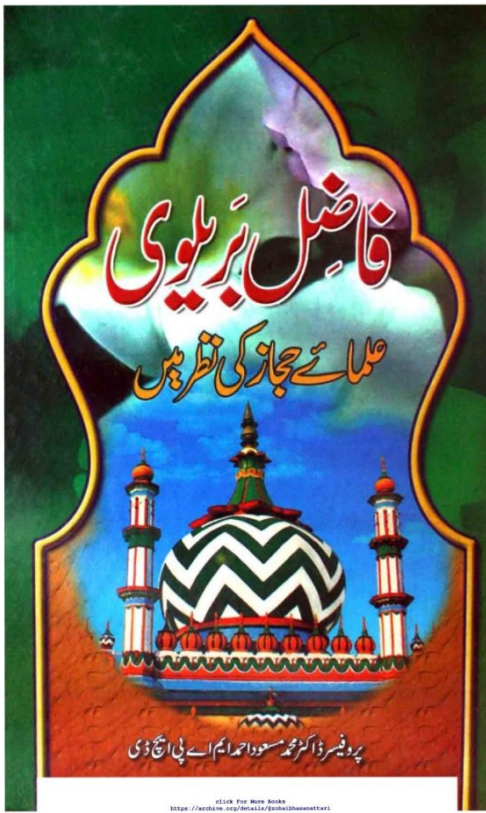
کہ قائل نے ان سے پہلوئے کفر مراد لیا ہو ورنہ ہرگز کفر نہیں "

ضروری تنبیہ

احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو، صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔ مثلاً زید نے کہا خدا دو ہیں، اس میں یہ تاویل ہو جائے کہ لفظِ خدا سے بحذفِ مضاف حکمِ خدا مراد ہے یعنی قضاء دو ہیں، مبرم و معلق، جیسے قرآنِ عظیم میں فرمایا اَلَآ اِنَّ یَاْتِیَ اللّٰہُ ای امر اللہ۔ عمرو کہے میں رسول اللہ ہوں، اس میں یہ تاویل گڑھ لی جائے کہ لغوی معنیٰ مراد ہیں یعنی خدا ہی نے اس کی روح بدن میں بھیجی، ایسی تاویلیں زنہار مسموع نہیں۔ شفاء شریف میں ہے ادعاؤہ التاویل فی لفظ صراح لا یقبل " صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا "۔ شرح شفاء قاری میں ہے ھو مردود عند القواعد الشرعیۃ " ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے "۔ نسیم الریاض میں ہے لا یلتفت لمثلہ ویعد ھذیانا " ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی "۔ فتاویٰ خلاصہ و فصولِ عمادیہ و جامع الفصولین و فتاویٰ ہندیہ وغیرہا میں ہے واللفظ للعمادی قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر " یعنی اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کا رسول یا پیغمبر کہے اور معنے یہ لے کہ میں پیغام لے جاتا ہوں قاصد ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا " یہ تاویل نہ سنی جائے گی، فاحفظ۔

مکرِ چہارم انکار، یعنی جس نے ان بدگویوں کی کتابیں نہ دیکھیں اس کے سامنے صاف مکر جاتے ہیں کہ ان لوگوں نے یہ کلمات کہیں نہ کہے اور جو ان کی چھپی ہوئی کتابیں، تحریریں دکھا دیتا ہے۔ اگر ذی علم ہوا تو ناک چڑھا کر منہ بنا کر چل دے یا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بکمال بے حیائی صاف کہہ دیا کہ آپ معقول بھی کر دیجئے تو میں وہی کہے جاؤں گا اور بیچارہ بے علم ہوا تو اس سے کہہ دیا ان عبارتوں کا یہ مطلب نہیں " ور آخر ہے کیا یہ در بطنِ قائل، اس مکر کے جواب کو وہی آیتِ کریمہ کافی ہے کہ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا کَلِمَۃَ الْکُفْرِ وَکَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِھِمْ " خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا حالانکہ بیشک ضرور وہ یہ کفر کے بول بولے اور مسلمان ہو کر پیچھے کافر ہو گئے " ع

جَمِیْعُ مَا وَقَعَ فِیْ کُتُبِ الْفَتَاوٰی مِنْ کَلِمَاتٍ صَرَّحَ الْمُصَنِّفُوْنَ فِیْهَا بِالْجَزْمِ بِالْکُفْرِیَکُوْنُ الْکُفْرُ فِیْهَا مَحْمُوْلاً عَلٰی اِرَادَةِ قَائِلِهَامَعْنیً عَلَّلُوْا بِهٖ الْکُفْرَ وَ اِذَا لَمْ تَکُنْ اِرَادَةُ قَائِلِهَا ذٰلِکَ فَلاَ کُفْرَ ۔ترجمہ:’’ یعنی کُتب فتاویٰ میں جتنے الفاظ پر حکم کُفر کا جزم کیا ہے ان سے مراد وہ صورت ہے کہ قائل نے اِن سے پہلوئے کُفر مُراد لیا ہو ورنہ ہرگز کُفر نہیں۔‘‘

ضروری تنبیہ[۱۳۱]: احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو[۱۳۲]، صَرِیح بات[۱۳۳] میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔ مثلاً زید نے کہا خُدا دو (۲) ہیں، اس میں یہ تأویل ہوجائے کہ لفظِ خُدا سے بحذفِ مضاف حکم خُدا مُراد ہے یعنی قضاء دو ہیں، مبرم و معلّق[۱۳۴]، جیسے قُرآنِ عظیم میں فرمایا اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیَهُمُ اللّٰهُ اَیْ

---

[۱۳۱] ضروری نوٹس ۔[۱۳۲] یعنی ایک لفظ کہہ کر اسکے وہی معنی مراد لے سکتے ہیں جو معنی اس لفظ کے واقعی بنتے بھی ہوں۔[۱۳۳] یعنی واضح بات میں کوئی ایسا مطلب نہیں نکال سکتے جو اسکے عرفی مطلب کے خلاف ہو لفظ خدا کا مطلب ہے وہ ذات جو خود بخود ہو جسے کسی نے پیدا نہ کیا ہو تو اب اگر کوئی شخص کہے ’’میں خدا ہوں‘‘ یعنی خود آیا ہوں تو اسکا یہ دعوی نہیں مانا جائے گا اور اسے کافِر کہا جائے گا کیونکہ شریعت میں لفظِ خدا سے معبود مراد ہے اور یہی معنی مشہور ہے تو اب کسی دور کے معنی کا دعوی قبول نہیں کیا جائے گا۔ یونہی لفظ صلوۃ کا لفظی معنی سرین ہلانا بھی ہے تو اگر کوئی شخص کہے کہ قرآن میں اقیموا الصلوۃ سے مراد ڈانس کرتے رہو تو اسکی بکواس نہیں سنی جائے گی کیونکہ شریعت میں صلوۃ کا معنی ہے مخصوص طریقے سے نماز پڑھنا۔

[۱۳۴] یعنی کہا کہ خدا دو ہیں تو قطعاً کافِر ہے اسکا یہ قول نہیں مانا جائے گا کہ میرے قول میں خدا سے مراد حکم خدا ہے یعنی خدا کا حکم دو طرح سے ہے ایک وہ جو طے شدہ (مبرم) ہے اور دوسرا کسی شرط سے مشروط ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علمائے دیوبند کی کفریہ اور متضاد عبارات سے متعلق

دیوبندیوں سے لاجواب سوالات

مرتبہ : محمد نعیم اللہ خاں قادری
بی ایس سی، بی ایڈ
ایم اے اردو، پنجابی، تاریخ

ناشر: فیضان مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کاموں کی

مقدمہ از مصنف رسالہ موت کا پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ الہٖ و صحبہٖ اجمعین

امّا بعد

یہ فقیر سراپا تقصیر غفرلہ المولی القدیر حضرات کی خدمت میں مودبانہ گزارش کرتا ہے کہ اس مختصر رسالہ کو ملاحظہ فرمانے سے پہلے بغض و عداوت، حسد و تعصب کو دور کرلیں اور نہایت اخلاص و صدق کے ساتھ اس مختصر رسالہ کو ملاحظہ فرمائیں۔ فقیر سے جو غلطی اس رسالہ میں صادر ہوئی ہو اس کی تصحیح فرمائیں اور فقیر کو فقیر کی غلطی پر ضرور مطلع فرمائیں۔

جو شخص اردو زبان سے ادنیٰ واقفیت رکھتا ہے اگر وہ فقیر کے اس رسالہ کو اخلاص کے ساتھ مطالعہ کرے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے عبارت حفظ الایمان میں بلاشبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں صریح توہین اور کھلی گستاخی کی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ من ذالک۔ مولیٰ عزوجل تبارک و تعالیٰ گمراہوں بدمذہبوں کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور راہ راست دکھائے اور اہلسنّت و جماعت کو صراط مستقیم پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ و صحبہٖ اجمعین و بارک وسلم۔ ابدالآبدین

مولوی اشرف علی تھانوی کی حفظ الایمان کی ناپاک عبارت

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جاتا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے“۔

اس ناپاک عبارت میں حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کو بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں کے علم سے تشبیہ دی گئی ہے اور اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں

صریح توہین اور کھلی گستاخی ہے۔ عرب و عجم، ہندوسندھ کے علمائے اہلسنت و جماعت و مشائخ عظام و فضلائے کرام نے اس ناپاک عبارت کو صریح کفر بتایا اور اس ناپاک عبارت کے لکھنے والے پر کفر کا فتویٰ دیا مگر دیوبندی مولویوں نے اس ناپاک عبارت پر پردہ ڈالنا چاہا اسے صاف و بے غبار بتایا لہذا فقیر نے ارادہ کیا کہ ان کی دہن دوزی کے لئے خود ان کے اقرار سے ثابت کردکھائے کہ یقیناً اس ناپاک عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین اور کھلی گستاخی ہے۔ اب فقیر علماء وعمائد دیوبند و مدعیان وکالت مولوی اشرف علی تھانوی کے اقرار سے ثابت کرتا ہے کہ بلاشبہ مولوی اشرف علی تھانوی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین کی ہے۔ نہایت خلوص واخلاص کے ساتھ بہ نیت احقاق حق غور سے ملاحظہ فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ

عبارت حفظ الایمان کی صفائی میں دیوبندی مولویوں کی خانہ جنگی کی پہلی تشکیل

عبارت حفظ الایمان کی صفائی کا پہلا رُخ صدر دیوبند کے قلم سے

مولوی حسین احمد صاحب صدر دیوبند نے اپنی کتاب الشہاب الثاقب کے ص ۱۱۱ پر عبارت حفظ الایمان کی توضیح میں لکھا ہے "حضرت مولانا (اشرف علی تھانوی) عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو اور چیزوں (بچوں، پاگلوں، چارپایوں) کے علم کے برابر کردیا"۔ اس کا خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ اگر مولوی اشرف علی صاحب حفظ الایمان کی عبارت مذکورہ میں لفظ ایسا کے بجائے لفظ اتنا لکھتے تو اس وقت یہ احتمال ضروری ہوتا کہ مولوی اشرف علی نے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم شریف کو بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں کے علم کے برابر کردیا۔ والعیاذ باللہ من ذالک۔ مگر جب کہ لفظ ایسا لکھا ہے لفظ اتنا نہیں لکھا تو اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے ساتھ بچوں، پاگلوں، جانوروں اور چارپایوں کے علم کی برابری کا احتمال نہیں۔

اس کے کتنے فائدے ہونے چاہئیں۔

س ۔ منہ کی سانس طبی قاعدے سے زہریلی ہوتی ہے۔ اس سے پانی پردم کرنا بیماری کا باعث ہوگا؟

ج ۔ آپ نے اتنا مان لیا کہ جو باہر کی ہوا جسم کے اندرونی حصہ سے مل کر آئے اس میں بیمار کرنے کی تاثیر ہو جاتی ہے اتنا اور مان لو کہ جو ہوا اس زبان سے مل کر آئے۔ جس نے ابھی قرآن پڑھا ہے اس میں تندرست کرنے کی تاثیر ہو جاتی ہے۔

س ۔ جب قرآنی آیتیں نور اور شفا ہیں تو چاہیے کہ ہر شخص ان پر عمل کر لیا کرے۔ اعمال و وظائف میں اجازت کی اور علم دین میں دستار بندی و سند کی شرط کیوں ہے۔ عمل آگ کی تاثیر رکھتا ہے۔ آگ کا جلانا اجازت پر موقوف نہیں۔

ج ۔ اعمال و وظائف اور علم میں دو نور ہیں۔ ایک تو الفاظ کا دوسرے عامل یا عالم کے زبان کا الفاظ کا نور ثواب ہے اور عامل کا اثر فتح باب اجازت سے فتح باب ہوتا ہے۔ یہ اثر سینۂ پاک مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پاک سینوں کے ذریعہ ایسا پہنچتا ہے۔ جیسے شیشوں سے چھن کر نور شمع۔ تلوار میں دھار اور وار دونوں ضروری ہیں۔ بغیر وار سیکھے ہوئے دھار بیکار ہے۔ اس وار کے لیے اجازت شیخ کی ضرورت ہے نہ کہ دھار کے لیے۔

س ۔ جب قرآن و حدیث نور اور شفا ہیں تو شیخ کی بیعت استاد کی شاگردی اماموں کی تقلید سب بیکار ہیں

ج ۔ دوا کی شفا طبیب کی تجویز سے ظاہر ہوتی ہے۔ طبیب نبض دیکھنے اور بیماری پہچاننے دوا تجویز کرنے کی بڑی فیس لے لیتے ہیں۔ ایسے ہی مشائخ عظام دل کی بیماری کے طبیب ہیں۔ قرآن و حدیث دوائیں ہیں اور محدثین و مفسرین گویا روحانی عطار ہیں۔ ان کے پاس احادیث و آیات ایسی ہیں۔ جیسے عطار کی دوکان میں صاف ستھری بہترین دوائیں۔ اس کی دوکان میں ہے سب کچھ مگر طبیب کی تجویز کے بغیر مریض کو مفید نہیں۔

س ۔ تعویذ کیوں لکھے جاتے ہیں۔ ان سے کیا فائدہ ہے؟

ج ۔ جیسے بعض مخلوق کے ناموں میں تاثیر ہے کہ کسی کو اُلو گدھا کہہ دو۔ تو وہ رنجیدہ ہو جاتا ہے اور حضرت قبلہ و کعبہ کہہ دو تو خوش ہوتا ہے۔ حالانکہ اُلو گدھا بھی مخلوق ہیں اور قبلہ و کعبہ بھی ایسے ہی خالق کے مختلف ناموں میں مختلف تاثیریں ہیں۔ شافی میں شفا، غفار میں بخشش
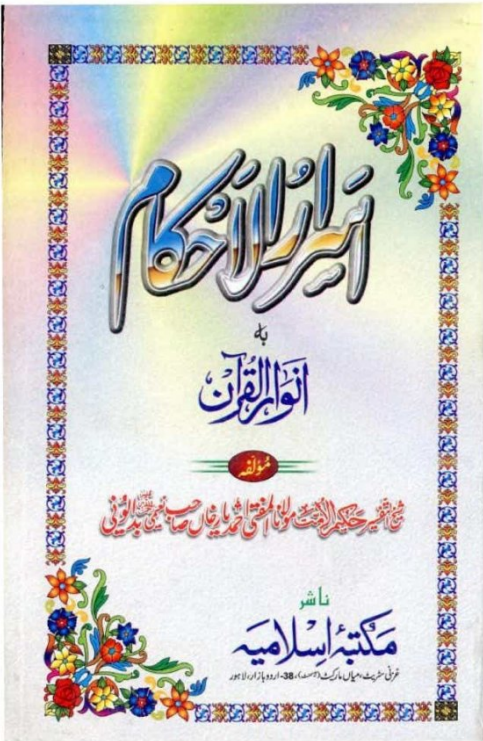
اعتراض : پہلا اعتراض اس آیت کا مضمون مختصر عبارت میں بھی لوا ہو سکتا تھا کہ کہہ دیا جاتا کہ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ اتنی دراز عبارت کیوں فرمائی گئی کہ اللہ پر زمین و آسمان کی چیزیں چھپی نہیں۔ اس میں کیا حکمت ہے؟ **جواب:** اس سے تاکید مقصود ہے جیسے بادشاہ یہ کہہ دے کہ میں سب کا بادشاہوں اور یہ کہے کہ ذرہ ذرہ پر میری حکومت ہے دونوں کا مطلب ایک ہی ہے مگر دوسری عبارت میں جو تاکید ہے وہ پہلی میں نہیں۔ **دوسرا اعتراض:** اس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ پر وہ چیزیں چھپی ہوئی نہیں جو آسمان و زمین میں ہوں تو کیا دوسری چیزیں چھپی ہیں جو اب تک پیدا نہیں ہوئی یا پیدا تو ہوئیں مگر آسمان و زمین کے علاوہ اور عالم میں ان کا مقام ہے۔ خدا اسے بھی جانتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں جانتا تو اس کے علم میں کمی ہے اور اگر جانتا ہے تو اس آیت کے خلاف۔ **جواب:** یہ عبارت بندوں کے لحاظ سے ہے کہ ان کے علوم انہیں میں محدود ہیں۔ اسی سے انہیں رب کی وسعت علم کا پتہ لگ گیا۔ **تیسرا اعتراض:** اس آیت سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ رحم مادر میں خود بچوں کی صورتیں بناتا ہے اور حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ کام فرشتہ کے سپرد ہے ان میں مطابقت کیونکر ہو۔ **جواب:** رب کے حکم سے فرشتہ رحم میں صورت بناتا ہے لہذا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ فرشتہ نے صورت بنائی اور یہ بھی کہ رب نے کیونکہ غلام کا فعل مالک کا فعل ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بادشاہ نے ملک جیت لیا۔ حالانکہ لشکر نے جیتا ہے اس میں اس جانب اشارہ ہو گیا کہ جیسے اس فرشتہ کو خدا نہیں کہہ سکتے۔ جو رحم میں صورتیں بنا کر ان میں روح پھونکتا ہے ایسے ہی عیسیٰ علیہ السلام کو مٹی کے پرندوں میں پھونکنے اور مردوں کو زندہ کرنے اور بیماروں کو اچھا کرنے سے خدا نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ یہ دراصل خدا کے فعل ہیں یہ حضرات اس کا مظہر۔ اسرافیل علیہ السلام صور پھونک کر سارے ہی مردوں کو زندہ کریں گے تو کیا وہ خدا ہیں، ہرگز نہیں۔ ایسے ہی عیسیٰ علیہ السلام بھی خدا نہیں۔

تفسیر صوفیانہ : جیسے ماں کے رحم میں نطفہ ہر چالیسویں دن رنگ بدلتا ہے۔ یہاں تک کہ شکل انسانی اختیار کر لیتا ہے۔ ایسے ہی سچے مرید کا قلب گویا رحم ہے اور شیخ کامل کی نگاہ گویا نطفہ شیخ مرید کے قلب پر اثر ڈال کر اس سے چلے کراتا ہے۔ جس سے مرید ہر چلہ میں ترقی کرتا ہوا اسی بارگاہ تک پہنچ جاتا ہے جہاں سے چلا تھا پھر اس کے قلب میں روح خاص پھونکی جاتی ہے۔ جسے روح القدس کہہ سکتے ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ **یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ** نیز فرماتا ہے **کتب فی قلوبھم الایمان و ایدھم بروح منہ** جب اس میں یہ روح پھکتی ہے تب یہ اپنے وقت کا آدم ہوتا ہے اور تمام ملائکہ کا گویا مسجود (روح البیان) جیسے ایک ہی رحم سے مختلف اولاد پیدا ہوتی ہے ایسے ہی ایک ہی تعلیم سے مریدین کے مختلف حالات ہوتے ہیں۔ نگاہ مصطفوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک ہی تھی مگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درجات مختلف۔

صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ ہماری بندگی کی سب سے بڑی دلیل ہماری مجبوری و معذوری ہے۔ بندہ خود مختار ہو کر دعویٰ خدائی کر بیٹھتا ہے اور اپنی ناکامی و مجبوری دیکھ کر بندہ بنتا ہے۔ فرعون جب طوفان میں پھنسا تو بولا **امنت انہ لا الہ الا الذی امنت بہ بنوا اسرائیل** ہم اگرچہ دوران زندگی میں کچھ مختار بھی ہیں مگر پیدائش و موت میں محض مجبور کہ جب چاہا جیسا چاہا رب نے بنا دیا وہاں ہماری تدبیر کو دخل نہیں اور جب چاہا جس طرح چاہا بلا لیا۔ کوئی تدبیر و علاج موت پر مفید نہیں ہوتا۔ انسان اپنی ابتدائی و انتہائی مجبوریوں پر نظر رکھے تو گناہ کرنے کی ہمت نہیں کر سکتا۔

اشرف التفاسیر

تفسیر نعیمی

مصنف: حضرت حکیم الامت مولانا الحاج مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

الیک وھم لا یبصرون۔ آنکھ سے دیکھنا نظر ہے اور دل سے دیکھنا بصیرت (روح البیان وازابن عربی) صوفیاء فرماتے ہیں کہ دنیا میں دوزخ کے راستے صدہا ہیں۔ جنت کی ایک ہی پگ ڈنڈی ہے۔ پگ ڈنڈی ایسی مختصر ہوتی ہے کہ پیچھے والا آگے والے کے برابر ہو کر آگے نکل سکتا ہی نہیں۔ بڑی کوشش کرتا ہے کہ آگے والے کے نقش قدم پر قدم رکھے۔ راستہ کے غار خار آگے والا جانے۔ یوں ہی ہمارا فرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر قدم رکھنا ہے۔ راستہ کے ذمہ دار حضور ہیں اس لئے حکم ہوا فاتبعونی میری اتباع کرو۔ برابر آگے نکلنے کی کوشش نہ کرو۔ ریل کے ڈبے انجن کے برابر آکر آگے نہیں نکل سکتے انہیں پیچھے ہی رہنا ہے لہٰذا فاتبعونی بالکل درست ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۳﴾
تحقیق اللہ نے چھانٹ لیا آدم اور نوح اور اولاد ابراہیم اور اولاد عمران کو اوپر جہانوں کے
بے شک اللہ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل اور عمران کی آل کو سارے جہان سے
ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۳۴﴾
نسل کو بعض ان کے بعض سے ہیں اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے
یہ ایک نسل ہے ایک دوسرے سے اور اللہ سنتا جانتا ہے

تعلق: اس آیت کریمہ کا پچھلی آیتوں سے چند طرح تعلق ہے۔ پہلا تعلق: پچھلی آیتوں میں کفار سے الگ رہنے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا تھا جس پر اعتراض ہو سکتا تھا کہ سارے انسان ایک اللہ کی مخلوق۔ ایک والد کی اولاد' ایک زمین پر بسنے والے' ایک آسمان کے نیچے رہنے والے اور شکل و شباہت میں یکساں ہیں پھر اس فرق کے کیا معنی کہ کفار سے ملو تو بے دین ہو جاؤ اور پیغمبر سے نہ ملو تو بے دین ہو جاؤ۔ اس آیت میں اس وہم کو دفع فرمایا جا رہا ہے کہ یہ دنیا اس درخت کی طرح ہے جس میں شاخیں' پتے' کانٹے' پھل پھول سب کچھ ہیں اور یہ سب ایک ہی تخم سے ایک ہی جڑ پر قائم' ایک ہی زمین میں ہیں' ایک ہی ہوا پانی سے پرورش پاتے ہیں مگر کانٹوں سے پرہیز کیا جاتا ہے اور پھول سے محبت۔ کفار اس درخت کے کانٹے ہیں اور انبیائے کرام پھول۔ آؤ تمہیں دکھائیں کہ اس گلدستہ میں کیسے کیسے پھول ہیں۔ اس لئے گزشتہ انبیائے کرام کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ یہ بیماری کہ ہم اور نبی یکساں ہیں بڑی پرانی ہے۔ اس بیماری میں گذشتہ امتوں کے کفار گرفتار تھے بلکہ ان کے کفر کی وجہ ہی تھی کہ انہوں نے اپنے میں اور نبی میں فرق نہ کیا۔ وہ نہ سمجھے کہ سانپ اور بھینس اگرچہ اللہ کی مخلوق ہے اس کی روزی کھاتے پیتے ہیں مگر سانپ کے پاس زہر ہے بھینس کے پاس دودھ۔ اس لئے آپ سانپ کو مارتے ہیں اور بھینس کی خدمت کرتے ہیں۔ ایسے ہی کفار کے پاس کفر کا زہر ہے اور حضرات انبیاء' اولیاء' علماء کے پاس ایمان کا دودھ' معرفت الٰہی کا مکھن ہے۔ یہ منافقانہ بیماری آج بھی لوگوں میں موجود ہے کہ سب کو بصارت سے دیکھتے ہیں بصیرت سے نہیں دیکھتے۔ بصارت کہتی ہے کہ گھر کی ساری عورتیں یکساں ہیں۔ شکل و شباہت برابر۔ مگر بصیرت کہتی ہے کہ اپنی ماں اور ہے اور بیوی کچھ اور' بیٹی

ا۔ کہ ساری مخلوق کا حساب چند گھنٹوں میں فرمالے گا۔ مگر اس کے باوجود قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہے۔ باقی دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی اور اظہار عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگی۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ

جن کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ جلد حساب

الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا

کرنے والا ہے ا۔ اے ایمان والو صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے

وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾

رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو ۲۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ کامیاب ہو

ربع

اٰيَاتُهَا ۱۷۶ | ۴ سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ ۹۲ | رُكُوْعَاتُهَا ۲۴

سورۃ نساء مدنی ہے اس میں ۱۷۶ آیات ہیں اور ۲۴ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو ۳۔ جس نے تمہیں ایک جان سے

نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا

پیدا کیا ۴۔ اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا ۵۔ اور ان دونوں سے

رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ

بہت مرد و عورت پھیلا دیئے ۶۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو ۷۔

بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴿۱﴾

اور رشتوں کا لحاظ رکھو ۸۔ بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ

اور یتیموں کو ان کے مال دو ۹۔ اور ستھرے کے بدلے گندا

بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ ؕ

نہ لو ۱۰۔ اور ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھا جاؤ ۱۱۔

۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی ملک کی سرحد پر رہنا بھی عبادت ہے کیونکہ وہاں کفار کا ہروقت خطرہ رہتا ہے اس لئے وہاں ہر شخص جہاد کے لئے ہروقت تیار رہتا ہے۔ اور تیاری جہاد' جہاد کی طرح عبادت ہے۔ ۳۔ اس طرح کہ کافر تو ایمان لے آئیں اور مومن گناہ چھوڑ کر نیکی اختیار کریں۔ تقویٰ کی بہت سی قسمیں ہیں۔ اور ناس میں مومن و کافر سب داخل ہیں۔ جنات سے خطاب نہیں۔ ۴۔ یعنی سارے انسانوں کو حضرت آدم و حوا سے بطور نسل و ولادت پیدا فرمایا۔ مگر حضرت حوا کو حضرت آدم علیہ السلام کے جسم سے بغیر نطفہ بنایا۔ دیکھو انسان کے جسم سے بہت سے کیڑے پیدا جاتے ہیں مگر وہ اس کی اولاد نہیں کہلاتے۔ جیسے گھر کے ایک خاندان کی انتہا ایک شخص پر ہوتی ہے۔ ایسے ہی سارے انسانوں کی انتہا ایک انسان پر ہے وہ آدم علیہ السلام ہیں ۵۔ اس میں لطیف اشارہ اس طرف ہے کہ ہر انسان دوسرے کی خیر خواہی کرے کیونکہ یہ سب ایک ہی جڑ کی شاخیں ہیں اور ایک ہی شاخ کے پھل پھول۔ نیز کوئی مسلمان نسل اور قومی فخر نہ کرے۔ کیونکہ سب قوموں کی اصل ایک ہے۔ ۶۔ ایک دوسرے سے رب کے نام پر مانگتے ہو کہ کہتے ہو اللہ کے واسطے مجھے یہ دو جس کا نام کریم ہے۔ کہ تمہاری کار سازی کرتا ہے تو بتاؤ کہ نام والا خود کیسا ہے۔ ۷۔ کہ رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ کرو رشتے قطع نہ کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو رزق کی کشائش اور عمر میں برکت چاہے وہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے۔ ۸۔ شان نزول۔ ایک شخص کے پاس اس کے یتیم بھتیجے کا مال تھا جب وہ یتیم بالغ ہوا تو اس نے چچا سے اپنے مال مانگا۔ چچا نے دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اس شخص نے یہ آیت سن کر فوراً مال بھتیجے کے حوالے کیا۔ اور کہا اللہ رسول کی اطاعت سب سے بہتر ہے ہم اس کے مطیع ہیں۔ (خزائن العرفان) خیال رہے کہ اس بالغ کو یتیم فرمانا گزشتہ کے لحاظ سے ہے ورنہ بالغ ہو کر بچہ یتیم نہیں رہتا۔ انسان کا وہ بچہ یتیم ہے جس کا باپ فوت ہو گیا ہو۔ جانور کا وہ بچہ یتیم ہے جس کی ماں مرجائے موتی وہ یتیم ہے جو سیپ میں اکیلا ہو اسے در یتیم کہتے ہیں۔ بڑا قیمتی ہوتا ہے۔ ۹۔ یعنی اپنا مال جو حلال ہے وہ یتیم کے مال میں رکھ کر اس کا مال اس کے عوض نہ لو کیونکہ وہ حرام ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب اس سے ظلم مقصود ہو ۱۰۔ جب یتیم کا مال اپنے مال سے ملا کر کھانا حرام ہوا تو علیحدہ طور پر کھانا بھی ضرور حرام ہے اس سے معلوم ہوا کہ یتیم کو ہبہ دے سکتے ہیں مگر اس کا ہبہ لے نہیں سکتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وارثوں میں جس کے یتیم بھی ہوں اس کے ترکہ سے نیاز' فاتحہ خیرات کرنا حرام ہے اور اس کھانے کا استعمال حرام۔ اولاً مال تقسیم کرو۔ پھر بالغ وارث اپنے مال سے خیرات کرے۔

النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ
لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں اور وہ (جادو) جو بابل میں دو فرشتوں
هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى
ہاروت و ماروت پر اترا لہ اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے
يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا
جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو نری آزمائش ہیں تو اپنا ایمان نہ کھوتہ تو ان سے سیکھتے وہ جس سے
مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ
جدائی ڈالیں تہ مرد اور اس کی عورت میں اور اس سے ضرر نہیں پہنچا سکتے
بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ
کسی کو مگر خدا کے حکم سے اور وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان دے گا
وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ
نفع نہ دے گا تہ اور بیشک ضرور انہیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا لیا
فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ
آخرت میں اسکا کچھ حصہ نہیں ۵ اور بیشک کیا بری چیز ہے وہ جس کے بدلے انہوں نے اپنی
لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۰۲ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ
جانیں بیچیں کسی طرح انہیں علم ہوتا اور اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو اللہ
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۰۳ يٰٓاَيُّهَا
کے یہاں کا ثواب بہت اچھا ہے تہ کسی طرح انہیں علم ہوتا اے ایمان والو
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَ
راعنا نہ کہو تہ اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر
اسْمَعُوْا وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۰۴ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ
نظر رکھیں ۵ اور پہلے ہی سے بغور سنو ۹ اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے

ع ۱۲

ا۔ ہاروت ماروت دو فرشتے ہیں جو تمام فرشتوں سے زیادہ عابد و زاہد تھے۔ ایک دفعہ بشکل انسانی دنیا میں قاضی و حاکم بنا کر بھیجے گئے ایک عورت زہرہ کا مقدمہ پیش ہوا۔ جس پر یہ عاشق ہو گئے اور اس کے عشق میں بہت گناہ کر بیٹھے' ادریس علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ ان کے وسیلے سے توبہ تو قبول ہوئی مگر بابل کے کنوئیں میں قید کر دیئے گئے اور انہیں جادو کی تعلیم کے لئے مقرر کر دیا گیا۔ پتہ لگا کہ نورانی فرشتے جب شکل انسانی میں آئیں تو ان میں کھانے پینے بلکہ جمع کرنے کی قوتیں پیدا ہو سکتی ہیں' موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی سانپ بن کر کھاتی تھی تلقف ما یافکون لہٰذا حضور بھی اللہ کے نور ہیں مگر بشری لباس میں آئے تو کھاتے پیتے سوتے جاگتے تھے۔ بھی نورانیت کا ظہور ہوتا تو کھانے پینے سے بے نیاز بھی ہو جاتے تھے جیسے معراج میں اور روزہ وصال میں' عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان اور اصحاب کہف غار میں ہزاروں سال سے بغیر کھائے پیئے زندہ ہیں' یہ ہے نورانیت کا ظہور۔ ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جادو کے موجد شیاطین ہیں۔ فرشتے نہیں' یہ حضرات تو جادو میں پھنسنے کے بعد لوگوں کو اس سے بچانے کے لئے آئے تھے۔ دوسرے یہ کہ اکثر جادو کفر ہوتا ہے یا تو اس طرح کہ اس میں شرکیہ کلمے ہوتے ہیں' یا اس کی شرائط میں شرک ہوتا ہے تیسرے یہ کہ جادو سکھانا کفر نہیں جبکہ اس سے بچنے کے لئے اس کی برائی بیان کر کے سکھائے' ہاں اس پر عمل کرنے کیلئے سکھانا کفر ہے۔ جیسا کہ شیاطین سکھاتے تھے' دیکھو بچنے کے لئے کلمات کفریہ فقہا سکھا دیتے ہیں' کفر جاننا کفر نہیں کفر ماننا اور اس پر عمل کرنا کفر ہے۔ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جادو میں اثر ہے اگرچہ اس میں کفریہ کلمے ہوں دوسرے یہ کہ کفار بھی نقصان نفسانی پہنچا دیتے ہیں۔ جب جادو میں نقصان کی تاثیر ہے تو قرآنی آیات میں ضرور شفا کی تاثیر ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ ایسے ہی جب کفار جادو سے نقصان پہنچا سکتے ہیں تو خدا کے بندے بھی کرامت کے ذریعہ نفع پہنچا سکتے ہیں' عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم سحر بھی خدائی علموں میں سے ایک علم ہے جس کی بقا رب کو منظور ہے (عزیزی) اسی لئے اس کے سکھانے کیلئے ملائکہ بھیجے۔ مسئلہ۔ جو جادو کفر ہے اس کا کرنے والا مرتد ہے اور جو جادو کفر نہیں مگر جادوگر لوگوں کو اس سے ہلاک کرتا ہے وہ ڈاکو کے حکم میں ہے۔ مسئلہ۔ جادو کو توڑنے کے لئے جادو سیکھنا کفر نہیں جبکہ اس میں کفریہ کلمات نہ ہوں۔ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ نقصان پہنچانے کے لئے جادو سیکھنا حرام ہے لہٰذا دفع نقصان کے لئے جائز ہے' دوسرے یہ کہ اہل کتاب بھی جانتے تھے کہ جادو بری چیز ہے اس سے آخرت کی محرومی ہے۔ ۶۔ آخرت کی تھوڑی سی نعمت دنیا کی بڑی سے بڑی نعمت سے اعلیٰ ہے۔ ۷۔ حضور کی شان میں ہلکا لفظ بولنا حرام ہے اگرچہ توہین کی نیت نہ بھی ہو' اور توہین کی نیت سے بولنا کفر ہے' نیز جس لفظ کے دو معنی ہوں اچھے اور برے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ اور حضور کے لئے استعمال نہ کئے جائیں۔ تا کہ دوسروں کو بدگوئی کا موقعہ نہ ملے' اللہ تعالیٰ کو میاں نہ کہو کیونکہ میاں کے معنی مالک بھی ہیں اور خاوند بھی۔ لہٰذا اب اللہ کو مالک کے معنی میں بھی میاں نہ کہو۔ ۸۔ پتہ لگا کہ حضور کی بارگاہ کا ادب رب تعالیٰ خود سکھاتا ہے اور ان احکام کو خود جاری فرماتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہلکا لفظ بولنا کفر ہے اسی لئے فرمایا گیا وَلِلْكٰفِرِيْنَ الخ ۹۔ بعض دفعہ صحابہ حضور کے وعظ میں عرض کرتے تھے راعنا یا رسول اللہ یعنی ہماری رعایت فرماتے ہوئے یہ کلام واضح فرما دیں۔

آنکھوں سے دیکھا تو دل نے اس کی تصدیق کی کہ آنکھیں جو کچھ دیکھ رہی ہیں یہ ایک حقیقت ہے۔ واقعی یہ جبرئیل ہے جو اپنی اصلی صورت میں نظر آرہا ہے۔ یہ نظر کا فریب تو نہیں۔ نگاہوں نے دھوکا نہیں کھایا کہ حقیقت کچھ اور ہو اور نظر کچھ اور آرہا ہو۔ ہر شخص کو کبھی نہ کبھی اس صورت حال سے ضرور واسطہ پڑا ہوگا کہ آنکھوں کو تو کچھ نظر آرہا ہے، لیکن دل اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ فرمایا جارہا ہے کہ یہاں ایسی صورت حال نہیں ہے آنکھیں جبرئیل کو دیکھ رہی ہیں اور دل تصدیق کررہا ہے کہ واقعی یہ جبرئیل ہے۔ دل کو یہ عرفان اور ایقان کیونکر حاصل ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو شیطان کی وسوسہ اندازیوں اور نفسانی شکوک وشبہات سے بالکل محفوظ رکھتا ہے۔ جس طرح ان کو منجانب اللہ اپنی نبوت پر یقین محکم ہوتا ہے، اس بارے میں انہیں قطعاً کوئی تردد نہیں ہوتا، اسی طرح ان پر جو وحی اتاری جاتی ہے، جو فرشتے ان کی طرف بھیجے جاتے ہیں، جن انوار وتجلیات کا انہیں مشاہدہ کرایا جاتا ہے، ان کے بارے میں انہیں ذرا تردد نہیں ہوتا۔ یہ علم اور یقین اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں عطا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح کا یقین حسب مراتب انسانوں، بلکہ حیوانات کو بھی مرحمت ہوتا ہے ہمیں اپنے انسان ہونے کے بارے میں قطعاً کوئی تردد نہیں۔ بطخ کے بچے کو انڈے سے نکلتے ہی یہ عرفان بخشا جاتا ہے کہ وہ پانی

جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

تُمٰرُوْنَ : المراء سے ماخوذ ہے۔ ا

مِنَ الْمِرَاءِ وَهُوَ الْمُجَادَلَةُ یعنی اے کفار، تم میر

کا مشاہدہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے کیا ہے۔ یہ

تم تو اس بات پر جھگڑ رہے ہو کہ میرے رسول

حالانکہ انہوں نے جبرئیل کو دوسری مرتبہ بھی دیکھا

دوسری بار دیکھنے کی جگہ کا ذکر فرمایا جارہا ہے

سِدْرَة عربی میں بیری کے درخت کو کہتے

سرحد۔ اس کا لفظی ترجمہ یہ ہوگا کہ بیری کا وہ در

اس کے بارے میں کتاب وسنت میں جو کچھ ہے۔

درخت کیسا ہے؟ اس کی حقیقت کیا ہے؟ اس کی ش

ہمیں ان کی ماہیت معلوم نہیں اور نہ ان کی ماہیت

(بقیہ صفحہ ۵۷۲) ہو جاؤ اگرچہ نماز میں ہو یا کسی اور کام میں' رب فرماتا ہے۔ اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ یا حضور کو ایسے القاب و آواز سے نہ پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکار لیتے ہو' انہیں بھیا ابا چچا بشر کہہ کر نہ پکارو۔ انہیں یا رسول اللہ' یا شفیع المذنبین وغیرہ ادب کے القاب سے یاد کرو۔
ا۔ شان نزول منافقین پر حضور کا وعظ سننا دشوار ہوتا تھا وہ چپکے سے کھسکتے کھسکتے مسجد کے کنارہ تک پہنچ جاتے اور پھر کسی چیز کی آڑ لے کر چپکے سے مجلس پاک سے نکل جاتے تھے۔ ان کے متعلق یہ عتاب والی آیت نازلی ہوئی ۲۔ تکلیف' قتل' زلزلے' ظالم بادشاہوں کا تسلط ہولناک حادثے' اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی مخالفت سے

يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ
جو تم میں چپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے

عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ
خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے ۲ یا ان پر دردناک عذاب

اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ
پڑے ۳ سن لو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بے شک وہ

يَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ
جانتا ہے جس حال پر تم ہو اور اس دن کو جس میں اس کی طرف پھیرے جائیں گے تو وہ انہیں

بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾
بتا دے گا جو کچھ انہوں نے کیا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ۴

اٰيَاتُهَا ۷۷ | ۲۵ سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ ۴۲ | رُكُوْعَاتُهَا ۶

سورہ فرقان مکیہ ہے اس میں چھ رکوع ۷۷ آیات ۸۹۲ کلمات ۳۷۰۳ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ
بڑی برکت والا ہے وہ ۵ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر ۶ جو سارے جہان

لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ ﴿۱﴾ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
کو ڈر سنانے والا ہو ۷ وہ جس کے لئے ہے آسمانوں اور زمین

وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ
کی بادشاہت ۸ اور اس نے نہ اختیار فرمایا بچہ اور اس کی سلطنت میں کوئی ساجھی

فِى الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَىْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴿۲﴾
نہیں ۹ اور اس نے ہر چیز پیدا کر کے ٹھیک اندازہ پر رکھی ۱۰

دنیاوی عذاب بھی آ جاتے ہیں۔ آخرت کے عذاب اس کے علاوہ ہیں ۳۔ یعنی آخرت کا عذاب یا ایمان پر خاتمہ نصیب نہ ہونا۔ یہ لفظ "او" منع خلو کے لئے ہے اجتماع دونوں عذابوں کا ممکن ہے ۴۔ یعنی اللہ تعالٰی تو سب کچھ جانتا ہے کفار کا یہ حساب و کتاب انہیں روز محشر رسوا کرنے کے لئے ہو گا ۵۔ برکت کے معنٰی ہیں دنیا و دین کی زیادتی اور کثرت یعنی اللہ تعالٰی کی ذات و صفات سے تعلق تمہارے لئے دین و دنیاوی برکات اور زیادتیوں کا ذریعہ ہے۔ ۶۔ یعنی حضور محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اپنی عبدیت میں ایسے مشہور ہیں کہ اس خاص لفظ سے ہر ایک کا خیال حضور کی طرف جاتا ہے۔ خیال رہے عبد اور عبدہٗ میں بڑا فرق ہے' عبد تو رحمت الٰہی کا منتظر ہے اور عبدہٗ کی رحمت الٰہی منتظر ہے۔ عبدہٗ وہ ہے جس کی عبدیت سے اللہ تعالٰی کی شان الوہیت ظاہر ہو۔ حضور بے نظیر بندے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ کلب یعنی کتا ذلیل ہے مگر کلبہم اصحاب کہف کا کتا عزت والا جسے ان کی برکت سے دائمی زندگی اور امن مل گئی ۷۔ گنہگاروں کو ڈر بالفعل سنا کر اور ملا ئکہ صالح انسانوں کو بالتقدیر اور بالفرض کہ اگر تم نے رب کی نافرمانی کی تو گرفت میں آ جاؤ گے جیسے کہ رب نے میثاق کے دن پیغمبروں سے فرمایا۔ وَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ لہٰذا آیت پر یہ شبہ نہیں کہ فرشتہ ڈر سنانے کے لائق نہیں ۸۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ حضور کی نبوت بھی آسمانوں اور زمینوں کو گھیرے ہوئے ہے کیونکہ حضور مملکت الٰہیہ کے گویا وزیر اعظم ہیں۔ لہٰذا جہاں خدا کی خدائی ہے وہاں حضور کی مصطفائی ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ لہٰذا یہ آیت پچھلی آیت کی دلیل ہے کہ حضور ساری خلقت کے رسول ہیں ۹۔ اس میں ان بت پرستوں کا رد ہے جو رب کے لئے شریک مانتے تھے۔ یا اس کے لئے اولاد ثابت کرتے تھے۔ کہ مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور عیسائی عیسٰی علیہ السلام کو اور یہودی عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے تھے۔ نعوذ باللہ منہ۔ ۱۰۔ یعنی رب نے ہر مخلوق کو وہی کچھ بخشا جس کی اسے حاجت تھی۔

(بقیہ صفحہ ۵۷۲) ہو جاؤ اگرچہ نماز میں ہو یا کسی اور کام میں' رب فرماتا ہے۔ اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ یا حضور کو ایسے القاب و آواز سے نہ پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکار لیتے ہو' انہیں بھیا ابا چچا بشر کہہ کر نہ پکارو۔ انہیں یا رسول اللہ' یا شفیع المذنبین وغیرہ ادب کے القاب سے یاد کرو۔

ا۔ شان نزول منافقین پر حضور کا وعظ سننا دشوار ہوتا تھا وہ چپکے سے کھسکتے کھسکتے مسجد کے کنارہ تک پہنچ جاتے اور پھر کسی چیز کی آڑ لے کر چپکے سے مجلس پاک سے نکل جاتے تھے۔ ان کے متعلق یہ عتاب والی آیت نازل ہوئی ۲۔ تکلیف' قتل' زلزلے' ظالم بادشاہوں کا تسلط ہولناک حادثے' اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی مخالفت سے دنیاوی عذاب بھی آ جاتے ہیں۔ آخرت کے عذاب اس کے علاوہ ہیں ۳۔ یعنی آخرت کا عذاب یا ایمان پر خاتمہ نصیب نہ ہونا۔ یہ لفظ اَوْ منع خلو کے لئے ہے اجتماع دونوں عذابوں کا ممکن ہے ۴۔ یعنی اللہ تعالیٰ تو سب کچھ جانتا ہے کفار کا یہ حساب و کتاب انہیں روز محشر رسوا کرنے کے لئے ہو گا ۵۔ برکت کے معنی ہیں دنیا و دین کی زیادتی اور کثرت یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے تعلق تمہارے لئے دین و دنیاوی برکات اور زیادتوں کا ذریعہ ہے۔ ۶۔ یعنی حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اپنی عبدیت میں ایسے مشہور ہیں کہ اس خاص لفظ سے ہر ایک کا خیال حضور کی طرف جاتا ہے۔ خیال رہے عبد اور عبدہٗ میں بڑا فرق ہے' عبد تو رحمت الٰہی کا منتظر ہے اور عبدہٗ کی رحمت الٰہی منتظر ہے۔ عبدہٗ وہ ہے جس کی عبدیت سے اللہ تعالیٰ کی شان الوہیت ظاہر ہو۔ حضور بے نظیر بندے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ کلب یعنی کتا ذلیل ہے مگر کلبھم اصحاب کہف کا کتا عزت والا جسے ان کی برکت سے دائمی زندگی اور امن مل گئی ۷۔ گنہگاروں کو ڈر بالفعل سنا کر اور ملائکہ صالح انسانوں کو بالتقدیر اور بالفرض کہ اگر تم نے رب کی نافرمانی کی تو گرفت میں آ جاؤ گے جیسے کہ رب نے میثاق کے دن پیغمبروں سے فرمایا۔ وَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ لہٰذا آیت پر یہ شبہ نہیں کہ فرشتہ ڈر سنانے کے لائق نہیں ۸۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ حضور کی نبوت بھی آسمانوں اور زمینوں کو گھیرے ہوئے ہے کیونکہ حضور مملکت الٰہیہ کے گویا وزیر اعظم ہیں۔ لہٰذا جہاں خدا کی خدائی ہے وہاں حضور کی مصطفائی ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ لہٰذا یہ آیت پچھلی آیت کی دلیل ہے کہ حضور ساری خلقت کے رسول ہیں ۹۔ اس میں ان بت پرستوں کا رد ہے جو رب کے لئے شریک مانتے تھے۔ یا اس کے لئے اولاد ثابت کرتے تھے۔ کہ مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو اور یہودی عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے تھے۔ نعوذ باللہ منہ۔ ۱۰۔ یعنی رب نے ہر مخلوق کو وہی کچھ بخشا جس کی اسے حاجت تھی۔

يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ

جو تم میں چپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے

عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ

خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے ۲ یا ان پر دردناک عذاب

اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ

پڑے ۳ سن لو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بے شک وہ

يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ

جانتا ہے جس حال پر تم ہو اور اس دن کو جس میں اس کی طرف پھیرے جائیں گے تو وہ انہیں

بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾

بتا دے گا جو کچھ انہوں نے کیا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ۴

اٰیاتُها ۷۷	۲۵ سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ ۴۲	رُكُوْعَاتُهَا ۶

Page-573.bmp

سورہ فرقان مکیہ ہے اس میں چھ رکوع ۷۷ آیات ۸۹۲ کلمات ۳۷۳۳ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ

بڑی برکت والا ہے ۵ وہ ۶ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر ۶ جو سارے جہان

لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

کو ڈر سنانے والا ہو ۷ وہ جس کے لئے ہے آسمانوں اور زمین

وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ

کی بادشاہت ۸ اور اس نے نہ اختیار فرمایا بچہ اور اس کی سلطنت میں کوئی ساجھی

فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴿۲﴾

نہیں ۹ اور اس نے ہر چیز پیدا کر کے ٹھیک اندازہ پر رکھی ۱۰

حضرات سامعین وحاضرین: اس عبارت میں کئی طرح کی بے ادبی وگستاخی ہے میں آپ کے سامنے یہ بخاری شریف پیش کرنے لگا ہوں بخاری شریف جلد اول صفحہ 73 ، باب استقبال الرجل صاحبه هو يصلى طبع قدیمی کتب خانہ اور بیہقی شریف باب الدليل على ان وقوف المرأة پر ہے کہ:

"ذكر عندہا ما يقطع فقالوا يقطعها الكلب والحمار والمرأة قالت جعلتمونا كلابا لقد رايت النبى ﷺ وانى لبينه وبين القبلة وانا مضطجعة على السرير فتكون لى الحاجة فاكره ان استقبله فانسل انسلالا"۔

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے صحابہ کرام سے سوال ہوا کہ نماز کو کیا چیز توڑ دیتی ہے یعنی نمازی کے آگے سے کون سی چیز گزر جائے تو نماز توڑ دیتی ہے تو صحابہ کرام نے فرمایا کہ نمازی کے آگے سے اگر کتا، گدھا اور عورت گزرے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ بات بری لگی کیونکہ سیدہ عائشہ عورت ہیں اور عورتوں کا ذکر کتے اور گدھے کے ساتھ اکٹھا کیا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تم نے ہمیں کتا بنا دیا (اور ایک اور روایت مسند امام اعظم صفحہ 150 پر ہے کہ آپ نے فرمایا قرنتمونا بهم یعنی تم نے ہمیں گدھوں اور کتوں سے ملا دیا ہے)۔

اب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کوئی پوچھے کہ اے ام المؤمنین انہوں نے تو آپ کو کتا یا گدھا کہا ہی نہیں (پھر آپ کو یہ برا کیوں لگا اور غصہ کیوں آیا) تو وجہ یہ ہے کہ صحابہ نے عورت، کتے اور گدھے کو اکٹھا ذکر کیا ہے (لہذا گدھے اور کتے کے ساتھ ذکر کرنے کو سیدہ نے اپنی توہین سمجھا) تو سیدہ عائشہ کا (ان کے قول) پر اعتراض اٹھانا اور غصہ میں آنا اس بات کی دلیل ہے کہ جانوروں کے ساتھ کسی جنس کا ذکر کیا جائے تو یہ اس جنس کی توہین ہے۔ تو اب دیکھیں اس کتاب (صراط مستقیم) میں، نماز میں مصطفےٰ کریم ﷺ کے خیال کو گدھے اور بیل کے ساتھ اکٹھا ذکر ہی نہیں کیا گیا بلکہ (گدھے اور نبی پاک ﷺ کے خیال کا تقابل
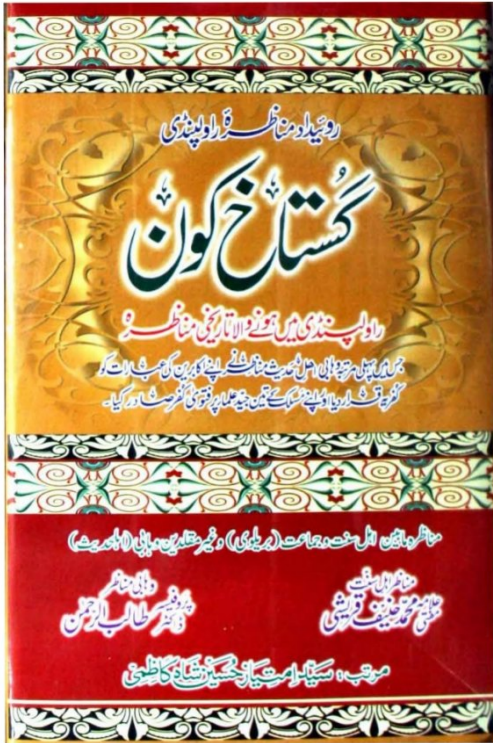
ترجمہ قرآن مجید
کنز الایمان
تفسیر
نور العرفان
ترجمہ
امام اہلسنت اعلیٰحضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر
حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
ناشر
پیر بھائی کمپنی
38، اردو بازار لاہور

قد افلح ۱۸ | ۵۴۹ | المؤمنون ۲۳

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

اور بولے اس کی قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا ۱ اور آخرت کی

بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ

حاضری کو جھٹلایا اور ہم نے انہیں دنیا کی زندگی میں چین دیا کہ یہ تو نہیں

اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ

مگر تم جیسا آدمی ۲ جو تم کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو

مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ

اس میں سے پیتا ہے ۳ اور اگر تم کسی اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کرو جب تو

اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ

تم ضرور گھاٹے میں ہو ۴ کیا تمہیں یہ وعدہ دیتا ہے کہ تم جب مر جاؤ گے

تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ

اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے اس کے بعد پھر نکالے جاؤ گے ۵ کتنی دور ہے کتنی دور

لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ

ہے جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ۶ وہ تو نہیں مگر ہماری دنیا کی زندگی کہ ہم مرتے

وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ نِ افْتَرٰى

جیتے ہیں ۷ اور ہمیں اٹھنا نہیں ۸ وہ تو نہیں مگر ایک مرد جس نے اللہ پر

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ

جھوٹ باندھا ۹ اور ہم اسے ماننے کے نہیں ۱۰ عرض کی اے میرے رب

انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ

میری مدد فرما ۱۱ اس پر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا۔ اللہ نے فرمایا کہ کچھ دیر جاتی ہے کہ یہ صبح کریں گے

نٰدِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ

پچھتاتے ہوئے ۱۲ تو انہیں آ لیا سچی چنگھاڑ نے ۱۳ تو ہم نے انہیں گھاس کوڑا

منزل ۴

ا۔ اس سے پتہ لگا کہ ہمیشہ مالدار، سردار، دنیاوی عزت والے لوگ پیغمبروں کے مخالف ہوئے۔ غرباء و مساکین زیادہ مومن ہوئے اب بھی یہی دیکھا جا رہا ہے کہ عموماً غرباء ہی دینی کام زیادہ کرتے ہیں ۲۔ معلوم ہوا کہ نبی کو اپنے جیسا بشر کہنا اور ان کے ظاہر کھانے پینے کو دیکھنا، باطنی اسرار کو نہ دیکھنا، ہمیشہ سے کفار کا کام رہا ہے۔ اولاً شیطان نے نبی کو بشر کہا، پھر ہمیشہ کفار نے کہا۔ قرآنی جزدان کو دیکھنا غافل کا کام ہے اور جزدان کے اندر قرآن کو دیکھنا مومن کا شیوہ ہے۔ ابو جہل صحابی نہ ہوا حضرت صدیق صحابی ہوئے، اگرچہ دونوں نے حضور کو دیکھا کیونکہ ابو جہل نے صرف بشریت کو دیکھا اور صدیق نے بشریت کے غلاف میں نور کو دیکھا ۳۔ یعنی اگر یہ نبی ہوتے تو فرشتوں کی طرح کھانے پینے کے حاجت مند نہ ہوتے۔ انہوں نے کھانے پینے کی ابتدا دیکھی، انتہا کا فرق نہ دیکھا۔ بھڑ اور شہد کی مکھی ایک ہی پھول چوستی ہیں۔ مگر یہ پھول کا رس بھڑ کے پیٹ میں پہنچ کر زہر اور شہد کی مکھی کے پیٹ میں پہنچ کر شہد بنتا ہے۔ ایسے ہی ہمارا کھانا غفلت کا باعث ہے۔ انبیاء کرام کی خوراک نورانیت کے ازدیاد کا ذریعہ ہے۔ ۴۔ ان بیوقوفوں نے نبی کی اطاعت میں ناکامی اور اور پتھروں کی عبادت میں کامیابی سمجھی۔ معلوم ہوا کہ کافر بڑا بے عقل ہوتا ہے۔ ۵۔ اپنی قبروں سے زندہ ہو کر، معلوم ہوا کہ وہ کافر اپنے مردے دفن کرتے تھے، ہندوؤں کی طرح جلاتے نہ تھے۔ ۶۔ یعنی جس قیامت وغیرہ کا یہ نبی وعدہ کرتے ہیں وہ ہماری عقل سے بہت دور ہے یا وقوع سے بہت دور ہے کہ آنا تو درکنار آ سکتی بھی نہیں ۷۔ اس طرح کہ کوئی مرتا ہے کوئی پیدا ہوتا ہے، ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہتا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ کفار آواگون کے قائل نہ تھے ۸۔ نہ آخرت میں نہ دنیا میں پھر کتا بلا بن کر آتا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ لوگ روح کی بھی فنا مانتے تھے کہ روح مرنے پر فنا کر دی جاتی ہے ۹۔ کہ اپنے کو اللہ کا نبی بتایا اور مرنے کے بعد اٹھنے کی خبر کو اللہ کی طرف نسبت کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کفار اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے، دہریہ نہ تھے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ نبی کا انکار کر کے سب کچھ ماننا ایمان نہیں۔ ان کفار نے یہ نہ کہا کہ ہم رب کو نہیں مانتے بلکہ کہا کہ ہم پیغمبر کو نہیں مانتے۔ عذاب آ گیا۔ شیطان نبی کے سوا اور سب کچھ مانتا ہے مگر کافر ہے ۱۱۔ اس طرح کہ انہیں ہلاک فرما کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے ورنہ آپ انکی ہدایت کی دعا فرماتے ۱۲۔ عذاب دیکھ کر اپنے کفر پر شرمندہ ہوں گے مگر اس وقت کی شرمندگی فائدہ مند نہ ہو گی۔ توبہ کا بھی ایک وقت ہے جس کے بعد قبول نہیں ہوتی ۱۳۔ حضرت جبریل کی چیخ نے انہیں ہلاک کر دیا۔ معلوم ہوا کہ انسان فرشتہ کی ایک چیخ برداشت نہیں کر سکتا۔ جب بجلی کی کڑک اور بادل کی گرج سے انسان مر جاتا ہے تو فرشتے کی چیخ تو بڑی چیز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں صالح علیہ السلام کی قوم ثمود مراد ہے، ورنہ قوم عاد آندھی سے ہلاک ہوئی تھی۔

(بقیہ صفحہ ۲۲۲) تعالیٰ نے قالب کی پرورش کے لئے غذائیں اور پھل پیدا فرمائے غذا زندگی کے لئے اور پھل لذت کے لئے ایسے ہی قلب کی پرورش کے لئے شریعت اور طریقت بنائی۔ شریعت روحانی زندگی کی غذا ہے' طریقت اس زندگی کے لذیذ پھل ہیں۔ ایسے ہی فرائض غذا اور نوافل پھل ہیں ۱۳۔ کہ بعض درخت بعض کے ساتھ شاخوں' پتوں میں مشابہ ہوتے ہیں مگر پھول پھل میں علیحدہ' یہ تمام چیزیں قدرت الٰہیہ کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ ایسے ہی تمام انسان شکل و صورت میں مشابہ ہیں مگر پھل میں مختلف کوئی کافر ہے کوئی مومن کوئی فاسق ہے کوئی متقی' کوئی ولی ہے کوئی نبی ظاہری صورت کی یکسانیت دیکھ کر اولیاء' انبیاء کو اپنا مثل نہ سمجھو۔ نیم اور بکائن کا درخت یکساں معلوم ہوتا ہے مگر پھلوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ سونا اور پیتل دونوں پیلے ہیں۔ مگر حقیقت میں کوسوں کا فرق ہے۔

يُؤْمِنُوْنَ ﴿٩٩﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٠٠﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٠١﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿١٠٢﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿١٠٣﴾ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿١٠٤﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿١٠٥﴾ اِتَّبِعْ مَاۤ اُوْحِيَ

والوں کے لیے ۱؎ اور اللہ کا شریک ٹھہرایا جنوں کو ۲؎ اور حالانکہ اسی نے ان کو بنایا اور اس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں گھڑ لیں جہالت سے ۳؎ پاکی اور برتری ہے اس کو ان کی باتوں سے بے کسی نمونہ کے آسمانوں اور زمین کا بنانے والا اس کے بچہ کہاں سے ہو حالانکہ اس کی عورت نہیں ۴؎ اور اس نے ہر چیز پیدا کی ۵؎ اور وہ سب کچھ جانتا ہے یہ ہے اللہ تمہارا رب اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں ہر چیز کا بنانے والا تو اسے پوجو وہ ہر چیز پر نگہبان ہے ۶؎ آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں ۷؎ اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں ۸؎ اور وہی ہے نہایت باطن پورا خبردار تمہارے پاس آنکھیں کھولنے والی دلیلیں آئیں تمہارے رب کی طرف تو جس نے دیکھا تو اپنے بھلے کو اور جو اندھا ہوا اپنے برے کو اور میں تم پر نگہبان نہیں ۱۰؎ اور ہم اسی طرح آیتیں طرح طرح سے بیان کرتے ہیں اور اس لیے کہ کافر بول اٹھیں کہ تم تو پڑھے ہو ۱۱؎ اور اس لیے کہ اسے علم والوں پر واضح کر دیں اس پر چلو جو تمہیں

۱۔ یعنی اس سے دو باتیں معلوم کرو۔ ایک یہ کہ جو رب ایک پانی سے اتنی قسم کی سبزیاں پیدا فرمانے پر قادر ہے وہ ایک صور کی پھونک سے سارے عالم کو مارنے اور جلانے پر بھی قادر ہے لہٰذا قیامت برحق ہے دوسرے یہ کہ وہ رب ایک پیغمبر کی تعلیم سے گلشن ایمان و اسلام میں ہزارہا سبزے پیدا فرمانے پر قادر ہے۔ ولایت' قطبیت' غوثیت' علم' عمل و حکمت سب اس بارش نبوت سے پیدا ہوئے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ علم نباتات سیکھنا بھی مفید ہے۔ ۲۔ مشرکین عرب' چاند' سورج کی طرح جنات کی بھی پوجا کرتے تھے۔ ان کے نام کے بت بنا کر ان کی پرستش کرتے تھے۔ اس آیت میں ان کی تردید ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ معبود الٰہ وہ ہے جو خالق ہو۔ کسی کی مخلوق نہ ہو۔ ۳۔ ان بیوقوفوں نے یہ نہ سمجھا کہ اولاد نسل کی بقا کے لئے ہوتی ہے جو خود باقی ہے اسے نسل کی کیا حاجت' دیکھو' چاند' سورج تارے' قیامت تک باقی ہیں۔ ان کی اولاد نہیں۔ تو رب تعالیٰ جو ہمیشہ ہمیشہ باقی ہے وہ اولاد والا کیسے ہو سکتا ہے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ اولاد وہ جو بیوی سے پیدا ہو۔ لہٰذا حضرت حوا' آدم کی بیٹی نہیں کیونکہ بیوی سے نہیں پیدا ہوئیں۔ اسی لئے وہ بیوی بنائی گئیں۔ خیال رہے کہ اولاد باپ کی جنس سے ہوتی ہے۔ انسان کا بچہ گدھا نہیں ہوتا۔ لہٰذا خالق کا لڑکا لڑکی مخلوق کیسے ہو سکتی ہے ۵۔ یعنی ہر چیز اللہ کی مخلوق ہے اور مخلوق اپنے خالق کی اولاد نہیں ہو سکتی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہم اپنے اعمال کے خالق نہیں۔ ان کا بھی خالق اللہ ہے۔ کاسب ہم ہیں ۶۔ سب کے رزق' موت' عمل' اجل' سب اس کی نگہبانی میں ہیں اس کے باوجود ہم کو حکم ہے خُذُوْا حِذْرَكُمْ کفار سے بچاؤ کے اسباب اختیار کرو۔ مصیبت کے وقت حکام' حکیم کے پاس جاؤ کیونکہ یہ لوگ رب کی نگہبانی کے مظہر ہیں۔ ایسے ہی ضرورت کے وقت حاجت روائی کے لئے نبی' ولی کے دروازے پر جانا ضروری ہے توکل کے خلاف نہیں ۷۔ یعنی دنیا میں آنکھوں سے رب کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ خواب میں دیکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ دیکھنا ان آنکھوں سے نہیں حضور نے معراج میں انہیں آنکھوں سے رب کو دیکھا۔ جنتی انہیں آنکھوں سے رب کو دیکھیں گے۔ مگر یہ دیکھنا دنیا میں نہیں۔ معراج کے بارے میں رب نے فرمایا۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى بہشتی دیدار کے بارے میں فرمایا۔ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۸۔ یعنی علمی احاطہ میں۔ اس لئے کہ جسمانی احاطہ اور گھیرنا رب کیلئے ناممکن ہے۔ رب تعالیٰ اس سے پاک ہے جسمانی احاطہ وہ کر سکتا ہے جو خود جسم ہو جیسے دیوار اندر کی چیزوں کو۔ لوٹا پانی کو' شہر پناہ شہر کو گھیرے ہوتے ہیں۔ یہ رب کے لئے ناممکن ہے۔ ۹۔ یعنی حضور کے معجزات او۔ قرآن کریم کی آیات۔ بلکہ حضور خود رب کی دلیل ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ قَدْ جَآءَكُمْ

(بقیہ صفحہ ۲۲۳) تعالیٰ نے قالب کی پرورش کے لئے غذائیں اور پھل پیدا فرمائے غذا زندگی کے لئے اور پھل لذت کے لئے ایسے ہی قلب کی پرورش کے لئے شریعت اور طریقت بنائی۔ شریعت روحانی زندگی کی غذا ہے' طریقت اس زندگی کے لذیذ پھل ہیں۔ ایسے ہی فرائض غذا اور نوافل پھل ہیں ۱۳۔ کہ بعض درخت بعض کے ساتھ شاخوں' پتوں میں مشابہ ہوتے ہیں مگر پھول پھل میں علیحدہ' یہ تمام چیزیں قدرت الٰہیہ کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ ایسے ہی تمام انسان شکل و صورت میں مشابہ ہیں مگر پھل میں مختلف کوئی کافر ہے کوئی مومن کوئی فاسق ہے کوئی متقی' کوئی ولی ہے کوئی نبی ظاہری صورت کی یکسانیت دیکھ کر اولیاء' انبیاء کو اپنا مثل نہ سمجھو۔ نیم اور بکائن کا درخت یکساں معلوم ہوتا ہے مگر پھلوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ سونا اور پیتل دونوں پیلے ہیں۔ مگر حقیقت میں کوسوں کا فرق ہے۔

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا

والوں کے لیے ہے اور اللہ کا شریک ٹھہرایا جنوں کو ۲ اور حالانکہ اسی نے ان کو بنایا اور اس

لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

کے لیے بیٹے اور بیٹیاں گھڑ لیں جہالت سے ۳ پاکی اور برتری ہے اس کو

يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ

ان کی باتوں سے بے کسی نمونہ کے آسمانوں اور زمین کا بنانے والا اس کے بچہ کہاں

وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۭ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ

سے ہو حالانکہ اس کی عورت نہیں ۴ اور اس نے ہر چیز پیدا کی ۵ اور وہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

سب کچھ جانتا ہے یہ ہے اللہ تمہارا رب اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں

خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

ہر چیز کا بنانے والا تو اسے پوجو وہ ہر چیز پر نگہبان

وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ

ہے ۶ آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں ۷ اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں ۸

وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ

اور وہی ہے نہایت باطن پورا خبردار تمہارے پاس آنکھیں کھولنے والی دلیلیں آئیں تمہارے رب

فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَآ اَنَا

کی طرف تو جس نے دیکھا تو اپنے بھلے کو اور جو اندھا ہوا اپنے برے کو اور میں تم پر

عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا

نگہبان نہیں ۱۰ اور ہم اسی طرح آیتیں طرح طرح سے بیان کرتے ہیں اور اس لئے کہ کافر

دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ

بول اٹھیں کہ تم تو پڑھے ہو ۱۱ اور اس لئے کہ اسے علم والوں پر واضح کر دیں اس پر چلو جو تمہیں

ا۔ یعنی اس سے دو باتیں معلوم کرو۔ ایک یہ کہ جو رب ایک پانی سے اتنی قسم کی سبزیاں پیدا فرمانے پر قادر ہے وہ ایک صور کی پھونک سے سارے عالم کو مارنے اور جلانے پر بھی قادر ہے لہٰذا قیامت برحق ہے دوسرے یہ کہ وہ رب ایک پیغمبر کی تعلیم سے گلشن ایمان و اسلام میں ہزارہا سبزے پیدا فرمانے پر قادر ہے۔ ولایت' قطبیت' غوثیت' علم' عمل و حکمت سب اس بارش نبوت سے پیدا ہوئے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ علم نباتات سیکھنا بھی مفید ہے۔ ۲۔ مشرکین عرب' چاند' سورج کی طرح جنات کی بھی پوجا کرتے تھے۔ ان کے نام کے بت بنا کر ان کی پرستش کرتے تھے۔ اس آیت میں ان کی تردید ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ معبود الٰہ وہ ہے جو خالق ہو۔ کسی کی مخلوق نہ ہو۔ ۳۔ ان بیوقوفوں نے یہ نہ سمجھا کہ اولاد نسل کی بقا کے لئے ہوتی ہے جو خود باقی ہے اسے نسل کی کیا حاجت' دیکھو' چاند' سورج تارے' قیامت تک باقی ہیں۔ ان کی اولاد نہیں۔ تو رب تعالیٰ جو ہمیشہ ہمیشہ باقی ہے وہ اولاد والا کیسے ہو سکتا ہے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ اولاد وہ جو بیوی سے پیدا ہو۔ لہٰذا حضرت حوا' آدم کی بیٹی نہیں کیونکہ بیوی سے نہیں پیدا ہوئیں۔ اسی لئے وہ بیوی بنائی گئیں۔ خیال رہے کہ اولاد باپ کی جنس سے ہوتی ہے۔ انسان کا بچہ گدھا نہیں ہوتا۔ لہٰذا خالق کا لڑکا لڑکی مخلوق کیسے ہو سکتی ہے ۵۔ یعنی ہر چیز اللہ کی مخلوق ہے اور مخلوق اپنے خالق کی اولاد نہیں ہو سکتی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہم اپنے اعمال کے خالق نہیں۔ ان کا بھی خالق اللہ ہے۔ کاسب ہم ہیں ۶۔ سب کے رزق' موت' عمل' اجل' سب اس کی نگہبانی میں ہیں اس کے باوجود ہم کو حکم ہے خُذُوْا حِذْرَكُمْ کفار سے بچاؤ کے اسباب اختیار کرو۔ معصیت کے وقت حکام' حکیم کے پاس جاؤ کیونکہ یہ لوگ رب کی نگہبانی کے مظہر ہیں۔ ایسے ہی ضرورت کے وقت حاجت روائی کے لئے نبی' ولی کے دروازے پر جانا ضروری ہے توکل کے خلاف نہیں ۷۔ یعنی دنیا میں آنکھوں سے رب کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ خواب میں دیکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ دیکھنا ان آنکھوں سے نہیں حضور نے معراج میں انہیں آنکھوں سے رب کو دیکھا۔ جنتی انہیں آنکھوں سے رب کو دیکھیں گے۔ مگر یہ دیکھنا دنیا میں نہیں۔ معراج کے بارے میں رب نے فرمایا۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى بہشتی دیدار کے بارے میں فرمایا۔ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۸۔ یعنی علمی احاطہ میں۔ اس لئے کہ جسمانی احاطہ اور گھیرنا رب کیلئے ناممکن ہے۔ رب تعالیٰ اس سے پاک ہے جسمانی احاطہ وہ کر سکتا ہے جو خود جسم ہو جیسے دیوار اندر کی چیزوں کو۔ لوٹا پانی کو' شہر پناہ شہر کو گھیرے ہوتے ہیں۔ یہ رب کے لئے ناممکن ہے۔ ۹۔ یعنی حضور کے معجزات اور قرآن کریم کی آیات۔ بلکہ حضور خود رب کی دلیل ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ قَدْ جَآءَكُمْ

القرآن الکریم

کنز الایمان

تفسیر

نور العرفان

ترجمہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی

تفسیر حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی

فرید بکڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ
FARID BOOK DEPOT (Pvt.) Ltd.
NEW DELHI-110002
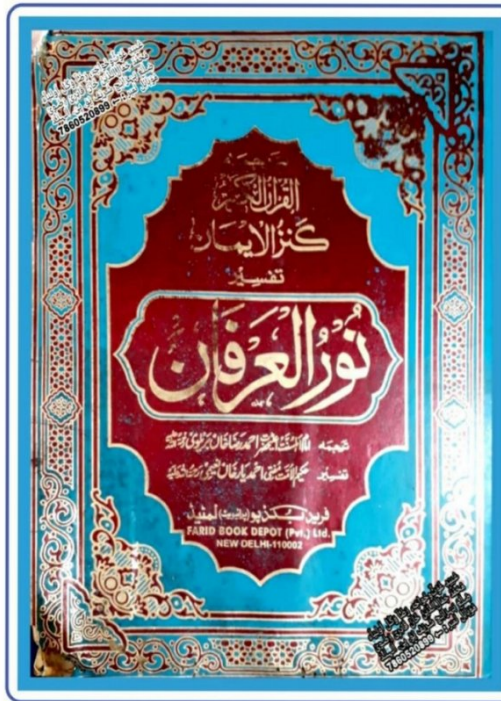
(بقیہ صفحہ ۴۵۶) ۴ے جس سے وہ قرآن کریم کو درست طور پر سمجھ نہیں سکتے' اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی صحیح سمجھ ایمان اور تقوٰی سے حاصل ہوتی ہے' اس کے بغیر ذہن الٹا کام کرتا ہے جیسا آج کل دیکھا جا رہا ہے' ہر کتاب نور سے پڑھی جاتی ہے' قرآن کا نور تقوٰی ہے' ہر مفسر کو متقی ہونا چاہیے' اللہ توفیق دے ۵ے معلوم ہوا کہ جس دل کو حضور سے وابستگی نہ ہو وہ قرآن نہ سن سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے قرآن کا فہم صاحب قرآن کے احترام سے ہے ۶ے کیونکہ وہ شرک کے خوگر ہیں جب توحید کے مضامین سنتے ہیں تو نفرت کرتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ بدنصیب آدمی کہیں سے بھی ہدایت نہیں پا سکتا جسے حضور کے دروازے سے ہدایت نہ ملی اسے پھر

اَوْ حَدِیْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا یَكْبُرُ فِیْ صُدُوْرِكُمْ

ہو جاؤ یا اور کوئی مخلوق جو تمہارے خیال میں بڑی ہو ۱ے

فَسَیَقُوْلُوْنَ مَنْ یُّعِیْدُنَا قُلِ الَّذِیْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ

تو اب کہیں گے ہمیں کون پھر پیدا کرے گا ۲ے تم فرماؤ وہی جس نے تمہیں پہلی بار

مَرَّةٍ فَسَیُنْغِضُوْنَ اِلَیْكَ رُءُوْسَهُمْ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى

پیدا کیا تو اب تمہاری طرف مسخرگی سے سر ہلا کر کہیں گے یہ کب

هُوَ قُلْ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنَ قَرِیْبًا ﴿۵۱﴾ یَوْمَ یَدْعُوْكُمْ

ہے ۳ے تم فرماؤ شاید نزدیک ہی ہو ۴ے جس دن وہ تمہیں بلائے گا ۵ے

فَتَسْتَجِیْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَ تَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا

تو تم اس کی حمد کرتے چلے آؤ گے ۶ے اور سمجھو گے کہ نہ رہے تھے مگر

قَلِیْلًا ﴿۵۲﴾ وَ قُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ

تھوڑا ۷ے اور میرے بندوں سے فرماؤ وہ بات کہیں جو سب سے اچھی ہو ۸ے

اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ

بے شک شیطان ان کے آپس میں فساد ڈال دیتا ہے ۹ے بے شک شیطان

لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ﴿۵۳﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ اِنْ یَّشَاْ

آدمی کا کھلا دشمن ہے تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے وہ چاہے تو

یَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْكُمْ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ

تم پر رحم کرے ۱۰ے چاہے تو تمہیں عذاب کرے اور ہم نے تم کو ان پر کروڑا بنا کر

وَكِیْلًا ﴿۵۴﴾ وَ رَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

نہ بھیجا ۱۱ے اور تمہارا رب خوب جانتا ہے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں

وَ لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّ اٰتَیْنَا

اور بے شک ہم نے نبیوں میں ایک کو ایک پر بڑائی دی اور داؤد کو

Page-457.bmp

رکوع ۵

کہاں ملے گی' تمام جگہ کے گناہ حضور کے دروازے پر معاف کراتے ہیں' حضور کے دروازے پر جو گناہ کئے کہاں معاف کرائیں گے ۷ے یعنی کفار قرآن کریم سنتے بھی ہیں تو مذاق کے لئے یہ سنا بھی گناہ ہے ۸ے اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن سے خود بدلہ لیتا ہے کہ کفار نے حضور کو مسحور کہا تو رب تعالیٰ نے انہیں ظالم فرمایا۔ دوسرے یہ کہ جھوٹے کو ایک بات پر قرار نہیں ہوتا' چنانچہ کفار کبھی تو حضور کو ساحر یعنی دوسروں پر جادو کرنے والا کہتے تھے' اور کبھی خود ہی حضور کو مسحور یعنی جس پر دوسرے نے جادو کیا ہو۔ کبھی آپ کو مجنون کہتے جس میں بالکل عقل نہیں اور کبھی شاعر کہتے جس میں بہت عقل ہوتی ہے' معلوم ہوا کہ وہ خود اپنی بات پر اعتماد نہ کرتے تھے ۹ے اس آیت میں رب تعالیٰ نے کفار کا شکوہ اپنے حبیب سے فرمایا' لطف یہ ہے کہ حضور نے رب سے عرض نہ کیا۔ مولیٰ دیکھ تو یہ مجھے کیا کہہ رہے ہیں' بلکہ رب نے حضور سے شکوہ کیا اس میں حضور کی انتہائی محبوبیت کا اظہار ہے' جیسا کہ ذوق والوں سے پوشیدہ نہیں ۱۰ے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی شان میں ہلکے لفظ استعمال کرنے' ہلکی مثالیں دینا کفر ہے' دوسرے یہ کہ حضور کے ذاتی و عنادی دشمن کو ایمان کی توفیق نہیں ملتی۔ شیطان کو بھی عناد ہی کی بیماری تھی۔ ۱۱ے کفار مکہ کا یہ سوال تعجب و انکار کے لئے تھا۔ یعنی مرنے اور ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جانے کے بعد پھر جسم کا بننا۔ اس میں روح پھونکا جانا غیر ممکن ہے' وہ اپنی ابتداء کو بھول گئے' معترض آنکھ بند کر کے اعتراض کرتا ہے۔

۱ے فولاد وغیرہ جسے زندگی سے کوئی تعلق نہ ہو' جب بھی تمہیں زندہ کیا جائے گا چہ جائیکہ ہڈیاں یا مٹی بن جانا کہ ان میں تو پہلے جان تھی' خیال رہے کہ کونوا امر کا صیغہ ہے مگر یہ امر واجب کرنے کے لئے نہیں' بلکہ منکرین کو الزام دے کر خاموش کرنے کے لئے ہے' ۲ے چونکہ یہ کفار اپنے موجد کو بھول چکے تھے' اس لئے اپنے لوٹانے والے کو بھول گئے ۳ے کفار نے دوبارہ زندہ ہونے کے متعلق تین باتیں پوچھیں..... کیسے زندہ کرے گا' کون زندہ کرے گا' کب زندہ کرے گا' تینوں سوالوں کے جوابات علیحدہ علیحدہ نہایت نفیس طریقہ سے دیئے گئے ۴ے رب تعالیٰ کا عسٰی فرمانا یقین پر دلالت کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ قیامت بہت قریب ہے' کیونکہ حضور کی تشریف آوری قیامت کی بڑی علامت ہے' حضور نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا کہ ہم اور قیامت ایسے ہیں جس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ رب نے حضور کو قیامت کا علم دیا ہے' ۵ے صور کی آواز کے ذریعے اپنی قبروں سے میدان محشر کی طرف' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے خاص بندوں کے کام رب کے کام ہیں' کیونکہ قبروں سے اٹھانا' میدان شام کی طرف بلانا' صور پھونکنا حضرت اسرافیل علیہ السلام کا کام ہو گا۔ مگر رب نے فرمایا کہ رب تعالیٰ تمہیں بلائے گا ا' ایسے ہی بہت دفعہ بندہ رب کے کاموں کے

نبوتِ مصطفیٰ ﷺ ہر آن ہر لحظہ
سید الانبیاء ﷺ کے پیدائشی نبی ہونے پر ایک بے مثال تحقیق
پروفیسر محمد عرفان قادری
ناشر
فرید بک سٹال ۳۸۔ اُردو بازار لاہور

۴: عالمِ اجساد میں اللہ تعالیٰ نے آقا علیہ السلام کے جسدِ پاک میں معاذ اللہ کوئی نئی روح ڈالی۔

اگر ایسا نہیں اور یقیناً ایسا نہیں تو پھر اپنے اس موقف پر ضرور نظر ثانی فرمائیں۔

مولوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''وہاں سب لوگوں نے اللہ رب العزت کے سوال ''الست بربکم'' کے جواب میں ''بلی'' کہا تھا لیکن یہاں کوئی شداد، کوئی فرعون، کوئی ہامان اور کوئی ابولہب بن گئے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ عالمِ ارواح و عالمِ اجساد کا معاملہ مختلف ہے۔ اسی طرح نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح میں ملائکہ وانبیاء کے نبی تھے لیکن یہاں نہ کوئی ملک نہ نبی، پھر آپ نبی کس کے تھے۔''

جواب: مولوی صاحب! ہم مانتے ہیں کہ جن لوگوں نے ''الست بربکم'' کے جواب میں ''بلیٰ'' کہا تھا ان میں سے عالمِ اجساد میں آ کر کوئی شداد بن گیا تو کوئی فرعون، کوئی ہاماں بن گیا تو کوئی ابولہب لیکن کیا آپ کوئی ایک مثال پیش کر سکتے ہیں کہ عالمِ ارواح میں جن انبیاء علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ نے میثاق لیا تھا ان میں سے کوئی ایک نبی بھی معاذ اللہ ثم معاذ اللہ، استغفر اللہ، یہاں عالمِ اجساد میں آ کر اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے یا کم از کم یہ ثابت کر دیں کہ وہ نبی ہونے کے منصب پر قائم نہیں رہے (العیاذ باللہ)۔ اگر آپ یہ بات ثابت نہیں کر سکتے بلکہ آپ ہرگز ہرگز یہ ثابت نہیں کر سکتے تو پھر ایسے قیاس مع الفارق بلکہ فاسد و باطل وخبیث قیاس کا آپ جیسے مدعی علم و دانش سے صدور واقعۃً ایک افسوس ناک امر ہے۔

ثانیاً: مولوی صاحب! پھر آپ نے صرف اس بات پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس سے بھی مکروہ عبارت لکھی کہ ''اسی طرح نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم، الخ'' استغفر اللہ یعنی آپ نے بڑی دیدہ دلیری اور بے باکی سے سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عالمِ ارواح میں

نبی ہونے اور بقول آپ کے عالم اجساد میں تقریباً چالیس سال تک نبی نہ ہونے کا موازنہ حکم خداوندی کے مطابق جانوروں سے بھی بدتر کفار بلکہ کفار کے سرداروں کے کفر سے کردیا یعنی بقول آپ کے جس طرح عالمِ ارواح میں تو وہ مومن تھے لیکن عالم اجساد میں آ کر کافر ہو گئے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح میں نبی تھے لیکن عالمِ اجساد میں آ کر نبی نہ رہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

مولوی صاحب! آپ نے یہ کیسی منحوس تشبیہ پیش کی ہے؟ کیا علامہ بیضاوی علیہ الرحمہ کا پیش کردہ قانون بھی آپ کے دل سے محو ہو گیا کہ:

وَالشَّرْطُ فِيهِ وَهُوَ اَنْ يَّكُوْنَ عَلٰى وَفْقِ الْمُمَثَّل لَهٗ مِنَ الْجِهَةِ الَّتِىْ تَعَلَّقَ بِهَا التَّمْثِيْلُ فِى الْعِظَمِ وَالصِّغَرِ وَالْخِسَّةِ وَالشَّرْفِ۔

(انوار التنزیل، ج: ۱، ص: ۴۷)

یہ جملہ لکھتے وقت آپ کے ہاتھوں میں مجبور و بے بس و بے زبان و بے جان قلم بھی یقیناً تڑپ رہا ہوگا، اس کا کلیجہ بھی پھٹ رہا ہوگا، وہ بھی زبان حال سے رو رو کے آپ سے التجا کر رہا ہوگا کہ یہ بھیانک جملہ نہ لکھیں جس سے اہل اسلام کے دل بری طرح گھائل ہو جائیں گے لیکن شاید خود ساختہ علمیت کے نامعقول نشہ میں مدہوش آپ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک سنگین جارحیت کا ارتکاب کر گئے۔ لہٰذا ابھی اللہ جل جلالہٗ کے حضور سر بسجود ہوں اور اس گستاخانہ عبارت سے رجوع کریں اور اپنے پیارے حبیب، شفیع المذنبین، راحت العاشقین، رؤف ورحیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور معافی کے درخواست گزار ہو جائیں اور یاد رکھیں آپ اپنے جیسے کسی عام آدمی سے معافی کے طلب گار نہیں کہ آپ کو شرمندگی محسوس ہو بلکہ آپ نے تو

یہاں تک تو گناہ کبیرہ ہی تھا جو آدمی کی ہلاکت وبربادی کو بس ہے آگے اس کا کہنا کہ "میں نے جھوٹ بولا تو کیا برا کیا" صریح کلمہ کفر ہے، اس پر لازم ہے کہ تجدید اسلام کرے اور اگر عورت رکھتا ہے تو از سر نو اسلام لانے کے بعد اس سے تجدید نکاح ضرور ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔
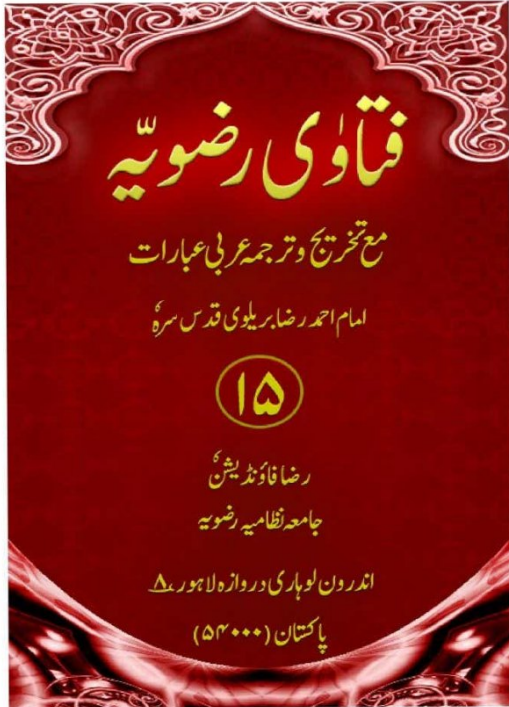
مسئلہ ۱۸: از موضع شمس آباد ضلع کیمل پور پنجاب مسئولہ مولوی غلام ربانی صاحب ۱۰ جمادی الآخر ۱۳۳۹ھ

ایک عالم سنی حنفی المذہب نے اپنے وعظ میں کہا کہ اللہ عزوجل نے ایک سو چار "۱۰۴" کتاب نازل فرمائی، اس کی تفصیل یہ ہے کہ سب میں پرودگار نے فرمایا: "**اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ**"[1] الخ (اور اطاعت کرو اللہ تعالٰی کی اور اطاعت کرو رسول کی۔ت) اے مسلمانو! آپ لوگوں کو سمجھانے کے لئے ایک مثال دیتا ہوں اس کے بعد آپ لوگ خیال کریں کہ قوت ایمانی میں کہاں تک ضعف ہوگیا ہے، دیکھو کسی حاکم کا چپراسی ثمن لے کر آتا ہے تو اس کا کس قدر خوف ہوتا ہے حالانکہ حاکم ایک بندہ مثل ماو شما، ثمن پیسہ آدھے پیسہ کا کاغذ جس میں معمولی مضمون ہوتا ہے، چپراسی پانچ چھ روپے کا ملازم ہوتا ہے، مگر یہ حالت ہوتی ہے کہ اس کے خوف کے مارے لوگ روپوش ہوجاتے ہیں، لاچاری سے لینا ہی پڑتا ہے بعدہ وکیل کی تلاش اور روپے کا صرف کرنا وکذا وکذا، اور اللہ تعالٰی احکم الحاکمین کہ دم بھر میں تہہ وبالا کرسکتا ہے اس کا حکمنامہ یعنی قرآن پاک ومقدس کہ جس کے ایک ایک حرف پر دس بیس تیس نیکی کا وعدہ ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لائے کہ جن کی خاطر زمین وآسمان پیدا ہوا، اب بتاؤ کہ اس احکم الحاکمین اور اس قرآن مجید اور اس کے رسول کا فرمان ہم سب مسلمان لوگ کہاں تک بجالاتے ہیں ہمیشہ وعظ سنتے ہیں عمل نہیں کرتے الخ، اس پر دوسرے ایک عالم نے کہا کہ حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو چپراسی کہنا دین کا، یا اس سے مثال دینا، یا اس سے تشبیہ، تینوں صورتوں میں کفر ہے، اور کہنے والا سابی ہے اس کی توبہ قبول نہ ہوگی اب عرض ہے کہ یہ تشبیہ ہے یا تمثیل، اور مثال کا فرق پورے طور سے بیان فرمائیے یہ سوال اگرچہ کوتاہ ہے مگر بڑا اہم اور ضروری ہے جس کے سبب سے ایک بڑا فتنہ وفساد برپا ہورہا ہے، **بینوا توجروا**

الجواب:

حاش للہ اس میں نہ تشبیہ ہے نہ تمثیل، نہ اصلا معاذ اللہ توہین کی بو، یہ تو لوگوں کی زجر وتوبیخ ہے

---
[1] القرآن الکریم ۴/ ۵۹

محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اِستمداد از اولیاء اللہ کے شدومد سے قائل ہیں۔ لہذا سیّدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دیوبندیوں کو الزامی جواب دیا ہے کہ جب تم استمداد از اولیاء اللہ کو کفروشرک ٹھہراتے ہو تو حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اسی استمداد کے قائل ہیں، لہذا تمہارے اُصول پر العیاذ باللہ حضرت شاہ ولی اللہ کافرومشرک قرار پائے اور سندِ حدیث بھی ضائع قرار پائی۔ مگر دیوبندی موصوف نے چور مچائے شور کی مانند وہ اعتراض جو خُود اُن پر قائم ہو رہا تھا وہ سیّدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر جڑ دیا، سیّدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہ اعتراض قائم کرنے سے پہلے عیاذاً باللہ کا لفظ صاف اور واضح انداز میں لکھا ہے ،جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ میں ایسے عقیدے سے اللہ تعالی کی پناہ مانگتا ہوں۔

اب قارئین خُود فیصلہ کریں کہ دیوبندی موصوف نے سیّدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر کتنا بڑا بہتان باندھا ہے۔ جس آدمی کو الزامی جواب سمجھنے کی بھی اہلیت نہ ہوا سے میدان مناظرہ میں نہیں آنا چاہیے،اس سے اُس کا تو کچھ نہیں بگڑتا اُس کے اکابرین کی علمیت کا پول کھل جاتا ہے۔

پھر اگر الزامی جواب دینے کی وجہ سے دیوبندی موصوف حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہتک شان سمجھ رہے ہیں (حالانکہ وہ الزامی جواب دیوبندی مسلمات پر مبنی ہے) تو حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بابت کیا ارشاد فرمائیں گے؟ انہوں نے بھی ایک عیسائی پادری کو الزامی جواب دیا تھا، ہم وہ پُورا واقعہ یہاں پر نقل کرتے ہیں ،ملاحظہ ہو:

"ایک پادری صاحب دہلی میں مباحثہ کے آئے مسٹر ملکف صاحب بہادر ایجنٹ گورنر نے پادری صاحب سے کہا کہ شرط مقرر کرنی چاہیے جو کوئی دونوں میں سے ہار جائے گا اس سے دو ہزار روپے لئے جاویں گے، اگر مولوی صاحب ہار گئے تو میں دوں گا، کس واسطے کہ وہ فقیر ہیں ،اور پادری صاحب کو حضرت کی خدمت میں لائے ،اور سب حال بیان

(۴)
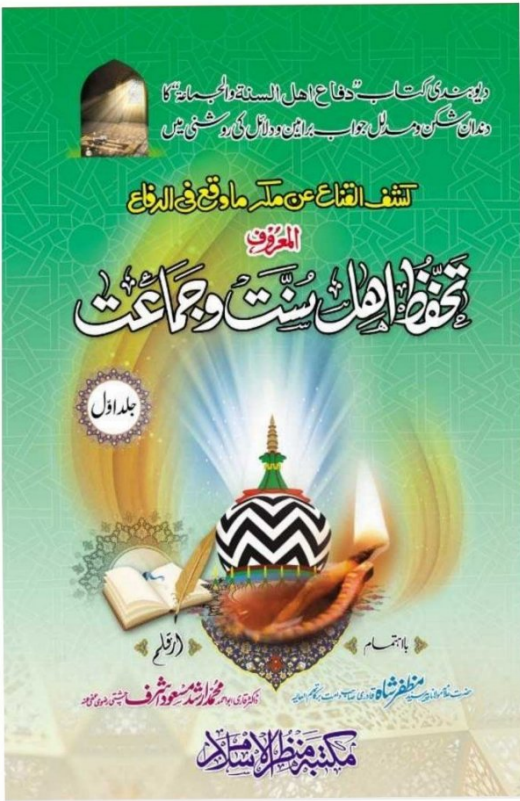
از بریلی

۱۹ر صفر ۱۳۲۹ھ

وسیع المناقب جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

السلام علیکم علی من اتبع الہدیٰ

حضرت سید مقبول عیسیٰ میاں دامت برکاتہم سے معلوم ہوا کہ آپ کے بعض حواریان بریلی نے آٹھ روز کے اندر بغرض مناظرہ ''متعلقہ حسام الحرمین'' آپ کو بلا دینے کا وعدہ کیا۔ فقیر نے یہ عریضہ جس کی نقل مرسل ہے، حضرت ممدوح کو لکھا اور آٹھ کی جگہ سولہ دن کی مہلت دی۔ سنا گیا ہے کہ آپ کے حواری پھر گئے۔ اب بعض نے ہمت کی ہے۔ اس عریضہ اور ''ابحاث اخیرہ'' کی نقل اب ان کے ذریعہ سے آپ کو مرسل ہے۔ ہاں، نہ جو کہنا ہو، اپنی مہر و دستخط سے لکھ کر بھیجئے۔

جنابا! یہ کیا انصاف ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو گالیاں لکھنے کے لئے آپ ناطق بھی، محرر، مصنف، مناظر۔ ''حفظ الایمان'' کی تقریریں ملاحظہ ہوں۔ یہ رد وکد نہیں تو کیا ہے؟ اور جب اہل اسلام اپنے نبی ﷺ کے حقوق کا آپ سے مطالبہ کریں تو آپ یوں بے زبان و بے گوش بن جائیں، فقیر ہو کر دین و دنیا سے فارغ و بے ہوش بن جائیں۔

نگفتہ ندارد کسے باتو کار ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

یاد ہو! جب تک مولوی گنگوہی صاحب بقید حیات رہے۔ آپ کو کسی نے نہ پوچھا، جو مطالبہ تھا ان سے تھا، وہ بقید ممات ہوئے اور آپ ان کی جگہ رکھے گئے۔ اب آپ سے مواخذہ ہے اور خصوصاً خود آپ کے لفظوں کا، دوسرا کیوں شارح بنے۔ تصنیف را مصنف نیکو کند بیاں۔

مصطفیٰ ﷺ کو گالیاں دینے کے لئے آپ تھے اور تاویل کو دوسرا آئے۔ جنابا! یہ کوئی دنیوی لڑائی نہیں، تیغ و تیر کا میدان نہیں، آپ ڈرتے کیوں ہیں؟ یا یہ سکوت اس لئے ہے کہ آپ سمجھ لیتے اور جانتے ہیں کہ جواب ناممکن ہے۔ اللہ اللہ اس سے کیا بہتر، مگر ایسا ہے تو سکوت کافی نہیں۔ اذا عملت سیئة فاحدث عنه بالتوبة السر بالسر والعلانية بالعلانية.
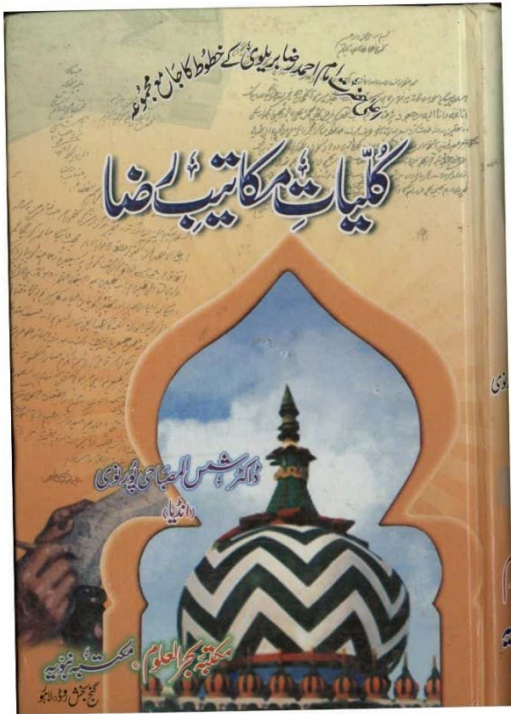
بریلوی مذہب کا اُصول

اپنے اپنے عقیدے کی تشریح کا حق
متعلقہ فریق کو ہوتا ہے

دوسرا فریق اُن کے متعلق قطعاً یہ
نہیں کہہ سکتا کہ یہ تمہارا عقیدہ ہے
اور یہ امر تم نے ثابت کرنا ہے

(۳) بریلوی مناظر قرآن سے دکھلائے گا: ان محمدا علیٰ کل شیءٍ قدیر یا ان رسول اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر جب کہ دیوبندی مناظر قرآن سے دکھلاوے گا، ان اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر۔

میں نے کہا: اپنے اپنے عقیدہ کی تشریح کا حق متعلقہ فریق کو ہوتا ہے۔ دوسرا فریق ان کے متعلق قطعاً یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ تمہارا عقیدہ ہے اور یہ امر تم نے ثابت کرنا ہے لہٰذا تینوں موضوعات میں اپنا نظریہ وعقیدہ اور اس کی تشریح کرنے کا حق صرف ہمیں کو ہے۔

موضوع اول میں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حقیقت میں نور تھے اور بظاہر بشر، جب کہ دیوبندی مناظر یہ ثابت کرے کہ آپ قطعاً نور نہیں تھے۔

یہ عبارت لکھ کر میں نے رحمانی صاحب کی طرف بھجوائی اور اسی ملک صاحب کو کاغذ دیا کہ جاؤ اس پر دستخط کروا کر لاؤ۔ مگر رحمانی صاحب نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا جلسہ کے منتظمین اور مسجد انتظامیہ کے ذمہ دار افراد نے مجھے کہا: آپ اپنے موضوع پر تقریر کریں اور اس کے دلائل بیان کریں یہ مولوی صاحبان خواہ مخواہ الجھاؤ پیدا کرتے رہیں گے چنانچہ بندہ نے اپنے دعوے کے اثبات میں تقریر کی، جس کا مفصل ذکر روئیداد میں موجود ہے۔ اور یوسف رحمانی صاحب نے جوابی تقریر کی مگر اس موضوع کے متعلق اپنا دعویٰ اور اپنے اکابر کا مسلک متعین ہی نہ کیا اور بالآخر بدحواسی میں ایک ایسا کلمہ زبان سے نکلا جس میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین وتحقیر تھی اور غایت درجہ بدزبانی۔ جس سے مجمع مشتعل ہو گیا اور کسی طرح اس پر قابو نہ پایا جا سکا۔ مناظرہ کے منتظمین نے مناظرہ کو جاری رکھنے سے معذرت کی اور بندہ کے سامنے ہاتھ جوڑے کہ آپ مناظرہ کو یہیں پر ختم کر دیں۔ میں نے کہا: جو سوال یوسف صاحب نے اٹھائے تھے ان کا جواب از حد ضروری ہے لہٰذا میں بہر حال جواب دونگا۔ انھوں نے کہا: مناظرہ سے مقصود یہ مسئلہ سمجھنا تھا وہ ہمیں سمجھ آگیا ہے۔ اور اگر مناظرہ جاری رہے، آپ تقریر کرو گے تو

تنویر الابصار
بنور نبی المختار

امام المناظرین اشرف العلماء اعلاء الحسنات
محمد اشرف سیالوی زیدمجدہم

اہل السنۃ پبلی کیشنز دینہ ضلع جہلم

نہ ذرے ـــــ براٹی ۔ قاسم العلوم ص۵۵ مکتوب اول بنام مولوی محمد فاضل ـــــ

ہر شخص جانتا ہے کہ مصنف اپنی مراد کو بخوبی جانتا ہے جب نانوتوی صاحب نے بغیر کسی ایچ پیچ کے صاف صاف بیان کر دیا کہ آخر الانبیاء ہونا مدح اور تعریف کی بات نہیں اس میں کوئی مدح نہیں ـــ جب کہ اس میں کوئی مدح نہیں تو اسے خاتم بالذات کو لازم مان کر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کرنا بقول نانوتوی صاحب بیہودہ لغو وغیرہ وغیرہ ضرور ہوگا پھر یہ کہنا کہ نانوتوی صاحب ختم ذاتی کے لئے ختم زمانی لازم مانتے ہیں تو ان پر تہمت اور افترا کے سوا اور کیا ہے۔

اسی سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ صفحہ ۱۳ پر "بالذات کچھ فضیلت نہیں" میں بالذات کی قید صرف داشتہ بکار آید کے طور پر ہے ـــ

ثابت ہوگیا کہ نانوتوی صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء نہیں صرف نبی بالذات کے ہیں جسے آخر الانبیاء ہونا لازم بھی نہیں ـــ

اسی وجہ سے انھوں نے صفحہ ۱۴ صفحہ ۲۸ پر صاف صاف بلا کسی ابہام کے لکھ دیا ـــ

> اگر حضور کے زمانہ میں کوئی اور نبی پیدا ہو جائے تو بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو جاتے تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

نانوتوی صاحب پر شرعی مواخذے

نانوتوی صاحب نے دیدہ و دانستہ بالقصد والا رادہ
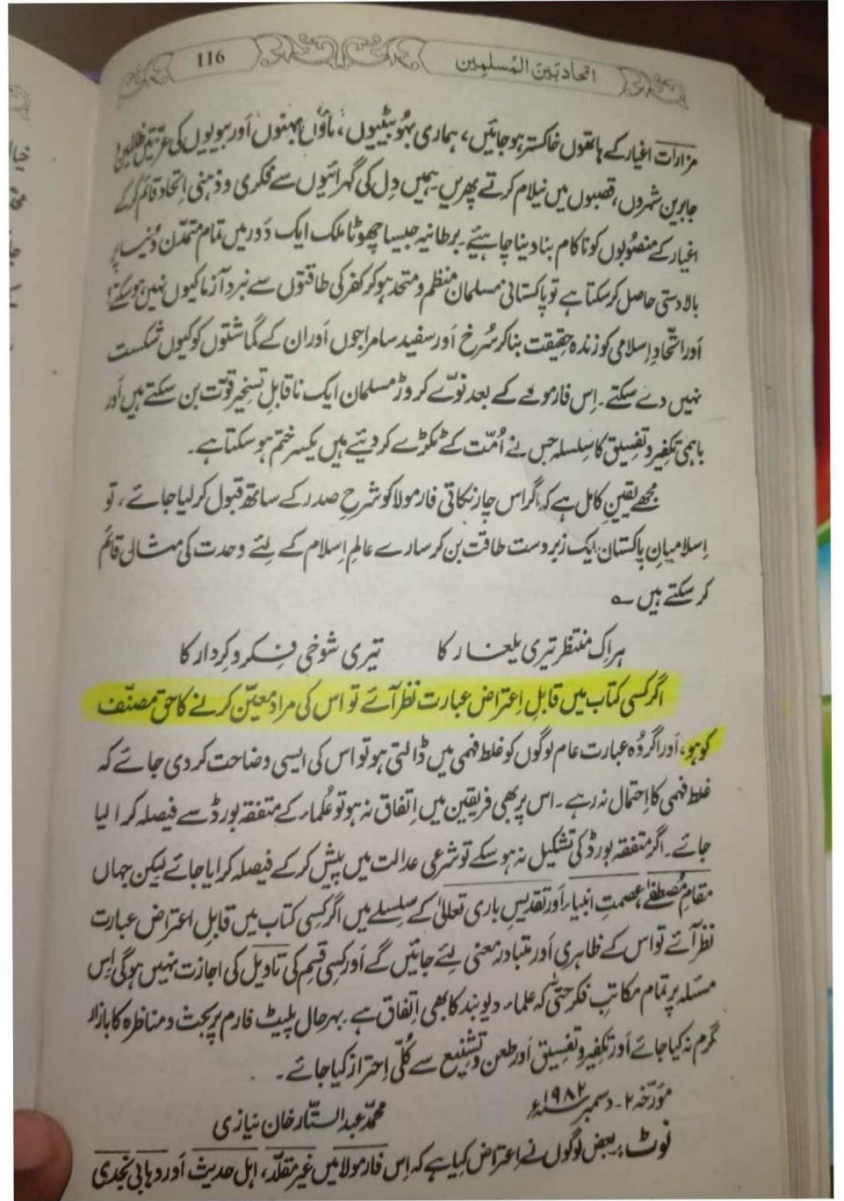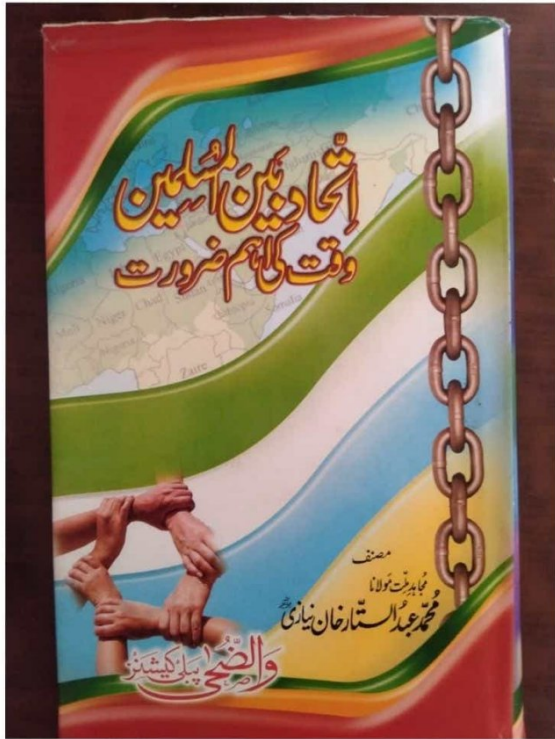
مزارات اغیار کے ہاتھوں خاکستر ہو جائیں، ہماری بہو بیٹیوں، ماؤں بہنوں اور بیویوں کی عزتیں ظالموں جابرین شہروں، قصبوں میں نیلام کرتے پھریں۔ ہمیں دل کی گہرائیوں سے فکری و ذہنی اتحاد قائم کر کے اغیار کے منصوبوں کو ناکام بنا دینا چاہیئے۔ برطانیہ جیسا چھوٹا ملک ایک دور میں تمام متمدن دنیا پر بالادستی حاصل کر سکتا ہے تو پاکستانی مسلمان منظم و متحد ہو کر کفر کی طاقتوں سے نبرد آزما کیوں نہیں ہو سکتے؟ اور اتحادِ اسلامی کو زندہ حقیقت بنا کر سُرخ اور سفید سامراجوں اور ان کے گماشتوں کو کیوں شکست نہیں دے سکتے۔ اِس فارمولے کے بعد نوّے کروڑ مسلمان ایک ناقابلِ تسخیر قوت بن سکتے ہیں اور باہمی تکفیر و تفسیق کا سلسلہ جس نے اُمّت کے ٹکڑے کر دیئے ہیں یکسر ختم ہو سکتا ہے۔

مجھے یقینِ کامل ہے کہ اگر اس چار نکاتی فارمولا کو شرحِ صدر کے ساتھ قبول کر لیا جائے، تو اِسلامیانِ پاکستان ایک زبردست طاقت بن کر سارے عالمِ اِسلام کے لِئے وحدت کی مثال قائم کر سکتے ہیں ؎

ہر اِک منتظر تیری یلغار کا تیری شوخیِ فِکر و کِردار کا

اگر کسی کتاب میں قابلِ اِعتراض عبارت نظر آئے تو اس کی مراد معیّن کرنے کا حق مصنف کو ہو، اور اگر وُہ عبارت عام لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالتی ہو تو اس کی ایسی وضاحت کر دی جائے کہ غلط فہمی کا اِحتمال نہ رہے۔ اس پر بھی فریقین میں اِتفاق نہ ہو تو عُلماء کے متفقہ بورڈ سے فیصلہ کرا لیا جائے۔ اگر متفقہ بورڈ کی تشکیل نہ ہو سکے تو شرعی عدالت میں پیش کر کے فیصلہ کرایا جائے لیکن جہاں مقامِ مصطفےٰ، عصمتِ انبیاء اور تقدیسِ باری تعالیٰ کے سلسلے میں اگر کسی کتاب میں قابلِ اعتراض عبارت نظر آئے تو اس کے ظاہری اور متبادر معنی لِئے جائیں گے اور کسی قِسم کی تاویل کی اجازت نہیں ہو گی اِس مسئلہ پر تمام مکاتبِ فکر حتیٰ کہ علماء دیوبند کا بھی اِتفاق ہے۔ بہر حال پلیٹ فارم پر بحث و مناظرہ کا بازار گرم نہ کیا جائے اور تکفیر و تفسیق اور طعن و تشنیع سے کُلّی اِحتراز کیا جائے۔

مؤرخہ ۲۔ دسمبر ۱۹۸۲ء

محمد عبدالستار خان نیازی

نوٹ: بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ اِس فارمولا میں غیر مقلد، اہل حدیث اور وہابی نجدی

حفظ الایمان

مع

بسط البنان

مصنفہ

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

فیصل پبلیکیشنز دیوبند

لیکن اس سے بعض حضرات کو یہ دھوکہ ہوا کہ وہ بزرگ حقیقت
میں جواب سے عاجز ہیں اس دھوکہ کے دور کرنے کے لیے مولوی
مرتضی حسن صاحب نے خاں صاحب کی اکثر کتابوں کا نہایت قابلیت
سے جواب لکھا جس کا جواب الجواب آج تک خاں صاحب اوران کی
ذریات سے نہ ہوسکا البتہ شرم مٹانے کے لئے اتنا کہا گیا کہ مولوی
اشرف علی تھانوی جنکی ہار جیت علماء دیوبند دہلی کی ہار جیت ہوگی ہم سے
مناظرہ کریں یا ہماری تحریروں کا جواب دیں مولوی مرتضی حسن ہمارے
مخاطب نہیں اگرچہ حق آفتاب سے زیادہ واضح ہو چکا تھا، اور ہرگز ہرگز
ایسی واہی تباہی باتوں کی طرف علماء حقانی کو توجہ کی ضرورت نہ تھی تاہم
اتمام حجت کی غرض سے مولانا تھانوی تقریر وتحریر پر آمادہ ہوئے، بلند شہر
میں مناظرہ ٹھہرا مولانا تھانوی نے خان صاحب کے پاس اپنی دستخطی
تحریر بھیج دیا کہ میں آپ سے مناظرہ کے لیے تیار ہوں اگر آپ کو منظور
ہو تو مطلع فرمایئے دجال نے بجائے یہ لکھنے کے کہ میں بھی مناظرہ کے
لیے مستعد ہوں ایک بیسر وپا خط مسمی بہ ابحاث دھر گھسیٹا چوں کہ یہ خط
مولانا کی تحریر کا جواب نہ تھا اس لیے خود اہل بلند شہر نے تھانہ بھون بھیجنے
سے انکار کیا جیسا کہ اس کی مفصل کیفیت رسالہ قاصمۃ الظہر فی بلند شہر
میں مرقوم ہے اس کے بعد مراد آباد میں مناظرہ ٹھہرا اور راقم الحروف اس
زمانے میں مراد آباد موجود تھا یہاں خانصاحب نے یہ چالاکی کی کہ

پولیس والوں سے کہہ دیا کہ اہل دیوبند فساد کرانے آئے ہیں اس وجہ سے پولیس نے یہ مناظرہ حکما روک دیا جب مولانا نے خانصاحب کی یہ کیفیت دیکھی تو یقین ہوگیا کہ وہ ہرگز مناظرہ نہ کریں گے اور محض اتمام حجت کے لیے یہ رسالہ بسط البنان تحریر فرمایا:

باسمہ تعالیٰ حامداً و مصلیا و مسلما

بخدمت اقدس حضرت مولانا المولوی الحافظ الحاج الشاہ اشرف علی صاحب مدت فیوضکم العالیہ۔

بعدہ سلام مسنون عرض ہے کہ مولوی احمد رضا خانصاحب (بریلوی) یہ بیان کرتے ہیں اور حسام الحرمین میں آپ کی نسبت لکھتے ہیں کہ آپ نے حفظ الایمان میں اس کی تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا علم جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا ہر بچے اور پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے اس لئے امور ذیل دریافت طلب ہیں:

۱-آیا آپ نے حفظ الایمان میں یا کسی کتاب میں ایسی تصریح کی ہے۔ ۲-اگر تصریح نہیں تو بطریق لزوم بھی یہ مضمون آپ کی کسی عبارت سے نکل سکتا ہے۔ ۳-آیا ایسا مضمون آپ کی مراد ہے۔ ۴-اگر آپ نے نہ ایسے مضمون کی تصریح فرمائی نہ اشارۃ المفاد عبادت ہے نہ آپ کا مراد ہے تو ایسے شخص کو جو یہ اعتقاد رکھے یا صراحۃً یا اشارۃً کہے

اسے آپ مسلمان سمجھتے ہیں یا کافر۔

بینوا وتوجروا

بندہ محمد مرتضیٰ حسن عفاعنہ

الجواب۔ مشفق مکرم سلمہم اللہ تعالیٰ، السلام علیکم آپ کے خط کے جواب میں عرض کرتا ہوں میں نے یہ خبیث[1] مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گذرا۔ (۲) میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا چناں چہ اخیر میں عرض کروں گا۔ (۳) جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں اور میرے دل میں بھی کبھی اس کا خطرہ نہیں گذرا جیسا کہ اوپر معروض ہوا تو میری مراد کیسے ہوسکتا ہے۔ (۴) جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرورِ عالم فخرِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تو جواب ہوا آپ کے سوالات کا اب آخر میں اس جواب کی تتمیم کیلئے مناسب سمجھتا ہوں کہ حفظ الایمان کی اس عبارت کی مزید توضیح کردوں جس کی بناء پر مجھ پر تہمت لگائی گئی ہے گو کہ وہ خود بھی بالکل واضح ہے اول میں نے دعویٰ کیا ہے کہ علم غیب جو بلاواسطہ ہو وہ تو خاص ہے حق تعالیٰ کے ساتھ اور جو

---

[1] یعنی غیب کی باتوں کا علم۔

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا

بسط البنان

لکف اللسان من کاتب حفظ الایمان

جس کے مطالعہ سے معلوم ہوگا

کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کے رسالہ حفظ الایمان کے ایک فقرہ کو انتہائی درجہ کی ناخدا ترسی سے غلط معنی پہنا کر سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس کی تنقیص و توہین کا الزام لگا کر کفر کا فتویٰ دیا تھا اس کے بارے میں حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حکیم الامت رح کی خدمت میں چند سوالات پیش کئے، حضرت نے ان سوالات کا جواب تحریر فرمایا اور حفظ الایمان کے اس فقرہ کی وضاحت بھی فرمائی اور صفائی سے یہ بھی تحریر فرما دیا کہ بریلوی صاحب نے جو عقیدہ میری طرف منسوب کیا ہے ایسا عقیدہ جس شخص کا ہو وہ بلاشبہ دائرہ اسلام سے خارج اور قطعاً کافر ہے۔

حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری کا مکتوب گرامی

باسمہ تعالیٰ حامداً ومصلیاً ومسلماً

بخدمت اقدس حضرت مولانا المولوی الحافظ الحاج الشاہ اشرف علی صاحب مدت فیوضکم العالیہ بعد سلام مسنون عرض ہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب (بریلوی) یہ بیان کرتے ہیں اور حسام الحرمین میں آپ کی نسبت لکھتے ہیں کہ آپ نے حفظ الایمان میں اس کی تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا علم جیسا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا ہر بچہ کو اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔ اس لئے امور ذیل دریافت طلب امور ہیں۔

۱۔ آیا آپ نے حفظ الایمان میں یا کسی کتاب میں ایسی تصریح کی ہے؟

۲۔ اگر تصریح نہیں تو بطریق لزوم بھی یہ مضمون آپ کی عبارت سے نکل سکتا ہے؟

۳۔ یا ایسا مضمون آپ کی مراد ہے؟

۴۔ اگر آپ نے نہ ایسے مضمون کی تصریح فرمائی نہ اشارۃً مفاد عبارت ہے نہ آپ کا مراد ہے تو ایسے شخص کو جو یہ اعتقاد رکھے یا صراحۃً یا اشارۃً کہے اُسے آپ مسلمان سمجھتے ہیں یا کافر؟ بینوا توجروا۔

بندہ

مرتضیٰ حسن عفی عنہٗ

الجوابُ

مشفق مکرم سلمہم اللہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ۔ آپکے خط کے جواب میں عرض کرتا ہوں ۔
میں نے یہ خبیث[1] مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو در کنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گزرا

۲ ۔ میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم نہیں آتا چنانچہ اخیر میں عرض کروں گا ۔

۳ ۔ جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں اور میرے دل میں بھی کبھی اس کا خطرہ نہیں گزرا جیسا کہ اوپر معروض ہوا تو میری مراد کیسے ہو سکتی ہے ۔

۴ ۔ جو شخص ایسا[2] اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرورِ عالم فخرِ بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ تو جواب ہوا آپکے سوالات کا اب آخر میں اس جواب کی تتمیم کے لئے مناسب سمجھتا ہوں کہ حفظ الایمان کی اس عبارت کی مزید توضیح کروں جس کی بنا پر یہ تہمت لگائی گئی ہے گو کہ وہ خود بھی بالکل واضح ہے ۔

اوّل میں نے دعویٰ کیا ہے کہ علم غیب جو بلا واسطہ ہو وہ تو خاص ہے حق تعالےٰ کے ساتھ اور جو بواسطہ ہو وہ مخلوق کے لئے ہو سکتا ہے مگر اس سے مخلوق کو عالم الغیب

---

[1] یعنی غیب کی باتوں کا علم الخ ۱۲ م [2] یعنی غیب کی باتوں کا علم الخ ۱۲ منہ

ہوتے کیا معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توہین وحی فرمائی؟

انکشاف حق ص128تا 130

پھر آگے لکھتے ہیں: جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم کی پیدائش اور تمام عالم کی بقا کا سبب مان رکھا ہے اور تمام علوم عالیہ شریفہ لوازم نبوت کا جامع مان رہا ہے۔ کیا معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کی برابری زید عمرو مجانین۔ و بہائم وحیوانات کے علم سے کرے گا۔

افسوس عقل و انصاف کو ترک کر دینا اور اپنی انفرادی رائے کو تمام اہل علم کی رائے پر ترجیح دے دینا جبکہ مصنف خود اپنی عبارت کے لیے اس مضمون کا انکار صریح کر رہا ہے اور دوسرے اہل علم بھی اس خبیث مضمون کو اس عبارت کے لیے نہیں مانتے اس پر بھی وہی کہنا دین و دیانت کے خلاف نہیں تو اور کیا ہے۔

انکشاف حق ص131

قارئین ذی وقار! مفتی خلیل احمد صاحب قادری برکاتی نے صاف کہہ دیا ہے کہ اس عبارت میں حکیم الامت نے نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک علم کو چوپاؤں کے برابر کہا ہے اور نہ ہی تشبیہ دی ہے۔

اور ہم بھی یہی کہتے ہیں اور یہی بات حکیم الامت نے بھی ارشاد فرمائی کہ لفظ ایسا مطلق بیان کے لیے بھی آتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ اللہ ایسا قادر ہے اب یہاں نہ تشبیہ ہے اور نہ برابری۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ گفتگو حکیم الامت رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم مبارکہ کے متعلق نہیں کر رہے بلکہ وہ تو لفظ عالم الغیب پر گفتگو کر رہے ہیں کہ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب بعض علم کی وجہ سے کہا جاتا ہے تو

إِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا
ترجمہ: بے شک یہ نصیحت ہے جو چاہے اپنے رب کی راہ اختیار کرے
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المؤمن فتاش والمنافق لقاف
مومن تحقیق اور تفتیش کرنے والا ہوتا ہے اور منافق حق کو چھپانے والا ہوتا ہے
تلخیص الخبیر فی احکام التکفیر
انکشاف حق
مصنف
حضرت مولانا مفتی خلیل احمد خان صاحب قادری برکاتی بجنوری ثم البدایونی مدظلہ العالی
سرپرست مدرسہ ظفر العلوم بڑھ والی مسجد محلہ سوتھہ بدایوں یوپی
باہتمام
مولوی قاری فضیل الظفر خاں ناظم مدرسہ ظفر العلوم بڑھ والی
مسجد محلہ سوتھہ بدایوں یوپی

جو شیوۂ سخن اہل دل مگو خطا ست — سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجا ست

ترجمہ: جب تو اہل دل کے کلام کو سنے تو اسکو خطا نہ کہو تو خود سخن کا پہچاننے والا نہیں اے دل بر خطا ادھر ہے۔

پھر غور کیجئے یہی مولوی اشرف علی صاحب اپنی کتاب حفظ الایمان کے ص۸ کی پہلی سطر میں لکھتے ہیں۔

"آپ ایجاد و بقائے عالم کے سبب ہیں"

یعنی تمام عالم کی پیدائش و ایجاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ہوئی اور تمام عالم کی بقا بھی آپ کے سبب سے ہے یعنی تمام عالم اپنی پیدائش و بقا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ شریفہ کا حاجت مند ہے پھر اسی حفظ الایمان ص۹ پر ہے۔

"نبوت کیلئے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو تمام حاصل ہو گئے تھے"

اس میں صاف صاف بیان ہے کہ جو علوم نبوت کے لئے لازم و ضروری تھے وہ علوم آپ کو تمام و کمال کے ساتھ حاصل ہو گئے تھے جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم کی پیدائش اور تمام عالم کی بقا کا سبب مان رکھا ہے اور تمام علوم عالیہ شریفہ لوازم نبوت کا جامع مان رہا ہے کیا معاذ اللہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کی برابری زید و عمر و مجانین و بہائم و حیوانات کے علم سے کرے گا۔

افسوس عقل و انصاف کو ترک کر دینا اور اپنی انفرادی رائے کو تمام اہل علم کی رائے پر ترجیح دیدینا عیب کہ مصنف خود اپنی عبارت کے لئے اس مضمون کا انکار صریح کر رہا ہے اور دوسرے اہل علم بھی اس خبیث مضمون کو اس عبارت کیلئے نہیں مانتے پھر بھی وہی کہنا دین و دیانت کے خلاف نہیں تو اور

فرمادے۔ لہٰذا تقریظ نگار کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ پوری دیانت داری اور علمی و تحقیقی انصاف کے تقاضے ملحوظ رکھتے ہوئے اُس کتاب پر تقریظ لکھنے سے پہلے اُس کے مسوّدات و مندرجات کو اچھی طرح پڑھ لے، حوالہ جات اصل کتب سے دیکھ کر تسلّی کرلے، کیونکہ تقریظ لکھنے کے بعد اُس کی صحت و سُقم اور قوت و ضعف کی ذمّہ داری مصنّف پر کم اور تقریظ نگار پر زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے جو لوگ واقعی اربابِ علم اور اصحابِ تحقیق ہوتے ہیں، وہ کبھی شوقیہ اور پیشہ ورانہ تقریظ نگار بننا قطعاً پسند نہیں کرتے، لیکن اگر اُنہیں یہ ذمّہ داری سونپ ہی دی جائے تو پھر وہ اِسے پوری دیانت داری سے نباہتے ہیں۔ لہٰذا دنیائے علم کے اِس مسلّمہ ضابطہ کی رُو سے جب مولوی محمد احمد چشتی نظامی بصیر پوری نے اپنی بدنامِ زمانہ کتاب ''حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ''، لکھی، جس کا ایک ایک لفظ بُغض و عناد اور تعصّب و خیرہ چشمی کا شاخسانہ ہے، بلکہ عنوانِ کتاب میں موجود لفظِ ''حکایت'' ہی مصنّف کے قلبی فساد اور رُوحانی عناد کی غمّازی کے لئے کافی ہے۔ بقولِ حکماء ع

در خانہ اگر کس است یک حرف بس است

تو اُس نے اپنی یہ علمی (بزعمِ خویش) کوشش مولوی اشرف سیالوی صاحب کے سامنے پیش کی، تاکہ یہ اُس پر تقریظ نگاری کے جوہر دکھائیں، لہٰذا اُنہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ع

بس کُود پڑے آگ میں دیکھا نہ دیکھی

اور یوں اپنے غرورِ ہمہ دانی میں مبتلا ہو کر ایسی ایسی چیستانیاں رقم فرمائیں کہ علم و تحقیق کی دنیا میں جہالت و خودسری کی ایک نئی تاریخ رقم کر ڈالی۔ مصنّف کی تمام تر گستاخیوں کی تائید و تصدیق کرتے ہوئے اُس پر مزید اپنی طرف سے وہ گُل فشانیاں فرمائیں کہ اہلِ علم

مولوی عبدالرشید نعمانی دیوبندی صاحب وغیرہ سے:

''نورمبین ﷺ'' نامی ایک ضخیم کتاب (آٹھ سو سے زائد صفحات پر مشتمل) سامنے ہے۔ اس پر مؤلف کے طور پر کسی ڈاکٹر حامد حسن بلگرامی صاحب کا نام لکھا ہے جب کہ دیگر کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ مشہور دیوبندی مصنف مولوی عبدالرشید نعمانی صاحب کی تصدیق وتقریظ ثبت ہے اس طرح سے اس کے مضامین کے وہ بھی ذمہ دار قرار پاتے ہیں۔ کتاب ہٰذا میں پیش نظر عنوان کے مطابق ایک ایک شق جگہ جگہ صراحت کے ساتھ موجود ومرقوم ہے۔ جیسے رسول اللہ ﷺ کا اصل ومنبع ومخزن جملہ کمالات، اول الخلق نیز متقدم فی النبوۃ والرسالۃ اور آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بھی منصب نبوت پر فائز اور بالفعل نبی ہونا وغیرہ وغیرہ۔ ملاحظہ ہو (صفحہ ۱۹، ۶۴، ۶۷، ۶۹، ۷۱، ۷۲، ۳۰۳، ۳۱۹، وغیرہا، طبع فیروز سنز، لاہور، پنڈی، کراچی)۔

مفتی رشید احمد دیوبندی صاحب سے:

دیوبندی عقیدہ کے ایک شخص نے ایک مضمون لکھا اور اس میں متعدد احادیث کے حوالہ سے ثابت کیا کہ آپ ﷺ نہ ہوتے تو افلاک، دنیا، جنت جہنم کچھ نہ ہوتا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت کو بھی ظاہر نہ فرماتا۔ نیز لکھا کہ یہ احادیث صحیح ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ''ان آدم وجمیع المخلوقات خلقوا لاجل محمد ﷺ'' آدم علیہ السلام اور جملہ مخلوقات آپ ﷺ کی وجہ سے پیدا کیے گئے۔ تحریر کنندہ نے اسے تصدیق یا تردید کے لیے اپنے بزرگ مفتی رشید احمد (مالک اخبار ضربِ مؤمن نیز الرشید ٹرسٹ) کے پاس بھیجا۔ موصوف نے لکھا: ''میں اس تحریر سے متفق ہوں''۔ ملاحظہ ہو (احسن الفتاویٰ، صفحہ ۱۵۱، طبع ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)۔

قاری طیب مہتمم دیوبند سے:

''آپ ﷺ سے نبوت چلتی ہے (الیٰ) آپ ﷺ نے اپنی نبوت کی اولیت کا توان الفاظ میں اعلان فرمایا کہ میں نبی بن چکا تھا جب کہ آدم ابھی روح اور جسم کے درمیان ہی تھے (الیٰ) جمع کرنے کی صورت یہ فرمائی میں خلقت میں سب سے پہلا ہوں اور بعثت کے لحاظ سے سب سے پچھلا'' ملاحظہ ہو (آفتاب نبوت، صفحہ ۸۲، ۸۳)۔

براہین قاطعہ اور تقدیس الوکیل

آپ کو یاد ہوگا کہ "براہین قاطع" جو خلیل احمد انبیٹھوی کی طرف منسوب ہے۔ جو اس سال حج کرنے آیا ہے اور ابھی تک مکہ مکرمہ میں موجود ہے۔ اس کتاب پر اس کے استاد رشید احمد گنگوہی نے تصدیقی اور تائیدی تقریظ لکھی ہے اور اس کے حرف حرف کو صحیح قرار دیا ہے۔ ہمارے علماء حجاز (مکہ و مدینہ) نے اس کتاب کو مسترد کر دیا ہے اور اس کے رد لکھے ہیں۔ حضرت مولانا اجل محمد صالح ابن مرحوم صدیق کمال حنفی نے (جو اس وقت احناف کے جید مفتی ہیں) مولانا غلام دستگیر قصوری کی کتاب "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل" پر زبردست تقریظ لکھ کر ان دونوں کو گمراہ اور گمراہ گر ثابت کیا ہے آپ نے فرمایا۔ "براہین قاطعہ" کا مصنف اور اس کے تمام مؤید اور مصدق بالیقین زندیق اور گمراہ ہیں۔ ہمارے سردار شیخ العلماء مکہ مفتی شافعیہ مولانا اجل محمد سعید باالصیل نے فرمایا۔ براہین قاطعہ کا مصنف اور اس کے جتنے مؤید ہیں۔ وہ شیطانوں کے مشابہ ہیں۔ وہ بے دین ہیں اور گمراہ ہیں اس وقت کے مفتی مالکیہ جناب فاضل محمد عابد ابن مرحوم شیخ حسین نے براہین قاطعہ کے رد کرنے والوں کی تعریف کی۔ اور اس کے مؤلف کو وقت کا فتنہ قرار دیا ہے۔ مفتی حنبلیہ مولانا خلف بن ابراہیم نے فرمایا کہ مؤلف براہین قاطعہ اور اس کے مؤیدین کا رد کرنے والے بر ہیں۔ مدینہ منورہ کے مفتی حنیفہ مولانا اجل عثمان بن عبدالسلام داغستانی نے فرمایا۔ براہین قاطعہ والے کا زبردست رد میں نے پڑھا ہے۔ براہین کی عبارت شکوک کا ایک چٹیل میدان ہے وہ پانی کا سراب دکھانے والی کتاب ہے اور اپنی بھونڈی باتوں کو جوڑ کر بے عقلوں کو دھوکا دیتی ہے۔ مجھے اپنی جان کی قسم براہین قاطعہ کا مصنف ایک دھوکہ باز مصنف ہے اور گمراہیوں کے کانٹوں میں پھنسا ہوا ہے۔

علوم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ مکرمہ میں آٹھ گھنٹے میں لکھی جانے والی بے مثال تاریخی کتاب

الدولۃ المکیۃ

اردو ایڈیشن

●

تصنیف و تالیف عربی

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ

تعلیق و ترجمہ اردو
حجۃ الاسلام
حضرت مولانا حامد رضا خاں قادری

ترتیب و تزئین نو
پیرزادہ
علامہ اقبال احمد فاروقی ایم اے

●

مکتبہ نبویہ — گنج بخش روڈ — لاہور

46

"الاستمداد" میں آپ کے اس منظوم ارشاد سے بھی ظاہر ہے:

میرا امجد، مجد کا پکا، ان سے سب کچیاتے یہ ہیں

جب کہ بہارِ شریعت آپ کی پسند فرمودہ کتاب ہے۔ چنانچہ اس کے حصہ دوم پر اپنی تصدیق و تقریظ میں آپ نے فرمایا: "ایسی کتاب کی ضرورت تھی" اور جملہ مسائل میں اس کی تالیف کی تکمیل اور اس میں برکت کی دعا فرمائی۔ (صفحہ ۹۲)۔ بناءً علیہ بہارِ شریعت میں تحریر کردہ یہ عقیدہ اعلیٰ حضرت کا بھی ہوا۔ مزید خود آپ کی صراحت بھی دیکھیے:

✦ اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں: "حضور سیّد المرسلین ﷺ نے حضرت جناب مولی المسلمین علی مرتضیٰ ؓ سے فرمایا (الی) اے ابوالحسن ا بے شک محمد ﷺ رب العلمین کے رسول ہیں اور پیغمبروں کے خاتم اور روشن رو اور روشن دست و پا والوں کے پیشوا، تمام انبیاء و مرسلین کے سردار نبی ہوئے جب کہ آدم آب و گل میں تھے الخ۔ ملاحظہ ہو (تجلی الیقین، صفحہ ۹۱، طبع نوریہ لائل پور، نیز فتاویٰ رضویہ، جلد ۳۰، صفحہ ۲۴۴، طبع جدید)

نیز یہ مضمون بحوالہ قسطلانی آپ کی کتاب الامن والعلیٰ، صفحہ ۱۰۵، میں بھی ہے۔ نیز تجلی الیقین، صفحہ ۱۸، پر متعدد کتب کے حوالہ سے اور کئی صحابہ و تابعین کے طریق سے یہ حدیث پیش فرمائی ہے کہ: "حضور پرنور ﷺ سے عرض کی گئی "متی وجبت لك النبوة" حضور کے لیے نبوت کس وقت ثابت ہوئی؟ فرمایا "وآدم بین الروح والجسد" جب کہ آدم درمیان روح اور جسد کے تھے۔" جبل الحفظ امام عسقلانی نے فرمایا "سنده قوی"

اسی میں صفحہ ۱۰ پر فرمایا: حضور کا ارشاد کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد اپنے حقیقی معنی پر ہے۔"

وجہ استدلال: اس سے واضح ہوا کہ اعلیٰ حضرت آپ ﷺ کے زمانہ قبل تخلیق آدم ؑ سے نبی ہونے کے قائل ہیں اور اسے سیّد عالم ﷺ کا صحیح ثابت شدہ فیصلہ مانتے

اور یہ کتاب مصدقہ ہے مفتی محمد شفیع عثمانی مفتی دار العلوم دیو بند کی، مفتی صاحب موصوف نے اس کتاب علم الفقہ کو مستند اور معتبر قرار دیا ہے ۔ جیسے کہ اسی کتاب کے صفحہ ۳ پر مفتی صاحب موصوف کی تقریظ اعلان کررہی ہے۔

نیز بعض دیو بندی علماء یہ تاثر دیتے ہیں کہ اس مسئلہ میں جو روایات ہیں وہ پایہ ثبوت تک نہیں پہنچتی ۔ فقیر کہتا ہے یہ بات مولوی عبدالشکور اور مفتی محمد شفیع دیو بندی سے پوچھیں کہ پایہ ثبوت تک پہنچتی ہیں یا نہیں ۔ الحاصل اب کسی ایسے شخص کو جو اپنے کو دیو بندی کہلاتا ہے اس مبارک عمل سے انکار کی گنجائش نہیں ہے لیکن اگر دل میں بغض بھرا ہوتو اس کا کیا علاج۔

اللھم ارزقنا حبک وحب من یحبک
وحب عمل یقر بنا الی حبک ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الکریم الحبیب الحسیب وعلی الہ و اصحا بہ اجمعین۔
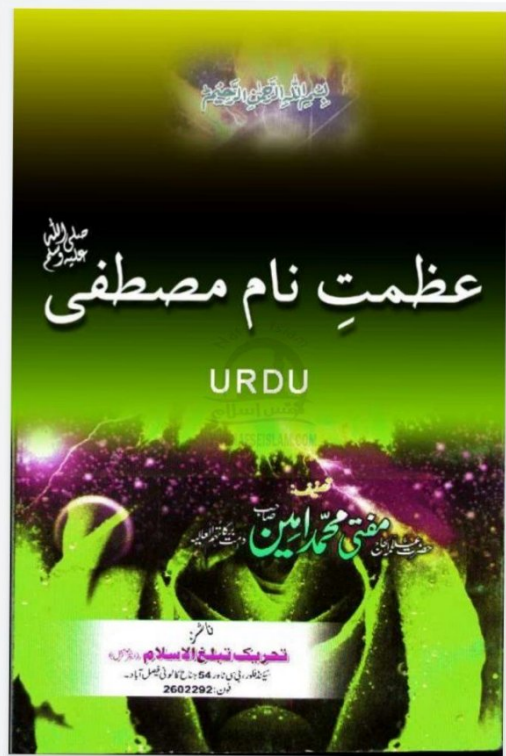
بکفر الغیر کفرا جوکوئی کسی غیر کے کفر سے رضامندی کرے وہ کافر ہے اور جو کسی کے کفر کو پسند کرے راضی ہو۔ وہ بھی کافر ہے۔ پس اسقدر کافی ہے اور ان مولوی صاحبان کی نسبت جنہوں نے اس رسالہ کی تصدیق کی ان پر لازم ہے کہ وہ سب آٹھوں کے آٹھوں صدق دل سے توبہ کر کے اسلام میں داخل ہوں اور تجدید نکاح کریں اور آئندہ کے لئے جب کبھی کسی کتاب کی تصدیق کر کے تقریظ لکھیں تو تمام کتاب کو بالاستیعاب پڑھ کر اپنے دستخط کیا کریں۔ صرف ٹائٹل پیج پر ہی اعتبار نہ کرلیا کریں۔ جو ندامت اور خجالت کا موجب ہو اور ساتھ ہی نئے اور پرانے اہلحدیث اور غیر مقلد کی پڑتال بھی کرلیا کریں۔ جبکہ پرانے سردار اہلحدیث مجتہد مطلق دادی کے ساتھ پوتے کے نکاح کا فتویٰ دیدیتے ہیں تو نئے اہلحدیث قرآن شریف ہی کا انکار کیوں نہ کریں۔ فقط۔

ماعندی من الجواب و الله اعلم بالصواب ۔

حررہ فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم فضل آباد۔

رسالہ اثبات التوحید کے مقرظین کے نام اور ان کی مختصر کیفیت

اب میں ان مولوی صاحبان غیر مقلدین کے نام اور کچھ مختصر کیفیت لکھتا ہوں جن کی تحریر مولف نے میرے پاس یہاں فضل آباد ضلع گورداسپور میں جہاں میں ایک مسجد اپنی اراضی میں اپنے چاہ کے پاس تعمیر کے لئے آیا ہوا ہوں بھیجی ہے اور اسی جگہ سے استفتا بھیجا گیا تھا اور مولوی صاحبان نے اپنی دیانت سے فتویٰ کفر رسالہ اثبات التوحید کے مولف پر دیا اور آپ بھی اس کے ساتھ ملوث ہو گئے۔ ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ کسی کافر کی حمایت کرتے ہوئے خود بھی اسی میں داخل ہو گئے۔ یہ بات بلاعذر قبول کرنی پڑے گی کہ غیر مقلد کی تصدیق وہی کرے گا جو خود غیر مقلد ہوگا۔ ومن یتولھم منکم فانہ منھم قرآن شریف شاہد ہے۔

(۱) مولوی احمد علی صاحب حنفی قادری خطیب مسجد لائن والی شیرانوالہ دروازہ لاہور آپ خلافت کمیٹی کے ممبر اور فرقہ گاندھویہ میں داخل ہیں۔ آپ بہت سارو پیہ لوگوں کا لے کر کابل کو ہجرت کر گئے تھے۔ پھر ہجرت توڑ کر واپس آ گئے۔ آپ پورے غیر مقلد ہیں۔ اخبارات میں آپ کا خاکہ چھپ چکا ہے۔ دھوکا یہ ہے کہ اپنے آپ کو حنفی اور ساتھ اس کے قادری بھی لکھتے ہیں اور ایک غیر مقلد کی کتاب کی تصدیق کر کے تقریظ بھی لکھتے ہیں۔ حالانکہ آپ نے اس کتاب کو دیکھا بھی نہیں یہ اس کتاب کی تصدیق کرتے جس میں قرآن شریف سورہ اعظم فاتحہ سے انکار کیا گیا ہے اور پھر اس منکر کو اپنے فتویٰ میں کافر لکھتے ہیں۔ فتویٰ درج ہو چکا ہے اور کافر کی تائید اور تصدیق کر کے خود بھی اسی کے ساتھ شامل ہوتے ہیں۔ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

(۲) مولوی حافظ نجم الدین حنفی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور۔ آپ بھی حنفی ہیں۔ معلوم نہیں کس علم دینی کے پروفیسر ہیں؟ ایک غیر مقلد کے کفریات کی تصدیق کر کے ثواب کفر حاصل کر سکتے ہیں۔

(۳) مولوی خواجہ عبدالغنی پروفیسر جامعہ ملیہ علیگڑھ معلوم نہیں ہوتا۔ پروفیسر صاحب کون سے علم دینیات کے پروفیسر ہیں
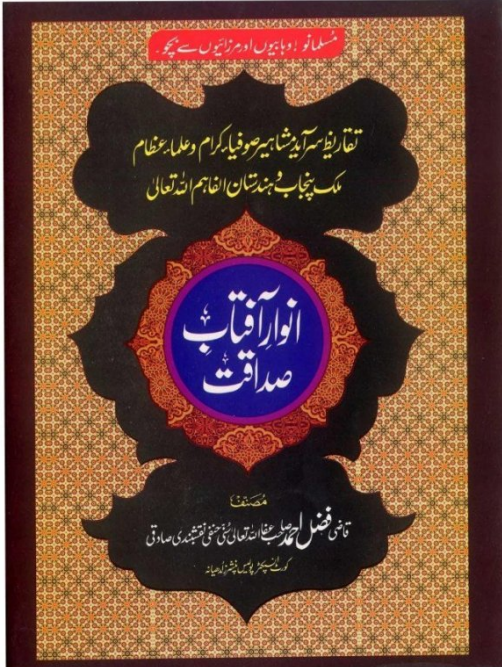
المُهنّد علی المُفنّد

یعنی

عقائد علماء اہل سنّت دیوبند

فخر المُحدّثین

حضرۃ مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس سرہ العزیز

المُتوفی ۱۳۴۶ھ

المیزان ناشران و تاجران کُتب

الکریم مارکیٹ اُردو بازار، لاہور پاکستان فون: ۷۲۱۲۷۶۲، ۷۱۲۲۹۸۱-۰۴۲

من كمالات النبوة لانه يشرك فيه سائرهم و لو لم يلتزم طولب بالفارق ولن يجد اليه سبيلا انتهى كلام الشيخ التهانوى فانظروا يرحمكم الله فى كلام الشيخ لن تجدوا مماكذب المبتدعون من اثر فحاشا ان يدعى احد من المسلمين المساواة بين علم رسول الله صلى الله عليه وسلم و علم زيد و بكر وبهائم بل الشيخ يحكم بطريق الالزام على من يدعى جواز اطلاق علم الغيب على رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلمه بعض الغيوب انه يلزم عليه ان يجوز اطلاقه على جميع الناس و البهائم فاين هذا عن مساواة العلم التى يفترونها عليه فلعنة الله على الكاذبين. ونتيقن بان معتقد مساواة علم النبى عليه السلام مع زيد و بكر و بهائم ومجانين كافر قطعاً وحاشا الشيخ دام مجده ان يتفوه بهذا و انه لمن عجب العجائب.

مسلمان رسول اللہ ﷺ کے علم اور زید و بکر و بہائم کے علم کو برابر کہے بلکہ مولانا تو بطریق الزام یوں فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ پر بعض غیب جاننے کی وجہ سے عالم الغیب کے اطلاق کو جائز سمجھتا ہے اس پر لازم آتا ہے کہ جمیع انسان و بہائم پر بھی اس اطلاق کو جائز سمجھے پس کہاں یہ اور کہاں وہ علمی مساوات جس کا مبتدعین نے مولانا پر افتراء باندھا۔ جھوٹوں پر خدا کی پھٹکار، ہمارے نزدیک متیقن ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے اور حاشا کہ مولانا دام مجدہ ایسی واہیات منہ سے نکالیں۔ یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے۔

السوال الواحد والعشرون

اتقولون ان ذكر ولادته صلى الله عليه وسلم مستقبح شرعا من البدعات السيئة المحرمة ام غير ذلك

اکیسواں سوال

کیا تم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ذکر ولادت شرعاً قبیح سیئہ حرام ہے یا اور کچھ؟

اتحاد بین المسلمین

وقت کی اہم ضرورت

از

مجاہد ملت مولانا محمد عبد الستار خان نیازی

وائس پریذیڈنٹ ورلڈ اسلامک مشن

الدعوۃ الاسلامیہ عالمیہ

مکتبہ رضویہ ۲۵ لاہور

پیدا ہوگئی ہیں اور اکثر لوگ اُنہیں پڑھ کر مبہوت رہ گئے۔ خود ان فرقوں کے پابند لوگوں نے بھی معذرت خواہانہ انداز اِختیار کرلیا۔ حاشا وکلّا اِس بیان سے کسی گروہ کی تحقیر و تنقیص مقصود نہ تھی ہم صرف یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ اِختلافات فروعی نہیں ـــــ اصُولی ہیں۔ المہنّد کی اشاعت کے بعد تمام غلط فہمیاں دُور ہوجاتی ہیں اور موافقت کی راہ کھُل جاتی ہے۔ بنا بریں اختلافی مسائل کی بابت عقائد علماء دیوبند مشمولہ المہنّد علی المفنّد کا اور اکابر علماء دیوبند کی دیگر تصانیف میں سے متعلقہ اُمور کا تذکرہ مناسب اور ضروری معلوم ہوتا ہے ـــــ

(۱) "جو شخص نبی علیہ السّلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وُہ قطعاً کافر ہے۔"

(خلیل احمد انبیٹھوی، مولانا: المہنّد علی المفنّد مطبُوعہ کراچی، ص ۳۶)

۲۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی اپنے پیر و مُرشد مولانا نُور محمّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵۹ھ) کو امداد کے لیے پکارتے ہُوئے لکھتے ہیں ؎

تم ہو اَے نُورِ محمّد خاص محبُوبِ خدا ۔۔۔ ہند میں ہو نائب حضرت محمّد مصطفیٰ

تم مددگار مدد اِمداد کو پھر خوف کیا ۔۔۔ عشق کی بُرسن کے باتیں کانپتے ہیں دست و پا

اَے شہِ نُورِ محمّد وقت ہے اِمداد کا ۔۔۔ آسرا دُنیا میں ہے اَزبس تمہاری ذات کا

(شمائم اِمدادیہ، ص ۸۳، اِمداد المشتاق الی اشرف الاخلاق ص ۱۱۶)

۳۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی (۱۲۴۸ھ ـ ۱۲۹۷ھ) بانی مدرسہ دیوبند "قصائدِ قاسمی" کے صفحہ ۵، ۸ پر لکھتے ہیں ؎

مدد کر اَے کرمِ احمدی کہ تیرے سوا ۔۔۔ نہیں ہے قاسمِ بےکس کا کوئی حامی کار

مگر کرے مری رُوح القدس مددگاری ۔۔۔ تو اُس کی مدح میں مَیں بھی کرُوں رقم اشعار

جو جبرئیل مدد پر ہو فکر کی میرے ۔۔۔ تو آگے بڑھ کے کہوُں اے جہان کے سردار

۴۔ "کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا۔ اور جو اِس کا قائل ہو کہ

اتحاد بین المسلمین
وقت کی اہم ضرورت

مجاہد ملت مولانا محمد عبد الستار خان نیازی
وائس پریذیڈنٹ ورلڈ اسلامک مشن
(الدعوة الاسلامیة العالمیة)

مکتبہ رضویہ ۲۵ لاہور

محکمہ تعلیم کے بعض مولویوں کی خدمات حاصل کیں جنہوں نے عظمت واحترام رسالت کے خلاف ہرزہ سرائی کی اور بقول حضرت علامہ اقبالؒ ؎

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

"روحِ محمدؐ" یعنی جذبۂ عشق واطاعتِ رسول کو ختم کرنے کا پیغام ابلیس نے اپنے سیاسی فرزندوں کے نام دیا۔ بہرحال تاریخی اعتبار سے ملت کے اندر یہ داخلی فتنہ و خلفشار انگریز کی آمد سے شروع ہوگیا تھا جب اِس فتنہ کے آلہ کار کالے پادری مرکھپ گئے تو ان کے جانشینوں نے انگریز کے سازشی پروگرام کو جاری رکھا اور ابھی تک "اُمتِ محمدیہ" اِن صدمات سے نجات حاصل نہیں کرسکی۔ تاہم انگریز کی آمد سے قبل مسلمانوں کا تعارف اور اجماع جس ایک نام سے تھا وہ اہلِ سنت والجماعت ہے۔ تمام فرقہ وارانہ ناموں کو چھوڑ کر صرف اہلِ سنت وجماعت کہلائیں۔ کیونکہ یہ نام بموجب ارشادِ نبوت "فعلیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین"[1] اور "علیکم بالجماعة فانه من شذ شذ فی النار"[2] خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھ دیا ہے۔

نکتہ نمبر ۲۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابریؒ کی عظمت اور مرتبے کو سب لوگ تسلیم کرتے ہیں۔ تمام اکابر علماء دیوبند بالواسطہ یا بلاواسطہ حضرت حاجی صاحبؒ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہیں۔ برِصغیر یا عالمِ اسلام میں جس قدر اختلافی مسائل پائے جاتے ہیں سب کا جامع ومانع حل انہوں نے پیش کردیا ہے۔ اگر تمام مکاتبِ فکر کے علماء اور متبعین حاجی صاحب کی تصنیف "فیصلہ ہفت مسئلہ" کو حَکَم مان لیں تو فرقہ وارانہ اختلافات چشم زدن میں ختم ہوسکتے ہیں۔

نکتہ نمبر ۳۔ علماء دیوبند مولانا محمود حسن اسیرِ مالٹا، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا شاہ عبدالرحیم

[1] ترجمہ:- (۱) تم پر میری سُنت کی اتباع فرض ہے اور میرے خلفاء راشدین جو ہدایت یافتہ ہیں کی اتباع کرو۔
[2] ترجمہ:- (۲) تم پر جماعت کی پابندی فرض ہے جو جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم میں گیا (یعنی خائب وخاسر ہو کر برباد ہوا)

رائے پوری، مولانا حافظ محمد احمد مہتمم دارالعلوم دیوبند ابن مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا عزیز الرحمن مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند، مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی کی مصدقہ کتاب "المہند علی المفند" مصنفہ مولانا خلیل احمد انبیٹھوی کی جو اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کی تصنیفات "حسام الحرمین" اور "الدولة المکیة" کے جواب میں شائع ہوئی جس میں اُنہوں نے اپنے عقائد ونظریات کی وضاحت کی ہے، ایک نہایت ہی مفید کتاب ہے۔ اس پس منظر میں علماء دیوبند "المہند" میں درج شدہ فیصلوں کو اختلافی مسائل میں نافذ العمل کرلیں تو تمام متنازعہ فیہ عقائد ونظریات کا نہایت ہی معقول ومدلل جواب مل سکتا ہے۔ اپنے اس عقائد نامہ کو حَکَم ماننے کے بعد دوسرا اقدام یہ کریں کہ پبلک پلیٹ فارم سے اپنے مخالفین کے خلاف طعن وتشنیع سے مکمل اجتناب کریں۔

نکتہ نمبر ۴۔ انگریزی محاورہ ہے (LIVE AND LET OTHERS LIVE) "زندہ رہو اور زندہ رہنے دو"

اگر کوئی مسلمان سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہے تو اُسے پڑھنے دیں اور جو خاموشی سے بیٹھ کر درود شریف پڑھے تو اُسے مجبور نہ کیا جائے کہ وہ کھڑے ہوکر بلند آواز سے ضرور پڑھے۔ تمام مسلمان نماز میں "السلام علیک ایھا النبی" پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجتے ہیں تو نماز کے بعد میں اس پر کوئی اعتراض نہ ہونا چاہیئے۔

مسجدوں، خانقاہوں اور اوقاف کے جھگڑے بھی اسی جذبے سے طے ہوسکتے ہیں کہ مسجدوں میں کسی کو نماز پڑھنے سے منع نہ کیا جائے۔ جن لوگوں نے مسجد تعمیر کی ہو اُنہی کے مسلک کی انتظامیہ ہو۔ اگر اس طرح سب فرقے مل کر مرکزی نکتہ عظمت ووقار کو سامنے رکھیں تو پھر اختلاف باقی نہیں رہتا۔

اغیار نے جب بھی کسی اسلامی ملک کو تباہ وبرباد کیا تو مذہبی اختلاف پیدا کرکے مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑادیا۔ فرقہ واریت نے اسلامی وحدت واستحکام کو زبردست نقصان پہنچایا ہے۔ کیا پاکستان کو اب جن مسائل ومشکلات کا سامنا ہے اس کا احساس تمام فرقوں کے رہنماؤں کو نہیں ہے؟ اگر کوئی غیبی ہاتھ انہیں باہم متحد کرنے میں حائل ہے تو پیشتر اس کے کہ خدانخواستہ اندلس، لبنان، تاشقند، سمرقند، بخارا، بغداد، دہلی اور افغانستان جیسے حالات پیدا ہوں۔ ہمارے مراکزِ دینی، مساجد، درس گاہیں و

دوسرے سے طے کر لیں کہ کون کون سی کتب اور کن بزرگوں کے اقوال قابل قبول ہوں گے اور وہ کتب اور معتمد علیہ بزرگ کے حوالے فریقین کو مسلم ہوں گے۔ الحمد للہ ہم اہلسنت کو اسلاف صالحین کے حوالہ جات قابل قبول ہوتے ہیں لیکن مخالفین پر افسوس ہے کہ وہ اسلاف صالحین کے بہت سے بزرگوں کو مجدد اور استاد و مرشد[1] ماننے کے باوجود جب حوالے دکھائے جاتے ہیں تو کہتے ہیں ہمیں صرف قرآن و حدیث چاہیے۔ (اجب قرآن و حدیث پیش کی تصریحات دکھائی جائے تو پھر وہی عادت بے ڈھنگی ....

آخری فیصلہ | اس قاعدہ کی توضیح میں حاشیہ رشیدیہ میں لکھا کہ

اذ المناظر انما یکون مناظرا اذا کان غرضه اظهار الصواب واحقاق الحق لان المناظرة توجه المتخاصمین فی النسبة بین الشیئین اظهار الصواب ومن المعلوم ان طلب صحة النقل اذا کانت معلومة الی ان قال اذا کانت صحة معلوما ینفی ذالك الغرض اصلا فلا یعد مناظرا فی الاصطلاح

(فافهم)

---

[1] دیوبندی بریلوی نزاع کا حل آسان ہے اس لیے کہ جانبین امام ربانی سیدنا احمد سرہندی قدس سرہ کو مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو امام اور شاہ عبدالعزیز و شاہ عبدالحق محدث دہلوی کو مسلم امام و استاذ اور حاجی امداد اللہ فضلائے دیوبند کے مرشد اور علمائے بریلوی کے مسلم بزرگ ہیں انکی تصانیف صحیحہ کو حکم بنایا جائے حضرت مولانا عبدالستار نیازی مدظلہ نے یہی فارمولا پیش کر کے دیوبندیوں اور بریلویوں کو عام دعوت پیش کی اور اخبارات میں بار بار اعلان شائع کیا بریلوی علمائے نے فوراً لبیک پکار دی اور فضلائے دیوبند تا حال نہ صرف خاموش بلکہ منکر ہیں۔
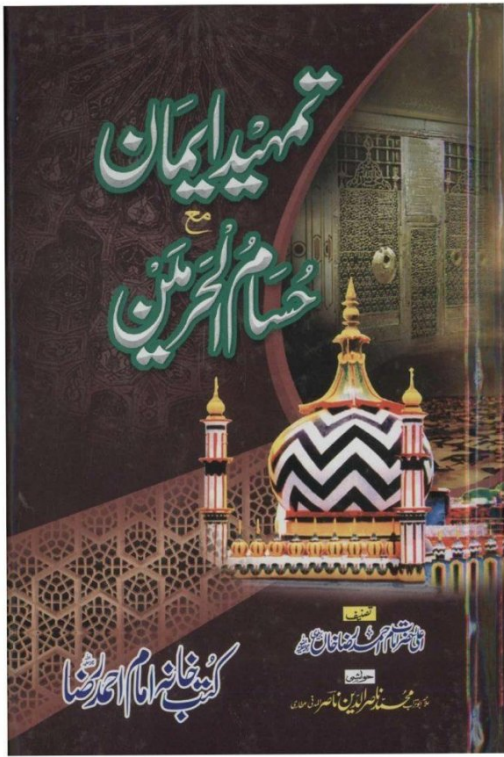
''جن بزرگوں کی تحریروں کے باعث بحث و مناظرہ کی ابتدا ہوئی، وہ تو اب مرحوم ہو چکے اور اپنے رب کے حضور حاضر ہو چکے مگر افسوس ہے کہ جو تلخی اور گرمی آغاز میں پیدا ہوئی، دونوں طرف سے اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔''[۵]

مودودی صاحب یہ تلقین فرما رہے ہیں کہ اب نزاع کو جانے بھی دو، نزاع کھڑا کرنے والے تو اگلے جہان میں پہنچ چکے ہیں، حالانکہ نزاع ان ''بزرگوں'' کی ذات سے نہیں تھا، وجہِ مخاصمت تو یہ عبارات تھیں جو اب بھی من و عن موجود ہیں، جب تک اُن کے بارے میں متفقہ فیصلہ نہیں ہو جاتا، اس نزاع کے خاتمے کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی۔

۱۳۲۴ھ میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المعتمد المستند'' کا وہ حصہ جو فتویٰ پر مشتمل تھا، حرمین طیبین کے علما کی خدمت میں پیش کیا جس پر وہاں کے پینتیس (۳۵) جلیل القدر علما نے زبردست تقریظیں لکھیں اور واشگاف الفاظ میں تحریر کیا کہ مرزائے قادیانی کے ساتھ ساتھ افرادِ مذکورہ بلاشک و شبہ دائرۂ اسلام سے خارجی ہیں اور امام احمد رضا بریلوی کو حمایتِ دین کے سلسلے میں بھرپور خراجِ تحسین پیش کیا، علمائے حرمینِ کریمین کے یہ فتوے ''حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین'' (۱۳۲۴ھ) کے نام سے شائع کر دیے گئے۔

بجائے اس کے کہ گستاخانہ عبارات سے رجوع کیا جاتا، علمائے دیوبند کی ایک جماعت نے مل کر ایک رسالہ ''المہند المفند'' ترتیب دیا جس میں کمالِ چابک دستی سے یہ ظاہر کیا کہ ہمارے عقائد وہی ہیں جو اہلِ سنت و جماعت کے ہیں، حالانکہ باعثِ نزاع عبارات متعلقہ کتابوں میں بدستور موجود تھیں۔ صدر الافاضل حضرت مولانا سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ''التحقیقات لدفع التلبیسات'' لکھ کر

☆۵۔ ''مقالاتِ یومِ رضا''، مرتبہ مولانا عبدالنبی کوکب، ''مکتوبِ مودودی''، حصہ دوم، ص ۶۰
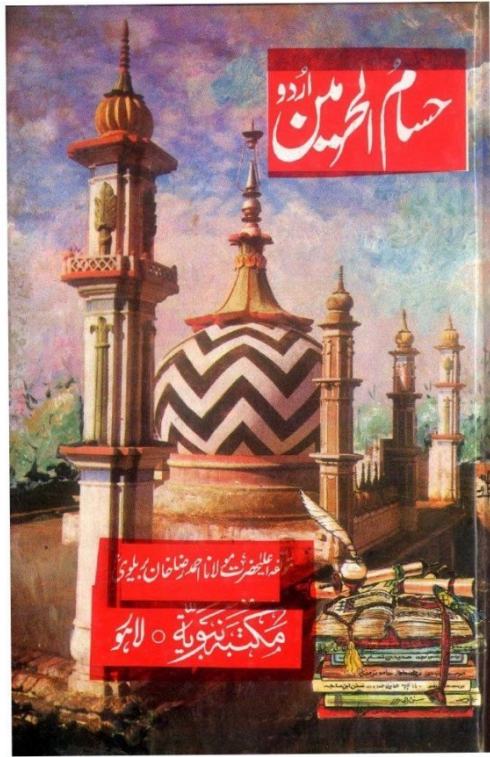
نزاع کے خاتمے کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی۔

۱۳۲۴ھ میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے المعتمد المستند کا وہ حصہ جو فتویٰ پر مشتمل تھا حرمین طیبین کے علماء کی خدمت میں پیش کیا جس پر وہاں کے ۳۵ جلیل القدر علماء نے زبردست تقریظیں لکھیں اور دو ٹوک الفاظ میں تحریر کیا کہ مرزائے قادیانی کے ساتھ ساتھ افراد مذکورہ بلاشک و شبہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں اور امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کو حمایتِ دین کے سلسلے میں بھرپور خراجِ تحسین پیش کیا، علمائے حرمین کریمین کے یہ فتوے "حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین" (۱۳۲۴ھ) کے نام سے شائع کر دیئے گئے۔

بجائے اس کے کہ گستاخانہ عبارات سے رجوع کیا جاتا علمائے دیوبند کی ایک جماعت نے مل کر ایک رسالہ "المہند المفند" ترتیب دیا جس میں کمال چابکدستی سے یہ ظاہر کیا کہ ہمارے عقاید وہی ہیں جو اہلِ سنت وجماعت کے ہیں، حالانکہ باعثِ نزاع عبارات متعلقہ کتابوں میں بدستور موجود تھیں، صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہٗ نے "التحقیقات لدفع التلبیسات" لکھ کر اس تلبیس کا پردہ ازہم کر دیا۔

حسام الحرمین کا اثر زائل کرنے کے لیے علماءِ دیوبند نے یہ شوشہ چھوڑا کہ یہ فتوے علماءِ حرمین کو مغالطہ دے کر حاصل کیے گئے ہیں کیونکہ اصل عبارات اردو میں تھیں، ہندوستان (متحدہ پاک و ہند) کے علماء میں سے کوئی بھی حسام الحرمین کا مؤید نہیں ہے، اس پروپیگنڈے کے دفاع کے لیے شیر بیشۂ اہلِ سنت مولانا حشمت علی خان رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے متحدہ پاک و ہند کے اڑھائی سو سے زیادہ نامور علماء کی حسام الحرمین کی تصدیقات "الصوارم الہندیہ" کے نام سے شائع کر دیں۔

دیوبندی مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے علماء اب بھی عام طور پر عوام کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی نے بلاوجہ اکابر دیوبند کی تکفیر کی تھی حالانکہ وہ صحیح معنوں میں مسلمان اور اسلام کے خادم تھے اور "المہند" ایسی کتابوں کی بڑھ چڑھ کر اشاعت کرتے ہیں ان حالات میں حسام الحرمین کے شائع کرنے کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی تاکہ اختلاف کا صحیح پس منظر سامنے آ جائے اور کسی کے لیے مغالطہ آمیزی کی گنجائش نہ رہے، مکتبۂ نبویہ نے اپنی روایات کے مطابق حسام الحرمین کو شائع کر کے اس ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔

۲۲ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ
۳۰ ستمبر ۱۹۷۵ء

محمد عبد الحکیم شرف قادری
لاہور
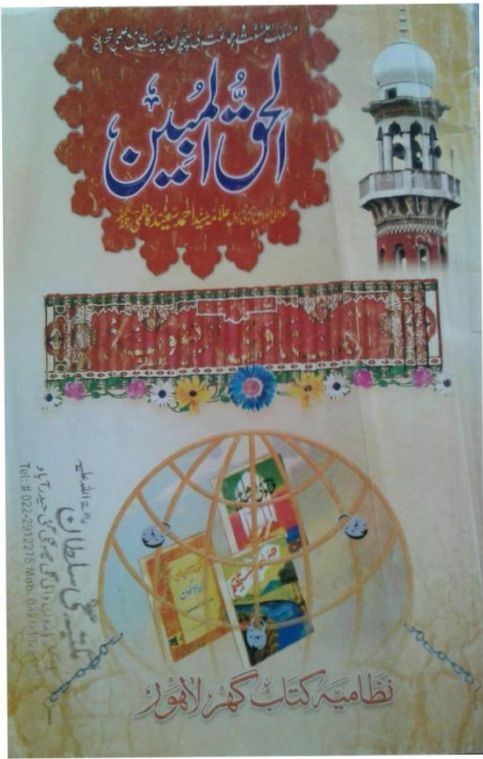
میں علماء دیوبند نے 'حسام الحرمین' کے خلاف تائید میں علماء حرمین طیبین کے فتوے المہند، میں چھاپے اور تمام ملک میں اس کی اشاعت کی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب نے علماء دیوبند کی عبارات کو توڑ مروڑ کر غلط عقائد ان کی طرف منسوب کئے تھے۔ جب علماء دیوبند کی اصل عبارات اور ان کے اصلی عقائد سامنے آئے تو علماء حرمین طیبین نے ان کی تصدیق وتائید فرمادی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ الزام قطعاً بے بنیاد ہے کہ انہوں نے دیوبندیوں کی عبارتوں میں ردوبدل کیا ہے یا غلط عقائد ان کی طرف منسوب کئے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ حسام الحرمین کے شائع ہونے کے بعد دیوبندی حضرات نے اپنی جان بچانے کے لئے اپنی عبارتوں میں خود قطع وبرید کی اپنے اصل عقائد چھپا کر علمائے عرب وعجم کے سامنے اہل سنت کے عقیدے ظاہر کئے ہیں جس پر علمائے دین نے تصدیق فرمائی۔ چونکہ اس مختصر رسالہ میں تفصیل کی گنجائش نہیں۔ اس لئے صرف ایک دلیل اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ کیجئے۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں دیوبندیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ وہ بہت اچھے آدمی تھے۔ اس کے عقائد بھی عمدہ تھے۔ دیکھئے فتاویٰ رشیدیہ جلد اص ۱۱۱ پر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے لکھا کہ

کئے، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ حسام الحرمین کے شائع ہونے کے بعد دیو بندی حضرات نے اپنی جان بچانے کے لئے اپنی عبارتوں میں خود قطع و برید کی، اور اپنے اصل عقائد کو چھپا کر علماء عرب و عجم کے سامنے اہل سنت کے عقیدے ظاہر کئے، جس پر علماء دین نے تصدیقیں فرمائیں، چونکہ اس مختصر رسالہ میں تفصیل کی گنجائش نہیں اس لئے صرف ایک دلیل اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرتا ہوں، ملاحظہ فرمایئے۔
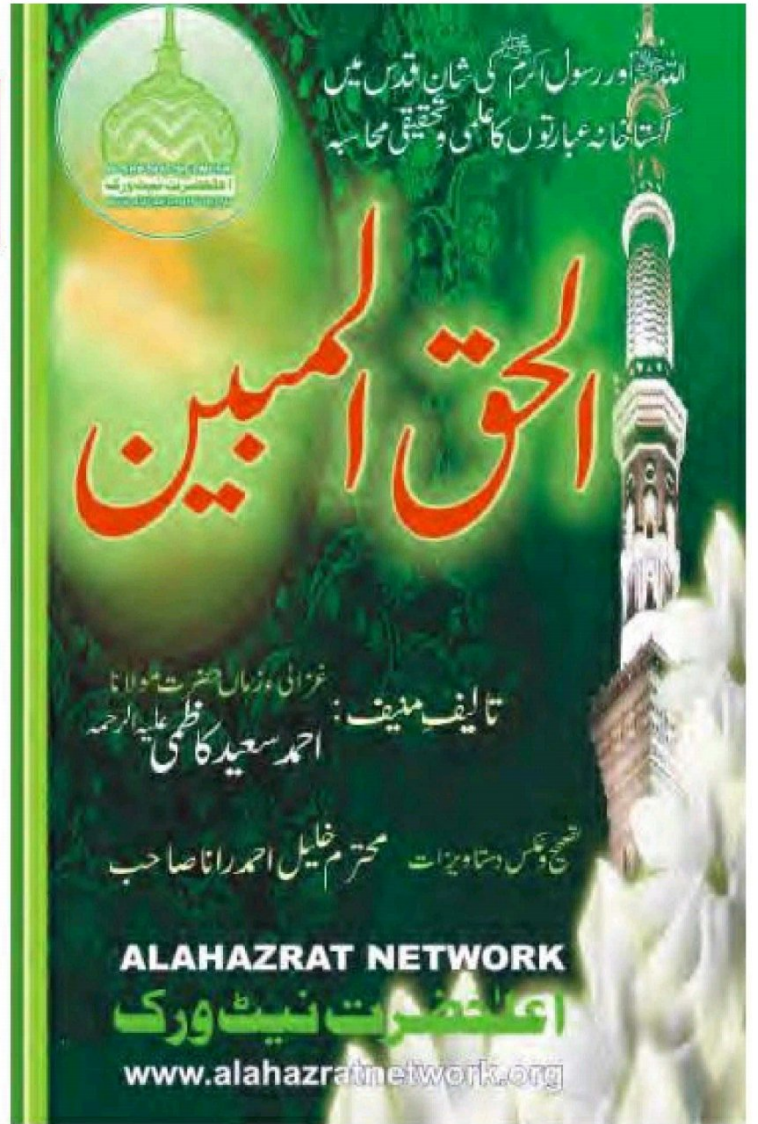
محمد بن عبد الوہاب نجدی کے بارے میں دیو بندیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ وہ بہت اچھا آدمی تھا، اس کے عقائد بھی عمدہ تھے، دیکھئے فتاویٰ رشیدیہ جلد ا ص ۱۱۱ پر مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ!

''محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں، ان کے عقائد عمدہ تھے مذہب ان کا حنبلی تھا، البتہ ان کے مزاج میں حدت تھی، مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں، مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا، اور عقائد سب کے متحد ہیں، اعمال میں فرق حنفی شافعی مالکی حنبلی کا ہے۔ رشید احمد گنگوہی''

ناظرین کرام نے فتاویٰ رشیدیہ کی اس عبارت سے معلوم کر لیا ہوگا کہ دیو بندیوں کے مذہب میں محمد بن عبد الوہاب نجدی کے عقائد عمدہ تھے اور وہ اچھا آدمی تھا، لیکن جب علماء حرمین طیبین نے دیو بندیوں سے سوال کیا کہ بتاؤ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے متعلق تمہارا کیا اعتقاد ہے، وہ کیسا آدمی تھا تو حیلہ سازی سے کام لے کر اپنا مذہب چھپا لیا اور لکھ دیا ہم اسے خارجی اور باغی سمجھتے ہیں، ملاحظہ ہو ''المہند'' ص ۱۹، ۲۰۔

ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے، اس کے چند

العزیز الوھاب لکھ کر دستخط ثبت فرمائے، اور ابو البرکات محی الدین جیلانی آل الرحمٰن محمد عرف مصطفےٰ رضا" کی مہر مولانا حافظ یقین الدین علیہ الرحمۃ کے بھائی سے بنوا کر عطا فرمائی، جو دوسرے حج کے موقع پر جدہ میں اور سامان کے ساتھ گم ہوگئی، اس سفر میں سید علوی مالکی شیخ الحرم المکی اور علامہ سید محمد ابن امین وغیرہ علمائے مکہ نے باصرار اجازت حدیث حاصل کی،

دوسرا حج اسی سال ۱۳۹۰ھ میں کیا ——— حضرت کو بیعت حضرت شاہ مخدوم ابو الحسن احمد نوری قدس سرہ سے ہے، اور اجازت وخلافت والد ماجد سے ہے، لاکھوں افراد آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہیں، جن میں علماء کی تعداد زیادہ ہے، بکثرت علماء کو آپ نے اجازت وخلافت مرحمت کی ہے، درجنوں علماء نے آپ سے افتاء نویسی کی مشق کی، اور ماہر جزئیات واصولیات فقہ ہوئے، حضرت کو شعر وسخن سے بھی خاص لگاؤ ہے۔

حضرت مولانا سید محمد سعید کاظمی امروہوی ملتانی مدظلہ

اصل نام نامی محمد سعید، مگر آپ نے احمد سعید اختیار کیا، حضرت مولانا مختار احمد کے بیٹے (از احفاد سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء میں اپنے وطن امروہہ ضلع مرادآباد میں پیدا ہوئے، اوّل سے آخر تک تعلیم اپنے برادر بزرگ محدث شہیر، عالم کبیر، استاذ العلماء الراسخین حضرت مولانا سید محمد خلیل چشتی صابری مدظلہ سے مدرسہ محمدیہ امروہہ میں پائی ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۹ء میں سند فراغت حاصل کی، بعدہٗ اسی مدرسہ میں فنون کی تدریس پر مامور ہوئے، لاہوری احباب سے ملاقات کے لئے لاہور کا سفر کیا، دار العلوم نعمانیہ کے خلیفہ تاج الدین مرحوم نے آپ کے وفور علمی کی خبر سن کر ملاقات کی، اور دار العلوم میں مدرسی کی پیش کش کی، یہاں بہت جلد آپ کے کمال علمی کا شہرہ ہوگیا، سولہ ماہ قیام کے بعد اوکاڑہ کے مخلصین کی دعوت پر بہر تدریس وہاں تشریف لے گئے، دو برس چھ ماہ وہاں پر علم وفضل کے دریا بہائے،

خواجہ خواجگان اجمیری رضی اللہ عنہ کی تقریب عرس میں وعظ کے لئے ملتان پہونچے، اہل ملتان آپ کی تقریر سے بے حد متاثر ہوئے، شیخ نقیب عالم نے قیام کی دعوت پیش کی، جسے آپ نے قبول کیا، نومبر ۱۹۳۵ء میں ملتان آکر مسجد فتح شیر خاں لوہاری دروازہ گلی امام الدین

عَلَیْھِمْ غَضَبٌ وَّلَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ

المصباح الجدید نے بفضلہ تعالیٰ نہایت خوبی سے دیوبندی مذہب بے نقاب کیا اس پر پردہ ڈالنے کیلئے دیوبندیوں نے کذب و افترا بہتان و تبرا کی پوٹ مقامع الحدید شائع کی اسکا ردِ بلیغ و ابطال شدید کتاب مستطاب مسمیٰ بہ

العذابُ الشدید لصاحب مقامع الحدید

الدیوبندیت

افادات

جلالۃ العلم حافظِ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی

بانی: الجامعۃ الاشرفیہ (عربی یونیورسٹی) مبارکپور، اعظم گڑھ

ناشر

مکتبہ فکرِ رضا

نورانی محلہ، کھیوڑہ، ضلع جہلم

حفظ الایمان وغیرہ کی کفری عبارتیں نقل کر کے علماء اہل سنت سے ان کا شرعی حکم دریافت کیا۔ یہ عبارتیں چونکہ کفر صریح اور خالص توہین رسول ہیں۔ لہٰذا عرب و عجم کے تمام علماء اہل سنت نے متفقہ طور پر کفر کے فتوے دیئے جن کی تفصیل فتاویٰ حسام الحرمین شریف اور الصوارم الہندیہ میں مذکور ہے۔ جب مسلمانوں کو علماء دیوبند کے کفریات اور ان پر شرعی احکامات معلوم ہوئے تو مسلمانوں نے نفرت و لعنت کر کے ان سے انقطاع شروع کر دیا اس سے علماء دیوبند کو نہایت ذلت و رسوائی ہونے لگی اور تیس چالیس برس کی چالبازیوں سے جو اثر قائم کیا تھا زائل ہونے لگا۔ تو انہوں نے مسلمانوں میں اپنا اعزاز باقی رکھنے کے لیے پھر تقیہ کیا اور علماء حرمین شریفین پر اپنی کفری عبارتیں بدل بدل کر پیش کیں اور اپنے عقائد بالکل سنیوں کے مطابق ظاہر کیے اور جن باتوں کو تقویۃ الایمان و براہین قاطعہ وغیرہ میں شرک و کفر لکھا ہے ان کو اپنا ایمان بتایا ان بدلی ہوئی عبارتوں اور سنی عقیدوں پر فتوے مرتب کر کے اس کی تصدیق کرائی جس کا نام المہند رکھا اور خوب اچھل اچھل کر شور مچایا کہ ہم علماء عرب سے اپنے اسلام کی تصدیق کرا کر لائے مگر حقیقت یہ ہے کہ ان چالبازیوں سے کفر اسلام نہیں بنتا۔ البتہ پروپیگنڈا کرنے اور معتقدین کو پھانسنے کا جال ہوسکتا ہے۔ دیوبندی رہبر نے اس حقیقت کو یوں مسخ کیا کہ دشمنان اسلام کے سب سے بڑے ایجنٹ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اکابر علماء دیوبند کی بعض عبارتوں میں قطع برید کر کے فتوائے کفر مرتب کیا چونکہ علماء حرمین شریفین حقیقت حال سے واقف نہ تھے اس لیے انہوں نے اس کفر کے فتوے سے اتفاق کیا۔ باوجودیکہ خان صاحب کی فریب کاری کا حال معلوم ہونے کے بعد علماء حرمین شریفین نے رجوع کر لیا لیکن خان صاحب بریلوی نے اس کے ذریعے جو آگ لگائی تھی وہ آج تک بجھ نہ سکی۔ مقامع الحدید
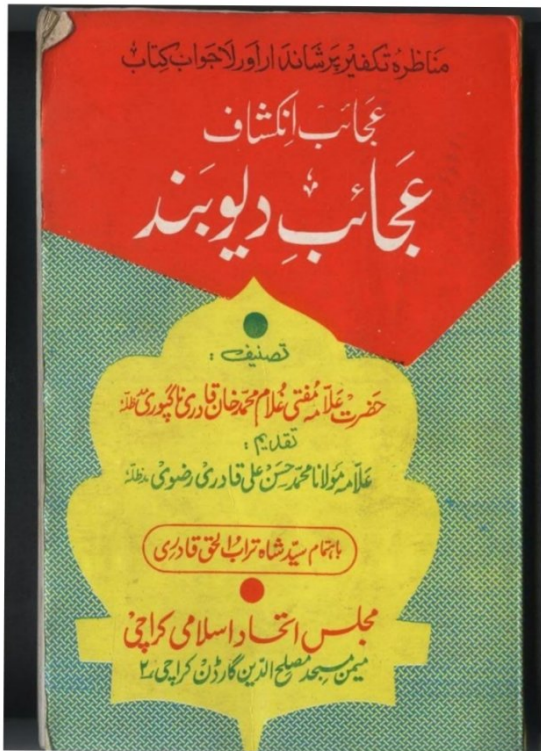
دیا۔ **المهند** کا دوسرا زناٹے دار جواب مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشہ اہل سنت مولانا ابوالفتح عبید الرضا علامہ محمد حشمت علی خاں صاحب قدس سرہ العزیز نے **رادالمهند** ارقام فرمایا جس نے جعلسازیوں کا طلسم توڑ کر رکھ دیا **الشهاب الثاقب** کے نام سے صدر و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد کانگریسی ٹانڈوی صاحب نے حسام الحرمین کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے دوسرا جال بنا وہ اس جال میں خود بری طرح پھنس کر رہ گئے کیونکہ اپنے اکابر دیوبند کی گستاخانہ عبارتوں کی جو تاویل آج تک مولوی منظور سنبھلی سنبھل سنبھل کر اور مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی بھنگ کے کش لگا لگا کر اور عبدالشکور کاکوروی اپنی ذہانت لڑا لڑا کر کرتے آئے تھے حسین احمد صاحب کے **الشهاب** کی تاویلات سب سے مختلف اور متصادم تھیں ان کی ان کی تاویلات کا موازنہ کیا جائے تو بچارے مصنفین **تحذیر الناس**۔ فتویٰ گنگوہی۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان پر تکفیر کی اقبالی ڈگری ہو جاتی ہے۔ بہرحال اس **الشهاب الثاقب** کو بھی محروم نہ رہنے دیا گیا اس کا مدلل و **متحقق** اور سرشکن و معرکتہ الاراء جواب حضرت علامہ اجل محقق سنبھل مولانا مفتی محمد اجمل قادری رضوی سنبھلی رحمتہ اللہ علیہ نے **احقاق الدین علی اکابر المرتدین** عرف ردشہاب ثاقب بروہابی خائب کے تاریخی ناموں کے ساتھ شائع فرما کر ابطال باطل کا حق ادا کر دیا۔ **المهند** کے دورد اور **الشهاب الثاقب** کا یہ جواب مولوی خلیل انبیٹھوی صاحب اور مولوی حسین احمد صاحب کی زندگی ہی میں شائع ہو کر ان کو پہنچ گئے تھے مگر وہ بغیر جواب دیئے رحلت کر گئے اور یہ بے مثال کتابیں اب تک لاجواب ہیں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ سیدنا امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے ہرگز ہرگز قطعا" کوئی دجل و فریب نہ کیا نہ ان کو اس کی ضرورت تھی البتہ اکابر دیوبند نے تنقیص و توہین بھی کی اور توہین آمیز کتابوں کے ہر نئے ایڈیشن میں نوع بنوع تحریف بھی کی اور **المهند** میں اپنے عقائد پر پردہ ڈال کر سینوں کے سے عقائد ظاہر کر کے مصنوعی تصدیقات حاصل کیں۔ تضاد اعظم لکھا ہے "مولانا احمد رضا خان بریلوی ------ نے اپنے علاوہ دنیا بھر کے تمام مسلمانوں پر کفر کے فتوے داغ دیئے" (انکشاف ص ٦) اور صفحہ سات پر خود ہی لکھتا ہے "مولانا احمد رضا کے فتاویٰ کو بے سوچے سمجھے تسلیم کر کے امت محمدیہ کی نصف سے زیادہ آبادی کو قرار دے رہے

ان دونوں عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ فاضل بریلوی کے نزدیک آنحضرت ﷺ کو بالواسطہ بھی جمیع غیوب کا علم حاصل نہیں۔

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

قال: وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک حضورؐ کا علم اتنا اور ایسا ہے جتنا جانور اور چوپایوں کو ہے حفظ الایمان (مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب) میں ہے "پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو" الخ

اقول: چونکہ اب سے پہلے اہلسنت کی جانب سے حفظ الایمان کی اِس عبارت کی توضیح میں متعدد رسائل لکھے جا چکے ہیں جن میں بدلائل قاہرہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ عبارت زیر بحث بالکل بے غبار ہے لہٰذا ہم اس موقعہ پر اس بحث کی تفصیل کرنا محض تطویل لا طائل سمجھتے ہیں ہاں مختصر الفاظ میں اتنا عرض کرتے ہیں کہ جو ملعون ایسا عقیدہ رکھے کہ آنحضرت ﷺ کا علم معاذ اللہ زید عمرو پاگلوں اور چوپایوں کے برابر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے اگر پہلے مسلمان تھا تو مرتد ہے واجب القتل ہے اس ملعون کے ناپاک وجود سے خدا کی زمین کو پاک کر دینا چاہیے۔ خود حضرت مولانا اشرف علی صاحب قدس سرہ ودامت فیوضہم ایسے شخص کے متعلق بسط البنان میں ارقام فرماتے ہیں۔

"جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے (کہ آنحضرت ﷺ کا علم اقدس معاذ اللہ زید عمرو بکر وغیرہ کے برابر ہے) میں اُس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم فخر بنی آدم ﷺ کی۔"

یہ تو تھا اپنے عقیدہ کا اظہار اس کے بعد حفظ الایمان کی اُس عبارت کا صحیح مطلب بھی مختصر الفاظ میں تحریر کیا جاتا ہے۔

ناظرین کرام! حفظ الایمان کی اِس عبارت کا صرف یہ مطلب ہے کہ رضا خانیوں کے اس غلط اور بے بنیاد اصول پر کہ "جس کو بعض مغیبات کا علم بھی حاصل ہو عام ازیں کہ ایک کا ہو یا ایک کروڑ کا اُسی کو عالم الغیب کہا جا سکتا ہے" لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ زید عمرو حتی کہ پاگلوں اور جانوروں کو بھی عالم الغیب کہا جائے کیونکہ غیب کی کسی نہ کسی بات کا علم تو ان حقیر

صادق

سیف یمانی

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی

المشرق للنشر والتوزیع
اردو بازار لاہور

تقاریظ

حضرات اکابر علماء اہل سنت وجماعت متع اللہ الاسلام والمسلمین بطول بقائہم

(۱) قدوۃ الاولیاء زبدۃ الاتقیاء حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب
(دامت فیوضہم وبرکاتہم) قدس اللہ سرہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: بعد الحمد والصلوٰۃ احقر اشرف علی عفی عنہ نے رسالہ ''سیف یمانی'' بالاستیعاب دیکھا جو بعض اہل اہواء کے اعتراضات کے جواب میں لکھا گیا ہے تحقیقی جواب بھی ہے اور الزامی بھی بلا مبالغہ اُس کو جَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ کا مصداق پایا اللہ تعالیٰ مصنف کو اس نصرت حق پر جزائے خیر عطا فرمائے اور رسالہ کو سرمایہ رشد وہدایت بنائے۔ والسلام

(۲) خاتم المفسرین فخار المتکلمین شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی (دامت فیوضہم وبرکاتہم) قدس سرہٗ فرماتے ہیں

رسالہ ''سیف یمانی'' پہنچا تقریباً نصف کا مطالعہ کر چکا ہوں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء مدت سے میری تمنا تھی کہ اس موضوع پر ایک جامع رسالہ لکھا جائے تو بہت فائدہ ہو، کئی مرتبہ خود خیال لکھنے کا ہوا مگر...... یہ اجر آپ کے حصہ میں تھا۔ ماشاء اللہ نہایت سلیس عام فہم اور چست عبارت میں اقوال وارشادات اکابر کا حل کر دیا گیا ہے اگر کسی جگہ عبارت میں کچھ سختی محسوس ہوتی ہے تو میں اس کو وَانْتَصَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا میں داخل سمجھتا ہوں میرے نزدیک ہمارا فرض ہے کہ اس کی اشاعت میں پوری جدوجہد کریں خصوصاً ان اطراف میں جہاں مبتدعین مارقین نے یہ زہر مدتوں سے پھیلا رکھا ہے۔ میں ان شاء اللہ اپنے احباب کو ادھر متوجہ کرونگا۔ حق تعالیٰ آپ کی سعی کو مشکور فرمائے اور مزید خدمات کی توفیق بخشے۔

سیف یمانی

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی

المشرق للنشر والتوزیع
اردو بازار لاہور

تقاریظ

حضرات اکابر علماء اہل سنت و جماعت متع اللہ الاسلام والمسلمین بطول بقائہم

(۱) قدوۃ الاولیاء زبدۃ الاتقیاء حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب (دامت فیوضہم و برکاتہم) قدس اللہ سرّہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: بعد الحمد والصلوٰۃ احقر اشرف علی عفی عنہ نے رسالہ ''سیف یمانی'' بالاستیعاب دیکھا جو بعض اہل اہواء کے اعتراضات کے جواب میں لکھا گیا ہے تحقیقی جواب بھی ہے اور الزامی بھی بلا مبالغہ اُس کو جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ کا مصداق پایا اللہ تعالیٰ مصنف کو اس نصرت حق پر جزائے خیر عطا فرمائے اور رسالہ کو سرمایہ رشد و ہدایت بنائے۔ والسلام

(۲) خاتم المفسرین فخار المتکلمین شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی (دامت فیوضہم و برکاتہم) قدس سرہٗ فرماتے ہیں

رسالہ ''سیف یمانی'' پہنچا تقریباً نصف کا مطالعہ کر چکا ہوں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء مدت سے میری تمنا تھی کہ اس موضوع پر ایک جامع رسالہ لکھا جائے تو بہت فائدہ ہو، کئی مرتبہ خود خیال لکھنے کا ہوا مگر...... یہ اجر آپ کے حصہ میں تھا۔ ماشاء اللہ نہایت سلیس عام فہم اور چست عبارت میں اقوال وارشادات اکابر کا حل کر دیا گیا ہے اگر کسی جگہ عبارت میں کچھ سختی محسوس ہوتی ہے تو میں اس کو وَانْتَصَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا میں داخل سمجھتا ہوں میرے نزدیک ہمارا فرض ہے کہ اس کی اشاعت میں پوری جدوجہد کریں خصوصاً ان اطراف میں جہاں مبتدعین مارقین نے یہ زہر مدتوں سے پھیلا رکھا ہے۔ میں ان شاء اللہ اپنے احباب کو ادھر متوجہ کرونگا۔ حق تعالیٰ آپ کی سعی کو مشکور فرمائے اور مزید خدمات کی توفیق بخشے۔

سیف یمانی

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی

المشرق للنشر والتوزیع
اردو بازار لاہور

(۳) تقریظ از رئیس المناظرین زبدۃ العلماء العارفین قدوۃ الفضلاء الراسخین حجۃ اہل السنۃ علی العالمین حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب لکھنوی مدیر ''النجم'' (دامت فیوضہم) رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامداً ومصلیاً

امابعد: اس حقیر نے رسالہ ہذا موسوم بہ ''سیف یمانی بر مکائد فرقہ رضا خانی'' کو دیکھا اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے ان تمام مسائل پر اچھی طرح روشنی ڈالی ہے جو مابین اہلسنت وجماعت وفرقہ جدیدۂ محدثۂ رضا خانیہ مختلف فیہ ہیں۔ مخالفین کے محدثات کو بدلائل شافیہ رد کیا اور اصول مناظرہ کے مطابق ہر بات کا جواب دیا امید ہے کہ رضا خانی صاحبان بھی اگر بنظر انصاف مطالعہ کریں گے تو سمجھ لیں گے کہ حق یہی ہے اور اہلسنت وجماعت کا مسلک اور احناف کرام کا مذہب یہی ہے لاغیر: واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم:

کتبہ احقر عباد اللہ محمد عبد الشکور عافاہ مولاہ ۲۹۔ ذیقعدہ ۱۳۴۸ھ

(۴) تقریظ از سلطان المناظرین عمدۃ المتکلمین حضرت مولانا محمد مرتضیٰ حسن چاند پوری صاحب صدر شعبۂ تبلیغ دار العلوم دیو بند (دامت فضائلہم وفواضلہم) رحمۃ اللہ علیہ

میں نے رسالہ ''رشاد الاخیار'' (ملقب بہ سیف یمانی) اکثر مقامات سے سنا اللہ تعالیٰ کی ذات سے قوی امید ہے کہ طالبان حق کے لیے یہ رسالہ مفید ثابت ہوگا۔ جو لوگ دیدہ ودانستہ اہل حق کے خلاف کرتے ہیں اُن کی ہدایت کی تو بظاہر کوئی توقع نہیں ہاں جو لوگ ناواقفیت کی وجہ سے دھوکہ میں پڑ گئے اُن کی تسلی کے لیے یہ رسالہ ان شاء اللہ تعالیٰ کافی ہے اللہ تعالیٰ مولوی محمد منظور صاحب نعمانی سنبھلی (سلمہم اللہ تعالیٰ) کو جزائے خیر عنایت فرمائے کہ انہوں نے مسلمانوں پر یہ احسان فرمایا...... دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب موصوف کے علم وعمل صحت وفراغ میں ترقی عنایت فرما کر اسلام اور اہل اسلام کو نفع پہنچائے۔

بندہ سید محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ ۲۹۔ ذیقعدہ ۱۳۴۸ھ

(۵) تاج الادباء سراج الکملأ عالم حقانی فاضل یزدانی جناب مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی تھانوی تحریر فرماتے ہیں

الحمد للّٰہ الذی انزل الکتب وارسل الرسل فبصر بھم العمیٰ وھدی بھم السبل ثم انزل الحدید فیہ باسٌ شدید لیعلم اللّٰہ من ینصرہ ورسلہ بالغیب انّ اللّٰہ قوی عزیز ولا ریب ثم الصلوۃ والسلام علٰی سید ولد آدم صفوۃ اللّٰہ من خلقہ۔ سیّدنا محمد الذی ھدی الناس بنورہ ورعدہٖ وبرقہ وعلٰی آلہٖ واصحابہ الذین ھم اشبہ الانام بھدیہ وفحلفہ۔ وبعد فقد تشرفت بمطالعۃ الرسالۃ المسماۃ بالسیف الیمانی ولعمری انھا کاسمھا سیف قاطع لرقاب اھل الاھواء والامانی۔ لقد اَجَادَ مؤلّفھا وافاد۔ واری الانام سبل الرشاد وایم اللّٰہ انہ ان شاء اللّٰہ جوادٌ مالہ کبوۃ۔ بیدہ سیف مالہ نبوۃ۔ بلّغہ اللّٰہ تعالٰی مدارج الکمال وابقاہ ھدایۃً لاولی الضلال ووقایۃ لاھل الحق بالغدوّ والأصال وصلی اللّٰہ علٰی خیر خلقہ سیّدنا النبی محمّد وعلٰی اصحابہ والأل مادام وجھہ مشرقاً۔

خلاصہ۔مضمون تقریظ ہذا بزبان اُردو

بعد الحمد والصلوٰۃ میں رسالہ موسوم بہ "سیف یمانی" کے مطالعہ سے مشرف ہوا لاشک یہ رسالہ اسم بامسمی مبتدعین مفترین کی گردنوں کے لیے ایک بے پناہ تلوار ہے لاریب اُس کے مصنف (جناب مولوی محمد منظور صاحب) نے یہ عمدہ رسالہ لکھ کر مسلمانوں کو بڑا فائدہ پہنچایا اور اللہ کی مخلوق کو راہ ہدایت دکھلادی بخدا مولوی صاحب موصوف اس میدان کے شہسوار ہیں اُن کے ہاتھ میں (باطل پرستوں کی) سرکوبی کے لیے وہ تلوار ہے جس کا وار خالی نہیں جاتا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو اہل باطل کی ہدایت اور اہل حق کی حمایت کے لیے تادیر قائم رکھے۔

(٦) مخدوم العلماء حضرت مولانا سیّد محمد نعمت اللہ صاحب مانکپوری (محدث) تلمیذ رشید حضرت قطبُ الارشاد مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں

......امابعد حامی سنت ماحی بدعت جناب مولانا محمد منظور صاحب نعمانی کا رسالہ ''سیف یمانی برمکائد فرقۂ رضا خانی'' قطع بدعات میں لاثانی ہے۔ خصوصاً مجدد بدعات حاضرہ (خان صاحب۔ بریلوی) نے جوالزامات باطلہ اکابر علماء کرام اہلسنت پر محض کور باطنی سے عائد کیے ہیں ان کا جواب شافی کافی ہے ہر حق پسند اور منصف ذی فہم کے لیے نافع اور تمام شبہات کا دافع ہے۔

(٧) علامہ فہامہ فاضل تکلامہ مناظر اسلام جناب مولانا محمد اسعد اللہ صاحب ناظمؔ تعلیمات مدرسہ عالیہ مظاہر العلوم سہارنپور تحریر فرماتے ہیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامدًا ومصلیًا

علامہ محترم مولانا مولوی محمد منظور صاحب نعمانی سنبھلی عم فیضہم کی تالیف منیف ''رشاد الاخیار الی سبل سید الابرار ملقب بہ ''سیف یمانی برمکائد فرقۂ رضا خانی'' کو میں نے حرفاً حرفاً بالاستیعاب دیکھا اور اس کے فرائد فوائد سے دامن ذہن کو پر کیا۔ غالباً میں نے اِس سے قبل رضا خانی مناظرہ کے سلسلہ میں کسی کتاب کو بائے بسم اللہ سے تائے تمت تک نہیں دیکھا ہے۔ یہ کتاب مستطاب اِس موضوع پر آپ ہی اپنی نظیر ہے خیر الکلام ماقلّ ودلّ کا نمونہ اور پھر تقریباً تمام اختلافی مسائل کے لیے قول فیصل ہے۔ حضرات علماء دیو بند کے عقائد کی بے مثال توضیح ہے اور اُن پر جو تعصب یا نافہمی سے اعتراضات کیے جاتے ہیں اُن کی بہترین تنقید۔ خصوصا۔ رضا خانی فرقہ کے جوابات انہی کے اقوال سے اُن کی تکفیر۔ اور ان سے ایک سو پانچ سوال نوجوان علامہ کے علم وفضل کے لیے شاہد عدل ہیں۔ اقول فیہ ماقیل فی العارف الرومی۔

من چہ گویم وصف آں عالی جناب
نیست پیغمبر ولے دارد کتاب

سیف یمانی

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی

المشرق للنشر والتوزیع

اردو بازار لاہور

اثنائے استفادہ میں جو باتیں خصوصیت سے اِس کتاب کی مجھ کو پسند آئی ہیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) الزامی جوابات کے ساتھ ہر بات کا تحقیقی جواب عالمانہ اسلوب اور نہایت متانت وسنجیدگی سے دیا ہے۔

(۲) رضا خانی لٹریچر سے کسی مہذب سے مہذب آدمی کا متاثر ہوکر بے قابو نہ ہونا میرے خیال میں لازم کا ملزوم سے منفک ہونا ہے۔ مگر للہ درُّ المصنف الفاضل کہ باوجود نو جوانی و جوش طبیعت ومقتضیات کثیرہ نہ دائرہ متانت سے باہر ہوئے نہ طرز بیان میں بے قابو۔

(۳) عبارت مجموعی حیثیت سے صاف اور شستہ ہے اور علمی مضامین کے مناسب۔

(۴) علمی مضامین کو سہل سے سہل طرز میں پیش کرنے کی کامیاب سعی فرمائی ہے۔ میں اخیر میں اس حقیقت کا اظہار بھی کر دینا چاہتا ہوں کہ علامہ محترم کو میں ایک سال قبل صرف مولوی منظور صاحب کی حیثیت سے جانتا تھا اب سے چھ ماہ قبل میں اپنی ذہنیت بدلنے پر مجبور ہوا اور مولانا مولوی محمد منظور صاحب کہنے لگا لیکن اس تصنیف لطیف کے غیر فانی نقوش نے میرے قلب کو علامہ محترم حضرت مولانا مولوی...... عم فیضہ کہنے پر مجبور کر دیا الخ۔

محمد اسعد اللہ

وحید العصر فرید الدہر حضرت مولانا ابوالمآثر حبیب الرحمٰن الاعظمی (مولوی فاضل) مصنف الحاوی لرجال الطحاوی ومدیر ''تذکرہ'' مئو ضلع اعظم گڈھ تحریر فرماتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفےٰ

امابعد ناچیز نے ''رشاد الاخیار الی سُبل سید الابرار'' کا اکثر حصہ بامعان نظر پڑھا۔ ماشاء اللہ خوب کتاب ہے۔

کتابٌ لَوْ تَامّلہٗ ضریر
لَعَادَ کریمتاہ بلا ارتیاب

اس دور متاخرین میں بمقابلۂ اہل بدعت مناظرانہ رنگ میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں یہ کتاب بلحاظ وضاحت بیان۔ متانت کلام وثاقت دلائل واحاطہ اطراف وجوانب بحث

سیف یمانی

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی

المشرق للنشر والتوزیع
اردو بازار لاہور

بہترین چیز ہے مصنف نے اکثر مسائل اختلافیہ میں ایسی سیر حاصل بحث کی ہے۔ اور مخالفین کے مزعومات کی توہین وتزییف ومسلک اہل حق کی تشئید وتوثیق میں وہ داد تحقیق دی ہے کہ اگر اردوں داں طبقہ اور طلبائے مدارس عربیہ اس کتاب کو زیر مطالعہ رکھیں تو مبتدعین کے بڑے سے بڑے مناظر کا ناطقہ بند کر سکتے ہیں۔

کتاب کے مطالعہ کے بعد مصنف کتاب عزیز محترم مولانا محمد منظور صاحب نعمانی سلمہ اللہ تعالیٰ کی وسعت مطالعہ، دقّت نظر، قوّت بیان و جودت ادا کی داد نہ دینا بھی بے انصافی ہے۔

فجزاه الله عنّا وعن سائر المسلمين جزاءً يكافى عناه وبارك جل مجده في علمه وعمره واجزل لهٗ عطاء ہ

حامی سنت جناب مولانا عبدالشکور صاحب مرزاپوری الٰہی ایک طویل تحریر کے ضمن میں سیف یمانی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ماشاء اللہ تحریر مہذب۔ دلچسپ۔ عالمانہ اور عام فہم ہے جواب میں تحقیق اور الزام ہر دو کا حتی الوسع التزام ہے۔ بعض مقامات پر تو ایسا نفیس لکھا ہے کہ دیکھ کر بے ساختہ دل سے دعا نکلتی ہے...... اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

(۳) مکتوب امام احمد رضا بنام شیخ الاسلام محررہ ۱۸ رشوال ۱۳۳۳ھ

(۴) مکتوب امام احمد رضا بنام شیخ الاسلام محررہ ۲۹ رمحرم ۱۳۳۴ھ

۶ الطاری الداری لھفوات عبدالباری ،۳ حصے، مرتبہ مفتی اعظم مولینا مصطفیٰ رضا خان ،موضوع ''دین و سیاست'' مجموعی صفحات ۲۸۲، مطبع حسنی پریس بریلی، ۱۳۳۹ ھ ، مجموعی تعداد مکتوب ۴۳۔

ترتیب و اشاعت کا پس منظر: قیام الملت والدین حضرت مولینا شاہ عبدالباری فرنگی محلی ، اہل سنت کے معروف عالم دین، بلند پایہ روحانی پیشوا، فرنگی محل لکھنؤ کی مذہبی روایات کے امین اور آخری علمی تاجدار تھے۔ حضرت مولینا اور امام احمد رضا باہم دوست اور ایک دوسرے کے قدر شناس تھے۔ حضرت مولینا ۱۹۱۹ء ، ۱۹۲۰ء میں اٹھی ہوئی تحریک ترک موالات، تحریک خلافت اور ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے۔ امام احمد رضا خان ان کی اس حمایت و سرگرمی سے بیزار و ناخوش تھے۔ ان کی نگاہ میں یہ حمایت و سرگرمی غیر شرعی تھی۔ اس ناخوشی و بیزاری کے تصفیہ کے لئے دونوں میں مراسلت کی ابتداء ہوئی۔ بعد میں خط کتابت کے لہجوں میں تیزی و تندی بھی آئی اور تلخیاں بھی پیدا ہوئیں۔ پیش نظر مجموعہائے مکاتیب انہیں تلخ و تیکھی حقیقتوں کی یادگار ہیں۔

یہ مراسلتی افہام و تفہیم کا سلسلہ ۱۶ر رمضان ۱۳۳۹ھ کو شروع ہوا اور ۲ رصفر ۱۳۴۰ھ کو تمام ہوا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت مولینا نے اپنے موقف سے رجوع کرلیا۔ ان کا توبہ نامہ روز نامہ ''ہمدم'' لکھنؤ ۱۱ر رمضان ۱۳۳۹ھ ، ۲۰ مئی ۱۹۲۱ء ص ۳ کالم ۴ کی اشاعت میں شائع ہوا[1] امام احمد رضا اس مجمل و مبہم توبہ نامہ سے مطمئن نہ ہو سکے۔ ان کا اصرار رہا کہ حضرت مولینا تفصیلی توبہ نامہ شائع کریں۔ بالآخر حضرت مولینا نے ان تمام باتوں سے تفصیلا رجوع فرمالیا۔ جن پر امام احمد رضا کو اصرار و اعتراض تھا[2] یہ تھی محبت ، یہ تھے اختلافات اور یہ تھا

---

[1] (الف) حق کی فتح مبین ، سید شاہ محمد میاں مارہروی۔ مطبع صبح صادق سیتاپور۔

(ب) (الطاری الداری مولینا مصطفیٰ رضا خان مطبع اہل سنت و جماعت بریلی ۲۶/۳

[2] شمع ہدایت ، مولینا محمد عبدالحفیظ ، مفتی آگرہ طبع کراچی ص ۹۴، ۹۳ بحوالہ تنقیدات و تعاقبات ص ۱۴۶

اور علامہ ظفر الدین ملک العلماء نے جمادی الاخری ۱۳۲۳ھ میں مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے ورود بریلی کے موقع پر آن کی قیام گاہ پر پہونچ کر دیوبندیوں کے ۳۰ عقائد باطلہ سے متعلق سوالات کئے۔ آخر میں عاجز آکر مولانا تھانوی نے کہا "میں اس فن میں جاہل ہوں، میرے اساتذہ بھی جاہل ہیں، اگر مجھے تھوڑی دیر کے واسطے معقول بھی کر دیجئے تو وہی کہے جاؤں گا، مجھے معاف کیجئے، آپ جیتے اور میں ہارا" ——— آپ نے فراغت کے بعد مختلف مدارس میں پڑھایا، اور بعد میں آخر تک بہار کی مشہور درس گاہ جامعہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں فقہ، وحدیث وتفسیر ومنطق وفلسفہ کا درس دیا، سال وفات معلوم نہ ہو سکا۔

حضرت مولانا شاہ عبد الباری فرنگی محلی قدس سرہٗ

قدوۃ الخلف، بقیۃ السلف حضرت علامہ شاہ محمد عبد الباری ابن حضرت مولانا شاہ عبد الوہاب ابن حضرت مولانا شاہ محمد عبد الرزاق ابن غیظ المنافقین، مہلک الوہابیین حضرت مولانا شاہ محمد جمال الدین فرنگی محلی قدست اسرارہم ۱۲۹۵ھ میں فرنگی محل لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا شاہ عبد الباقی فرنگی محلی مدنی علیہ الرحمۃ سے اکثر علوم کا درس لیا، چند کتابیں حضرت مولانا عین القضاۃ حیدر آبادی ولکھنوی تلمیذ مولانا ابو الحسنات عبد الحیٔ فرنگی محلی سے پڑھیں ——— ۱۳۲۲ھ میں حرمین طیبین کا سفر کیا۔ اور حج کے بعد مدینہ طیبہ میں حضرت علامہ سید علی ابن ظاہر الوتری المدنی اور شیخ الدلائل علامہ سید امین ابن رضوان اور علامہ شیخ سید احمد برزنجی مدنی اور حضرت شیخ المشائخ سید عبد الرحمٰن بغدادی نقیب الاشراف قدس اللہ اسرارہم سے سند واجازت حدیث وسلاسل طریقت حاصل کی، آپ کو تمام علوم میں تبحر تام حاصل تھا، فاضل بریلوی مولانا احمد رضا آپ کو فاضل اکمل کہتے تھے۔

حرمین طیبین کی زیارت سے واپسی کے بعد مدرسہ نظامیہ میں درس وتدریس میں مشغول ہوئے پوری قوت سے درس دیتے تھے، پہلے فنون سے دلچسپی تھی، آخر میں صرف حدیث شریف پڑھاتے
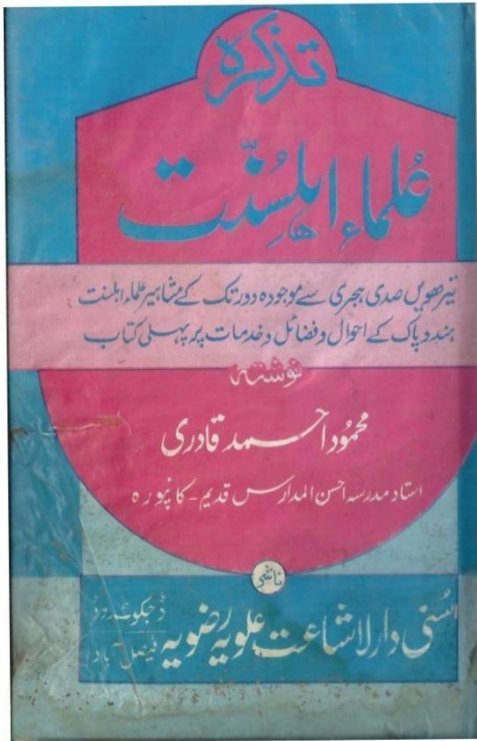
دوستی کے چکر میں احمد رضا خان بریلوی کافر ہوا

اور مولوی حسین احمد عمر کے آخری حصے میں حج کرنے گئے تو پانی کے جہاز میں تقریر کی اور معتقدین کو ہدایت کی کہ پہلے مدینہ منورہ جائیں روضہ رسول پر حاضری دیں اپنے گناہوں کی معافی چاہیں حضور اکرم ﷺ کی شفاعت طلب کریں یہ آیت کریمہ تلاوت کی ولوانهم اذظلموا الآیه۔

ان حضرات عالیہ کے دل صاف تھے، کسی کی دشمنی کی وجہ سے اس کے خلاف فتویٰ نہ دیتے بلکہ محض اللہ کے لیے۔ مولوی اشرف علی تھانوی کی حفظ الایمان کی گستاخانہ عبارت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے جب اپنے دوست مولانا عبدالباری فرنگی علی کو دکھائی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے تو اس میں کفر نظر نہیں آتا۔ اعلیٰ حضرت نے ایک مثال دی پھر بھی انہوں نے نہ مانا۔ اعلیٰ حضرت خاموش ہو گئے اور دوستی و محبت کو برقرار رکھا۔ اس وقعہ سے ان حضرات کی شخصیت کا پتا چلتا ہے۔ قطعاً بدگمان نہ ہوئے حالانکہ گستاخانہ عبارت میں کھلی گستاخی ہے۔ وہ علماء اہل سنت کی قدر کرتے تھے اور حتی الوسع بدگمانیوں سے دور رہتے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت شیخ الاسلام کی دلی آرزو یہ تھی کہ ہر شخص اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔ وہ توبہ کے امکان کو مسترد نہیں فرماتے تھے اس لیے اُن گستاخان رسول کے لیے جن کی توبہ یا عدم توبہ کا یقینی علم نہ ہو سکوت کو بہتر خیال فرماتے تھے لیکن ان کی تکفیر کو منع نہیں فرماتے تھے اور ان گستاخانہ عبارات کا جو دل سے قائل ہوتا اس کو کافر قرار دیتے۔ (فتاویٰ مظہری، کراچی)

معلوم ہو رہا ہے کہ آپ یزید بے دید کو رحمتِ خداوندی کا مستحق نہیں سمجھتے نیز خاموشی ویسے بھی نیم رضا ہوتی ہے تو ثابت ہوا کہ آپ یزید کے لیئے رحمت خداوندی کا استحقاق نہ مان کر رحمت کے مقابلہ میں علیہ ما یستحق کہہ کر اس کے لیئے خاموش زبان سے مستحق لعنت ہونے کا اقرار کر رہے ہیں۔ اور شارح بخاری علامہ عینی نے یہ طریقہ بھی حدیث بخاری سے لیا ہے۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت انس بن مالک اور ام المؤمنین حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہم سے تین طریقوں سے روایت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا سلم علیکم الیھود فقولوا وعلیکم (بخاری شریف ج۲ ص۹۲۵) یعنی جب یہودی تمہیں سلام کہیں تو صرف اتنا ہی کہا کرو "وَعَلَیکُم" یعنی یہودیوں کو یہ تو کہا نہیں جا سکتا کہ تم پر سلامتی ہو یعنی یوں کہہ لیا کرو "تم پر وہ ہو جس کے تم مستحق ہو" یعنی لعنت و عذاب کے۔ تقریباً وہی الفاظ علامہ عینی نے اور انداز میں بیان فرمائے ہیں۔ یزید کا نام لیا تو فرما دیا "علیہ ما یستحق" اس پر وہ ہو جس کا وہ مستحق ہے (یعنی ....) اس کے مقابلہ میں مومنوں کے لیے علیہ الرحمۃ کے الفاظ بولے اور لکھے جاتے ہیں۔ فرق صاف ظاہر ہے۔ یاد رکھیں۔

شارح بخاری علامہ قسطلانی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

وعند احمد والنسائی من روایۃ سماك عن ابی ظالم عن ابی هریرۃ رضی الله عنه ان فسادامتی علی یدی غلمۃ سفهاء من قریش ویزیادۃ سفهاء تقع المطابقة بین الحدیث والترجمة وعند ابن ابی شیبه من وجه آخر عن ابی هریرۃ رفعه اعوذ بالله من امارۃ الصبیان قال فان اطعتموهم هلکتم ای فی دینکم وان عصیتموهم اهلکوکم ای فی دنیاکم باذهاق

بحمدہ تعالےٰ

یہ رسالہ ہدایت قبالہ ناصح عجالہ باطل و اہل باطل کی حقیقت کھولنے والا حق مبین کو چمکانے والا آفتاب کی طرح روشن بنانے والا اہلِ بطالت کے عذر عاطل و لاطائل کو فی النار کرنے والا کتاب نفیس و جلیل و مبارک

مسمّٰے بنام تاریخی

الطاری الداری

لہفوات عبد الباری

۱۳۳۹

کا

حصہ سوم

مؤلفہ حضرت مولٰنا مولوی ابو البرکات آل الرحمٰن محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب

قادری برکاتی نوری دامت برکاتہم العالیہ

بصرف زرِ جماعت مبارکہ رضائے مصطفےٰ بریلی

باہتمام جناب مولٰنا مولوی حاجی محمد حسنین رضا خاں صاحب حسنی مدظلہم

حسنی پریس بریلی میں طبع ہوا

بار اول ۵۰۰ جلد

بدرقم

قیمت ۱۶/۰ ر

آپ کی صریح عبارت دکھا دی اور اپنے ہی کلام میں اتنی شدید حیا و ادبی
کی آپ کی تحریف دکھا دی آپ نے اسے بھی اس کان سنا اس کان
اڑا یا اور بنیا سرود شروع فرمایا - اب للہ آپ ہی انصاف فرمائیں کہ
ہر بار جواب ایرادات قاہرہ روزافزوں سے جناب اعراض ہی دکھایا میں
اصلا کسی کو ہاتھ لگانے کی تاب نہ لائیں مگر ہمیشہ نئی کہانی چھیڑ کر
جان بچانے کی ایک رات بڑھائیں تو یہ الف لیلہ میں کہاں تک
سنوں علمی مباحث چھوڑ کر فضول داستانیں سننے کا بادشاہ کیوں بنوں۔

(۹۰) جواب خط تو اسی قدر بس تھا مگر جناب نے اپنے ابوین مغفورین
والا واقعہ چھیڑا ہے وہ چھوڑنے کا نہیں بہت مزے کا ہے گوہر مقصود
بفضل الودود بے وقت ملتا ہے جناب کے ایمان و
اسلام برائے نام کا شگوفہ آپ ہی کے منہ کھلتا ہے - یہ تو اکاذیب
والا میں شمار کروں گا کہ معاذ اللہ میں نے ان مغفورین کو یہ تشبیہ دی
اصل واقعہ یہ ہے کہ جناب ۱۳۱۵ھ میں غریب خانہ پر تشریف لائے
تھے تھانوی صاحب کے کفر وارتداد ملعون کا تذکرہ چلا جناب نے
حسب عادت حمایت ارتداد فرمائی اور اس کی عبارت توہین سرکار
رسالت سے پاک بتائی اس پر یہ عرض کی گئی کہ اگر کوئی آپ کے والد
ماجد مرحوم وجد امجد مغفور کو کہے کہ ان کی ذات مقدسہ پر عالم کا حکم کیا جانا
اگر بقول مردم صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد
بعض علم ہے یا کل، اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں ان دونوں کی
کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر بچے پاگل بلکہ ہر کلب و خنزیر
کے لیے بھی حاصل ہے اور تمام علوم مراد ہیں تو اس کا بطلان عقل و نقل سے

ثابت کیا آپ اسے اُن دونوں بزرگوں کی توہین نہ سمجھیں گے اس وقت تو آپ نے اپنی بات رکھنے اور مرتد کی پچ کے لیے انکار فرما دیا کہ اس میں میرے باپ دادا کی کوئی توہین نہیں مگر دل پر ایسی چبھی کہ آج تک یاد ہے حضرت سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم کو جو اُن کی اور میری اور تمام مسلمانوں کی تکفیر ۳ ربیع الآخر ۱۳۰۳ھ میں لکھی اُسے تو آپ دو ہی برس میں ایسا بھول گئے کہ یاد دلانے پر بھی یاد نہ آئی لیکن یہ آٹھ برس کی دل پر لکھی رہی کہ چوٹ لگی تھی اور ایسی کہ اب تک سرد نہ ہوئی الحمد للہ حق کا بیج جو میں نے آپکی زمین دل میں ڈالا تھا آٹھ برس میں خدمت ہو کر آج اس کی شاخیں جناب کے منہ سے نکلیں مجھے فرماتے ہیں جناب نے میرے والد مرحوم اور جد مغفور کی تشبیہ میرے دو بدو کتے و خنزیر سے دی الحمد للہ الحمد للہ الحمد للہ کہ آج آپ نے اس عبارت میں تشبیہ ہونا قبول دیا۔ اب جو کچھ تھانوی نے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی شان اقدس میں لکھا اس پر نظرِ ثانی فرمایئے اور آپ کے باپ دادا کی نسبت جس فرضی عبارت سے سوال تھا اُس سے حرف بحرف ملائے جائیے۔ تھانوی نے کہا آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد بعض غیب ہے یا کل۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے اور تمام علوم غیب مراد ہیں تو اس کا بطلان عقل و نقل سے ثابت اب فرمایئے ایمان سے لبل چلیے اگر ایمان کا دعویٰ ہے کہ بعینہ وہی عبارت ہے یا نہیں
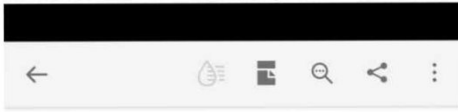
ہے لیکن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ جائز سمجھتا ہے۔

مولوی عبدالباری نے ۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۳ء میں مولوی اشرف علی کی مدافعت میں یہ تسلیم کیا کہ اگر ان کے والد ماجد و جدامجد کے علوم جزئیہ کو سگ و خوک سے تشبیہ دے دیں تو اس میں دونوں کی تنقیص کا پہلو نہیں نکلتا ——— لیکن دل گواہی دے رہا تھا کہ گستاخی کا پہلو نکلتا ہے اپنی بات رکھنے کو اس وقت تو چُپ ہو گئے لیکن ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۱ء میں دونوں کے تعلقات کشیدہ ہوئے تو مولانا عبدالباری نے امام احمد رضا کو یاد دلایا کہ آٹھ سال قبل امام احمد رضا نے ان کے والد اور جدامجد کو کتے اور خنزیر سے تشبیہ دی تھی : اس کے جواب میں امام احمد رضا نے لکھا :

اس وقت تو آپ نے اپنی بات رکھنے اور مرتد کی بیچ کے لیے انکار فرما دیا

ملے محمد مصطفےٰ رضا خاں ، الطاری الداری ، حصہ سوم ، ص ۸۰

کہ اس میں میرے باپ دادا کی کوئی توہین نہیں مگر دل پر ایسی چبھی کہ آج تک یاد ہے ——— مجھے فرماتے ہیں کہ :

"جناب نے میرے والد مرحوم اور جد مغفور کی تشبیہ میرے روبرو کتے اور خنزیر سے دی۔"

الحمد للہ الحمد للہ ! کہ آج آپ نے اُس عبارت میں تشبیہ ہونا قبول کیا۔ لے

حقیقت میں یہ ایک المیہ ہے کہ بعض علماء نے ناموس مصطفےٰ کے مقابلے میں اپنی "انا" کو قائم رکھا ، گستاخانہ عبارات کی تعبیر تاویل میں عقل و دانائی کو صرف کیا اور اس کو حذف کرنا گوارا نہ کیا گویا وہ بھی کوئی معاذ اللہ ! قرآنی آیات یا احادیث تھیں جن کا بدلنا ممکن نہ تھا ——— اس طرح ایسی عبارات نے ملت اسلامیہ میں تفرقہ پیدا کیا ، وحدت پارہ پارہ ہو گئی اور ملت گروہوں میں بٹ گئی ۔ کاش ایسا نہ ہوتا اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کی خاطر ایسی عبارات کو مٹا دیا جاتا کہ وہ مٹانے ہی کے قابل تھیں ۔

مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے سیاسی نظریات پر ایک ناقدانہ نظر

مکتوبات امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ
مولانا پیر محمود احمد قادری

معہ

تنقیدات و تعاقبات

مُرتّبہ
گرامی قدر جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب
ایم اے ، پی ایچ ڈی

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور

ان علمائے اہل سنت نے بھی تکفیر کے باب میں نہایت احتیاط سے کام لیا ہے جن کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ تکفیر میں تعجیل کرتے تھے، مثلاً مولانا احمد رضا خان بریلوی جنہوں نے مولوی اسماعیل دھلوی کے بارے میں (گستاخیوں کے انبار کے باوجود) شک کا فائدہ دیتے ہوئے سکوت کا حکم دیا ہے [۹] جبکہ دوسرے علماء ان کی تکفیر کر چکے تھے [۱۰] اور مولانا عبد الباری فرنگی محلی کو باوجود اس کے انہوں نے ایک دیوبندی عالم کی (تعلقات کی رعایت کرتے ہوئے) تکفیر سے انکار کیا تو آپ نے ان کی تکفیر نہیں فرمائی بلکہ ۱۹۱۲ء سے ۱۹۲۰ء تک تعلقات قائم رکھے [۱۱] تاآنکہ انہوں نے رعایت کا اعتراف نہیں کر لیا۔ جب کہ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے محتاط الفاظ میں رعایت کرنے والے عالم کی تکفیر فرمائی ہے [۱۲]، بہر حال عرض یہ کرنا ہے کہ جب کسی گستاخ رسول کے بارے میں شک و تردد ہوا تو اس کے بارے میں سکوت اختیار کیا گیا...... علمائے اہل سنت نے ہمیشہ تکفیر میں احتیاط کی ہے، اگر ایک نے تکفیر کی ہے اور دوسرے کو توبہ کا علم ہوا یا شک گزرا تو اس نے سکوت اختیار کیا اور سکوت کا حکم دیا۔

چوں کہ مسئلہ تکفیر نہایت ہی حساس مسئلہ ہے اس لیے مناسب خیال کیا کہ فتاویٰ مظہریہ جلد دوم و سوم میں جو ایسے فتوے ہیں جن میں کمال احتیاط برتی گئی ہے ان کی وضاحت کے لیے مندرجہ بالا معروضات و حقائق پیش کر دیے جائیں تاکہ یہ فتوے ان حقائق کی روشنی میں مطالعہ کیے جائیں۔

☆

فتاویٰ مظہریہ جلد اول و دوم ۱۹۵۶ء اور ۱۹۷۰ء کے درمیان دستیاب ہونے والے فتووں پر مشتمل ہیں۔ یہ جلدیں مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم اے جناح روڈ، کراچی نے ایک جلد میں شائع کر دی تھیں۔ جلد اول و دوم کی اشاعت کے بعد تلاش جستجو کا سلسلہ جاری رہا اور ۱۹۹۶ء تک مزید فتوے مل گئے جو جلد دوم کے ساتھ ہی جلد سوم میں شامل کر دیے گئے ہیں...... ان فتووں کی تبییض کا کام برادرم محمد عبد الستار طاہر (لاہور) نے انجام دیا۔ تصحیح، تخریج کا کام ڈاکٹر ابو الخیر محمد زبیر (پرنسپل رکن الاسلام جامعہ مجددیہ، حیدر آباد، سندھ) نے نہایت محنت سے مکمل کیا اور عزیزم مولوی فائز محمود سلمہ نے کمپوزنگ کے کٹھن مرحلے کو طے کیا فجزاہم اللہ احسن الجزاء اور طباعت وغیرہ کے اخراجات کی ذمہ داری حاجی محمد الیاس نے قبول فرما کر ادارہ مسعودیہ، کراچی کی طرف سے شائع کرایا جس کے وہ جنرل سکریٹری ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ تمام محسنین، مخلصین و محبین کو اس دینی اور علمی خدمت پر اجر عظیم عطا فرمائے اور دونوں جہاں میں سرفراز فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین علیہ وعلی آلہ وازواجہ واصحابہ وسلم اجمعین۔

۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ
۱۵ جنوری ۱۹۹۹ء
یوم جمعۃ المبارک

محمد مسعود احمد عفی عنہ
۲/۷/۱۔ سی
پی ای سی ایچ سوسائٹی
کراچی (اسلامی جمہوریہ پاکستان)

گھیرے رکھتے، درس وتدریس اور تصنیف کا خاص ذوق رکھتے تھے، مولوی سراج سہسوانی مدرسہ عالیہ قادریہ کے تعلیم یافتہ، مگر شامتِ اعمال سے ترک تقلید کے قائل، سو دلئے نجدیت سے سرشار تھے، نجدی عقائد میں اُن کی تالیف "سراج الایمان"، چھپ کر شائع ہوئی تو اس محی السنتہ نے حمایتِ حق میں "شمس الایمان"، لکھ کر چراغ بے دینیت کو گل کر دیا ۔ ـــــ میرزاہد کا حاشیہ آپ کے تبحر علمی اور علم معقولات پر روشن دلیل ہے ، دادا بزرگوار حضرت شاہ معین الحق عبد المجید قدس سرہٗ کے مرید تھے ، بڑے ماموں مولوی غلام حیدر سہارن پور میں تحصیل دار تھے ؛ اُن کی ملاقات کو گئے ، قضاءً ایسے سخت بیمار ہوئے کہ ۱۷ر ذی قعدہ ۱۲۸۰ھ میں راہیٔ خلد بریں ہوئے حضرت نور قادری (از اولاد امجاد غوث اعظم رضی اللہ عنہ ؛ جو عالمگیری عہد کے بزرگ تھے) کے آستانہ میں جانب شمال دفن کئے گئے (اکمل التاریخ حصہ دوم ، تذکرہ طیبہ)

حضرت مولانا مفتی مظہر اللہ شاہ دہلوی قدس سرہٗ

والد کا نام مولانا محمد سعید، دادا کا نام مولانا مفتی محمد مسعود شاہ ، ۵ ار رجب المرجب ۱۳۰۲ھ موافق ۲۱ر اپریل ۱۸۸۶ء بروز چہار شنبہ دہلی میں پیدائش ہوئی ، حافظ قاری حبیب اللہ امام مسجد گھی والان سے حفظ قرآن اور تجوید پڑھی ، بعد ازاں سوتیلے چچا مولانا حکیم عبد المجید سے ابتدائی درس نظامی عربی وفارسی پڑھی ، مولانا عبد الکریم امام مسجد تیلی واڑہ دہلی سے درسیات کی تکمیل کی ، حکیم عبد الرشید خاں رامپوری استاذ طبیہ کالج کی نگرانی میں طب کی کتابوں کا مطالعہ کیا ، دادا بزرگوار نے بچپن ہی میں اپنے مرشد زادہ حضرت سید شاہ صادق علی حسنی الحسینی نقشبندی سے بیعت کرادیا تھا ، اور شاہی مسجد فتح پوری کی امامت جو آپ کا موروثی ننہالی حق تھا اس کی امامت کا منصب آپ کے نام معتبر کرادیا ، تحصیل علم کے بعد درس وتدریس اور افتاء نویسی کا فریضہ تازندگی انجام دیا ، نہایت شائستہ مزاج ، بردبار ، سیر چشم ، اور بے طمع بزرگ تھے ذوق سخن بھی تھا ، کبھی کبھی شعر کہتے اور خوب کہتے تھے ، کلام عارفانہ اور بلند پایہ ہوتا تھا ، حسن اخلاق بھی آپ کا وصف خاص تھا ، ہر شخص سے خندہ روئی سے ملتے ، مگر جن امراء میں تمکنت کا شائبہ پاتے اُن سے بوقت ملاقات خود داری کا اظہار کرتے ، ایک بار نواب میر

ملنے کا پتہ رضوی کتب خانہ اہلسنت محلہ گوہر خاں پیلی بھیت یو۔پی۔

بحمدہٖ تعالیٰ

یہ معرکہ آرا رسالہ نافع مجالہ ہدایت قبالہ جس میں بخدمت حضرت سامی مرتبت مولانا مولوی حافظ مفتی حاج محمد نعیم الدین صاحب ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد دام ظلہم رب العباد بالافادۃ والارشاد ستر سؤال بانہ نیاز مندانہ مخلصانہ مستفیدانہ دینی ایمانی سوالات ہیں جن کے نمبر وار مفصل جوابات پر حق کے عظیم و جلیل مہمّ انکشافات موقوف باذن رب البریات ہیں جو درحقیقت کانگریس و احرار خاکسار وغیرہا مجالس مشرکہ کی امداد و رکنیت کے حرام و گناہ ہونے پر دلائل باہرات ہیں اور مسلم لیگ کی اور اس کے پروگرام و مقاصد کی سو فیصدی حامی و ممبر و لیگی سنی کانفرنس کی اعانت و شرکت کے ممنوع و ناجائز ہونے پر براہین قاہرات ہیں اور بعونہٖ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی المولی تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہر منصف حق پسند پر اتمام حجت تامات ہیں

مسمّٰی بنام تاریخی

ستر مآرب سوالات دینیہ ایمانیہ

از قلم حق رقم

شیر بیشۂ سنت مظہر اعلیحضرت حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی صدر جماعت اہلسنت پیلی بھیت ختم تسمیع الحول بعامیہ واستہ محبوب رحمانہ ونفعنا بہ رضائیہ مرتبہ المحقق المغیث

پیلی بھیت

الغرض حسن و صرف نذر جماعت مبارکہ اہل سنت

مطبع آزاد دکن پریس کلپور میں طبع ہو کر شائع ہوا
تعداد اشاعت بار اول ۱۰۰۰ جلد فی سبیل المولی تعالیٰ مفت شائع کی گئی ہدیہ جماعت ایک روپیہ

بلاشبہ بالاجماع کرازکم پانچ حکم لازم کرتی ہیں اول تجدید اسلام دوم جس طرح

ان اقوالِ مردودہ کی اشاعت ہوئی یونہی ان سے توبہ کی اشاعت سوم تجدید

نکاح چہارم اعادۂ حج کرادیکا وقت عمر ہے نماز، روزے ہوگئے گئے کرادنکا
وقت بھی گیا۔ پنجم تجدید بیعت اب عرض یہ ہے کہ حضرات بدایوں سے بغیر اشاعت
توبۂ صحیحۂ شرعیہ کرائے ہوئے حضرتِ والا نے جو اونکا اور حضرات بریلی کا اتحاد
کرادیا اور علمائے بریلی نے جو علمائے بدایوں سے یہ اتحاد کرلیا یہ دونوں فعل شریعت
مطہرہ کے خلاف ہوئے یا نہیں بینوا توجروا

۴۱۔ نیازمند کو یہ حسنِ ظن ہے کہ یہ جو مدرسۂ خرما بدایوں سے حضورِ اقدس
صلی اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ وسلم کو معاذاللہ بیوفا لکھکر شایع کیا گیا اور دار الافتاے
اہلسنت بریلی شریف سے اوسپر قطعی یقینی کفر وارتداد کا فتوائے شرعیہ صادر فرمایا گیا
اسے حضرتِ والا بھول گئے ہوں گے ورنہ ہرگز ایسا نفرماتے۔ لیکن غربائے اہلسنت
کو اطمینانِ قلب عطا فرمانے کیلیے شرعی فتوے صادر فرمائیں کہ جان بوجھکر اس
قسم کے شدید اختلافاتِ کفر واسلام کو بالکل فراموش کردیے جانے کے قابل
عارضی اختلافات بتانے والا شرعًا خود کافر مرتد ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

۴۲۔ مولوی عبدالباری صاحب کے جن ایک سو ایک اقوال پر کتاب مستطاب
مسمی بنام تاریخی الطاری الداری لہفوات عبد الباری ۱۳۳۹ھ میں
کلماتِ کفر وضلال ووبال ہونے کا حکم شرعی صادر فرمایا گیا اون اقوال کو جو علمائے
فرنگی محل حق وصحیح مانتے ہوں، مرتد اشرفعلی تھانوی کے مرنے پر جن علمائے فرنگی محل نے
علی الاعلان اوس مرتد کیلیے جلسۂ فاتحہ خوانی وثواب رسانی ودعائے مغفرت کیا ہو
پھر اپنے اس کفری فعل کو اخبار ہمدم میں چھاپکر شائع بھی کیا ہو اون علمائے
فرنگی محل مولوی صبغۃ اللہ شہید وغیرہ پر ان سب کفریات وضلالات سے اسی

میرے پاس پہونچا۔

اس وقت گذشتہ واقعات اور اشتہارات کا خیال کر کے مجھے مناسب معلوم ہوا کہ میں اسے واپس کردوں اور نہایت ادب سے عرض کروں کہ ''مجھے جناب کے نام سے جو اعتماد ہوگا۔ وہ زید وعمرو کے نام سے نہیں ہوسکتا ہے۔ اس کا افسوس ہے کہ جواب والا کو تاخیر سے حاصل کروں مگر اس کا منتظر ہوں'' اب اگر وہ اسے واپس کریں گے۔ تو سہ بارہ میں اپنے نام سے رجسٹری کرونگا۔ وہ اس خط پر پھر کچھ چھپکے ہیں۔ عبارات مذکور کے بعد فرماتے ہیں۔ ''فقیر یہ چاہتا ہے کہ جناب نے جو امور تحریر فرمائی ہیں۔ جہاں تک تفصیلاً ان سے توبہ کر سکے توبہ کرلے'' آگے اسلام برائے نام پر جو شبہ ہوا ہے کہ میری مراد کمال امان کی ندرت تھی۔ اس سے اس طرح توبہ کرسکتا ہوں کہ عبارت اپنی لکھوں اور اس کے بعد لکھوں اس کا مطلب اگر یہ ہے جو مولوی احمد رضا خان صاحب نے تحریر فرمایا ہے تو اس سے بصدق دل توبہ کرتا ہوں۔

حالانکہ ان کی عبارتِ کا قطعاً یہی مطلب ہے، ''صادق العباد مسلم کہاں ہیں۔ جن میں سے کافروں کا امتیاز کیا جائے۔'' کیا جو مسلمان کامل الایمان نہیں ہوتے، کافروں سے امتیاز نہیں رکھتے۔ کافروں سے ممتاز وہی نہ ہوگا، جو سرے سے اسلام ہی نہیں رکھتا۔ اس کے بعد فرماتے ہیں۔ ''مولٰینا! آپ اس کا احساس نہیں کر سکتے کہ میری اس جسارت توبہ پر کس قدر مجھ پر ہر چہار طرف سے یورش ہے۔ میں اس کو علامت قبولیت توبہ سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھے۔ میں نے اسی وجہ سے ایک تحریر'' ہمدم'' میں اس تحریر کے واپس کرنے پر بھی لکھ دی ہے۔ اس قدر التماس ہے کہ ہمارے اکابر نے اعیان علماء دیوبند کی تکفیر نہیں کی ہے۔ جو حقوق اسلام کے ہیں۔ اس سے ان کو کبھی محروم نہیں رکھا ہے۔ مرزا محمد تقی تبرائی نہ تھے۔ ہمارے اکابر مجتہدین لکھنؤ سے جو تعلق رکھتے تھے، اس کو ہم نے دیکھا ہے اور برتاؤ ہے۔ ان کی عیادت، دعوت، تعزیت میں برابر ہم لوگ شرکت کرتے رہے ہیں۔

موالات نصاریٰ سے جس قدر تحرز تھا، اس قدر ہنود کے ساتھ تحرز ہم نے نہیں

بحمدہ تعالیٰ

یہ رسالہ بہت اچھا نافع مجالہ باطل و اہل باطل کی حقیقت کھولنے والا
حق کو چمکا دینے والا آفتاب کی طرح روشن بنانے والا اہل بطالت کے
عذر باطل و الطائل کو فنا کرنے والا کتاب نفیس و جلیل و مبارک
ہے بنام تاریخی

الطاری الداری

لھفوات عبد الباری

۱۳۳۹

حصہ دوم

مؤلفہ حضرت مولانا مولوی ابو البرکات آل الرحمٰن محمد مصطفیٰ رضا خاں
صاحب قادری برکاتی نوری دامت برکاتہم العالیہ
بصرف زر جماعت مبارکہ رضائے مصطفیٰ بریلی
باہتمام جناب مولانا مولوی حاجی محمد حسنین رضا خاں صاحب مدظلہم

حسنی پریس بریلی میں طبع ہوا

بار اول ۵۰۰ جلد — علاوہ محصول ڈاک — قیمت [illegible]

خیال ہے کہ جناب نے اسلام بربائے نام لکھنے کا جو الزام دیا ہے وہ محمد میاں صاحب
مارہروی کی تحریر سے شاید اخذ کیا ہے اگر جناب نے ایسا کیا ہے تو میں
عرض کرونگا کہ یہ اُس عبارت کا مقصد میں نے نہیں لیا ہے بلکہ میں نے
کمال ایمان کی ندرت پر جو کچھ لکھا ہے وہ لکھا ہے اب غور کے بعد
یہ خیال آتا ہے کہ اُس سے اس طرح توبہ کرسکتا ہوں کہ عبارت اپنی لکھوں اور
اُس کے بعد لکھوں کہ اس کا مطلب اگر یہ ہے کہ جو مولوی احمد رضا خاں صاحب
نے تحریر فرمایا ہے تو میں اس سے بصدق دل توبہ کرتا ہوں۔ مولانا آپ اس کا
احساس نہیں کرسکتے کہ میری اس جسارت توبہ پر کس قدر مجھ پر چہار طرف
سے یورش ہے میں اس کو علامت قبولیت توبہ سمجھتا ہوں اللہ تعالےٰ
ثابت قدم رکھے میں نے اسی وجہ سے ایک تحریر ہمدم میں اس حج بری کے
واپس کرنے پر بھی لکھدی ہے۔ اس قدر التماس ہے کہ ہمارے اکابر نے
اعیان علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کی ہے اس واسطے جو حقوق اہل اسلام
کے ہیں اُن سے اُن کو کبھی محروم نہیں رکھا ہے مولوی قاسم صاحب کے
نام کے خط و کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں ہم نے یہ ارادہ کر لیا ہے
کہ اب جس کے نام کا جو لقب کسی نے ہمارے اکابر سے لکھا ہے اُسی کی
اتباع میں لکھا کرونگا اُس سے زیادتی و کمی نہ کرونگا اور اُس کے مماثل کے
لیے بھی ایسا ہی لقب لکھونگا۔ اسی طرح مجھے معلوم ہوا ہے کہ مرزا محمد تقی
خود تبرائی نہیں تھے بلکہ اُن کے دستخطی فتاوے ہیں جن میں تبرا کو وہ
منع کرتے ہیں اور اپنی کتب سے اُس کے عدم جواز کو ثابت کرتے ہیں
علاوہ ہمارے اکابر مجتہدین لکھنؤ سے جو تعلق رکھتے تھے اُس کو ہم نے
دیکھا اور برتا ہے اُن کی عیادت اُن کی دعوت اُن کی تعزیت میں

میں غیر مسلم کی ہمدردی کو خرق عادت سمجھتا ہوں، ہندوؤں میں اسکی نظیر دی جاسکتی ہے۔
وہ مہاتما گاندھی کی ذات ہے۔[1]

---

[1] محمد مصطفےٰ رضا خاں: الطاری الداری، حصہ اول، مطبوعہ بریلی ۱۳۳۹ھ/ سنہ ۱۹۲۱ء ص ۳۹

نوٹ: امام احمد رضا کا کہنا تھا کہ مسلمانوں سے ہندوؤں کی ہمدردی حقیقی نہیں بلکہ مصلحت وقت کے تحت ہے، حقیقت میں وہ مسلمانوں کے بدخواہ ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو ہندوستان کے مختلف علاقوں میں عین اُس وقت جب کہ ہندو مسلم اتحاد کے نعرے بلند ہو رہے ہیں اور زبانی دعوے کئے جا رہے ہیں شدید قسم کے خون ریز ہندو مسلم فسادات نہ ہوتے، مثلاً کٹارپور اور آرہ وغیرہ میں جس کا اعتراف مولانا عبدالباری نے خود کیا تھا۔[1] چنانچہ امام احمد رضا اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

در خط فرنگی محلی بیں کہ ہنود — در بیخکنی مسلمین اند عنود
تمثیل کٹارپور و آرہ بنگاشت — خلبہ چہ بود کہ خود کیفی نابود

(الطاری الداری: ج ۳، ص ۹۷)

ترجمہ: فرنگی محلی کے خط میں دیکھو جس میں لکھا ہے کہ ہنود مسلمانوں کی بیخ کنی کے در پے ہیں اور لکھا ہے کہ کٹارپور اور آرہ کے واقعات اس کی مثال اور ثبوت ہیں۔

ہندوؤں کی طرف سے اس زیادتی کے باوجود قوم پرست مسلمانوں نے پوری پوری کوشش کی کہ قاتلین کو معاف کر دیا جائے۔ چنانچہ جمیل الرحمٰن قادری لکھتے ہیں:

"بعض لیڈروں اور اخباروں کی طرف سے گورنمنٹ کی خدمت میں یہ درخواست کی جا رہی ہے کہ مجرمین کٹارپور کے ساتھ ترحم خسروانہ کا برتاؤ کیا جائے"

(تحقیقات قادریہ، مطبوعہ بریلی سنہ ۱۳۳۹ھ/ سنہ ۱۹۲۱ء، ص ۴۳)

[1] اور اخبار "ہمدم" لکھنؤ شمارہ ۱۴ فروری سنہ ۱۹۲۰ء نے بعنوان "کٹارپور اور عام مسلمانان" فسادات پر اظہار خیال کیا۔ (مسعود)
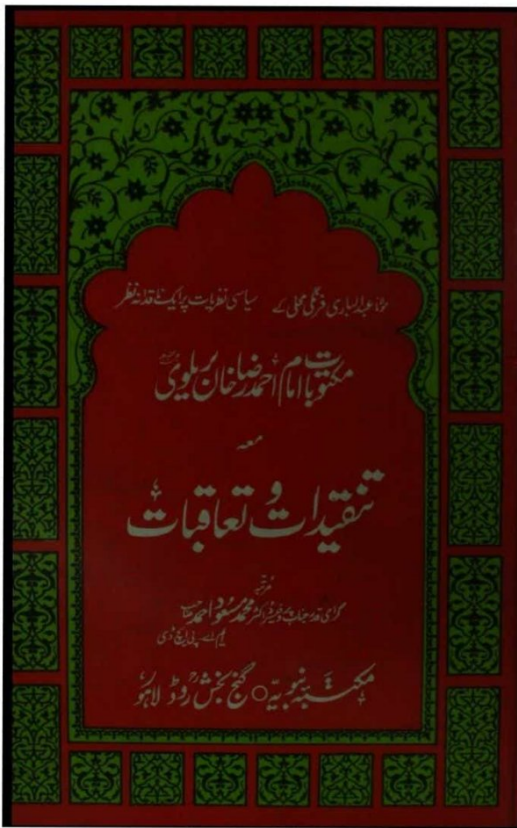
یہ سب کتابیں مصطفیٰ رضا خان بریلوی کی ہیں

ملفوظات اعلیٰ حضرت ، الطاری الداری ، تنویر الحجۃ

القول العجیب ، وقعات اللسان اور طرق الھدیٰ

دارلعلوم منظرِ اسلام کی بنیاد اور رضا اکیڈمی قائم کیا
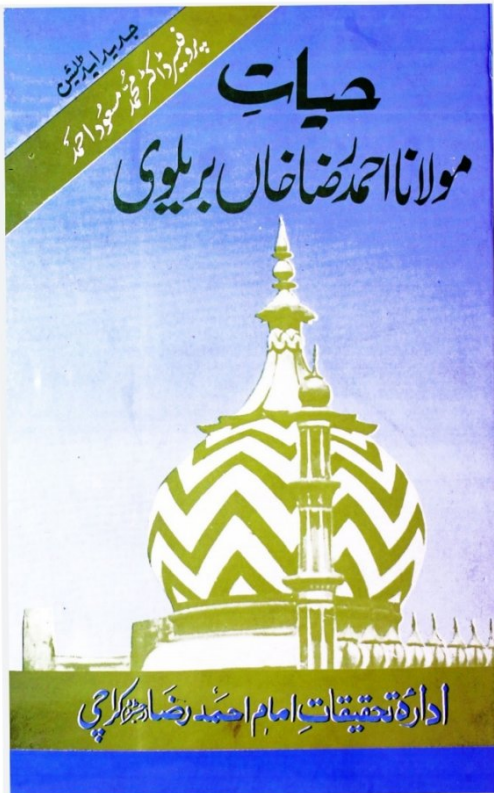
موقوف کردی اور گورنر ملاقات کیے بغیر چلا گیا —— اس غریب پروری اور غمخواری کی وجہ سے مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی آپ کی مجلس میں آتے ہیں —— دیکھنے والے کہتے ہیں کہ آپ کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے —— حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ولی کی یہی نشانی بتائی ہے —— مفتی صاحب آج بھی بریلی میں صدر نشین مسند ارشاد ہیں —— دامت برکاتہم العالیہ!

مفتی صاحب شعر و سخن کا بھی خاص ذوق رکھتے ہیں اور نوری تخلص فرماتے ہیں، ان کے اشعار میں دل نشینی و دل آویزی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

وہ حسیں کیا جو فتنے اٹھا کر چلے —— حسیں تم ہو فتنے مٹا کر چلے
شب کو شبنم کی مانند رویا کیے —— صورتِ گل وہ ہم کو ہنسا کر چلے
جو ساقی کوثر کے چہرے سے نقاب اُٹھے —— ہر دل بنے میخانہ، ہر آنکھ ہو پیمانہ
مست مئے الفت ہے، مدہوش محبت ہے —— فرزانہ ہے دیوانہ، دیوانہ ہے فرزانہ
ہر پھول میں بو تیری، ہر شمع میں ضو تیری —— بلبل ہے ترا بلبل، پروانہ ہے پروانہ
بد سے بد کو لیا جس نے آغوش میں —— کیا کسی سے وہ دامن بچا کر چلے؟
جن کے دعوے تھے ہم ہی ہیں اہل زباں —— سن کے قرآن زبانیں دبا کر چلے

بہت سے رسائل و کتب آپ سے یادگار ہیں۔ مؤلفات میں ملفوظات اعلیٰ حضرت (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) کے تین حصے اور الطاری الداری (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء) کے تین حصے قابل ذکر ہیں اور تصنیفات میں تنویر الحجہ، الحجۃ الباھرہ، القول العجیب، وقعات السنان اور طرق الہدیٰ وغیرہ قابل ذکر ہیں —— آپ نے بریلی میں دارالعلوم مظہر اسلام کی بنیاد رکھی (جس کے مہتمم مولانا خالد علی خاں صاحب ہیں) اور آپ ہی کے ایماء سے بریلی میں رضا لائبریری اور رضا اکیڈمی قائم کی گئی ہے جس کے لیے مولانا اختر رضا خاں اور مولانا محمد منان رضا خاں کوشاں ہیں —— [1]

---

[1] مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں کے تفصیلی حالات کے لیے سید ریاست علی قادری کی تالیف مفتی اعظم ہند (کراچی ۱۹۷۹ء) مطالعہ کی جائے۔ (مسعود)
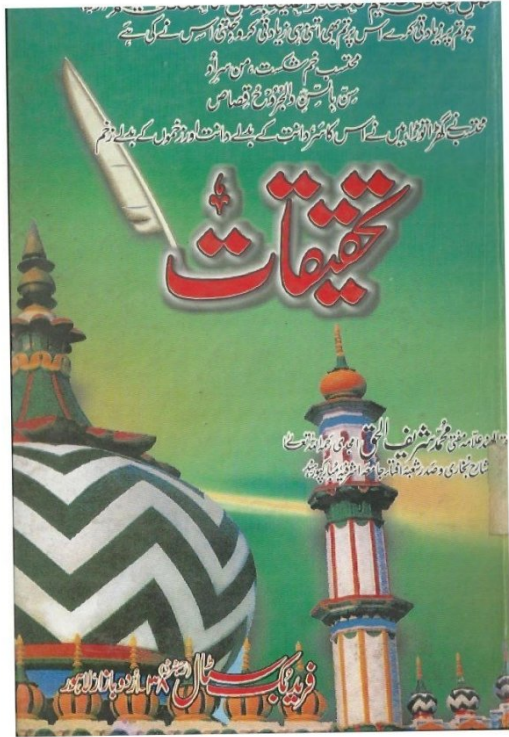
"مولانا تھانوی کا فتویٰ شائع ہو گیا، مولانا شبلی اور مولانا حمید الدین فراہی کافر ہیں۔ اور چونکہ مدرسہ انہی دونوں کا مشن ہے اس لئے مدرسۃ الاصلاح، مدرسۂ کفر و زندقہ ہے اور اس کے تمام متعلقین کافر و زندیق ہیں، یہاں تک کہ جو علماء اس مدرسہ کے جلسوں میں شرکت کریں وہ بھی ملحد و بے دین ہیں۔" ص ۷۵ے

اور اسی کے مطابق ندوہ لکھنؤ بھی تھانوی کے فتویٰ کی رُو سے مدرسہ کفر و زندقہ ہے اور دار المصنفین بھی تھانوی کے فتویٰ کی رو سے دار الملحدین ہے۔ پھر اسی قاعدے سے سر سید اور سر سید کے جملہ نورتن کافر ہیں اور ملحد، اس کی تمام تحریکات تھانوی کے نزدیک کفر و زندقہ کی تحریکیں ہیں۔ تو جب آپ کے اکابر خود ان سبھوں کو کافر مرتد مانتے ہیں ان کے مدرسوں، ان کے اداروں کو کفر و زندقہ کے مدرسے و ادارے مانتے ہیں، حتیٰ کہ جو ہم نے نہیں کہا وہ آپ کے مرشد نے کہا کہ جو علماء اس مدرسے کے جلسوں میں شرکت کریں وہ بھی ملحد و بے دین ہیں تو آپ کو شرم نہ آئی کہ ہمیں اس پر الزام دیتے ہیں۔ جب اہل سنت سے آپ لوگوں کی عداوت کا یہی حال ہے تو وہ دن دور نہیں جب رفاض، قادیانیوں، بلکہ مشرکین کی تکفیر پر بھی ہماری پگڑی اچھالنے کی مقدس خدمت انجام دیں گے۔

بعض علماء کی تکفیر کا بہتان

۴ ـــــ مولانا عبد الباری فرنگی محلی کو بھی آپ نے اپنی فہرست میں داخل کر لیا حالانکہ ان کی تکفیر کا کوئی فتویٰ کبھی کسی سنی عالم نے نہیں دیا ہے۔ میری سمجھ کام نہیں کرتی کہ ہیں آپ کی اس چابکدستی کو کون سا نام دوں۔

۵ ـــــ جماعتوں کی فہرست جو آپ نے دی ہے ان کے تمام شرکا کو کبھی کسی نے کافر نہیں کہا اور نہ ان کی شرکت کو مطلقاً کفر کہا گیا ہے۔

البتہ جس جماعت کے افراد نے کفر کیا ان پر کفر کا فتویٰ ضرور دیا گیا

حضرت مولانا شریف الحق امجدی مدظلہ

حضرت صدر الشریعہ قدس سرہٗ کے ہم وطن ہیں، مبارک پور میں حضرت شیخ الحدیث مولانا شاہ سردار احمد قدس سرہٗ اور حضرت شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی مدظلہ العالی اور دیگر علماء سے علوم کا تکملہ کیا، برسہابرس گیا، صوبہ بہار کے مدرسہ میں درس دیا، دہلی کے مدرسہ شمس العلوم میں صدر مدرس رہے، مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا مدظلہ العالی کے زیر نگرانی رضوی دار الافتاء بریلی میں سیکڑوں فتاویٰ لکھے باذوق طلبہ کو درس بھی دیا، چند دنوں کے لئے حضرت مفتی اعظم کی اجازت سے جہنی بازار ضلع پورنیہ کے مدرسہ خانقاہ مصطفائیہ، صدر مدرس ہو کر تشریف لے گئے، مشہور شاعر جناب بیکل بلرام پوری کی دعوت پر ان کے قائم کردہ مدرسہ انوار القرآن کی مسند صدارت المدرسین کو زینت وشرف بخشا، مدرس ہونے کے ساتھ عمدہ خطیب ومصنف بھی ہیں، تقریر موثر، مدلل ہوتی ہے، ترویج مذہب اہل سنت کا خصوصی خیال فرماتے ہیں، تصنیف کا ایک خاص رنگ ہے مسلم لیگ وکانگریس کے کشمکش کے زمانہ میں "سیل رواں" نام کی کتاب لکھی اور مسٹر جناح وغیرہ پر تنقید کی، دوسری کتاب سیرۃ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں "اشرف السیر" ہے، صرف مقدمۃ الکتاب ہی اب تک چھپ سکا ہے، مقدمہ بتاتا ہے کہ کتاب وسعت معلومات، تحقیق وتنقید کے اعلیٰ علمی معیار کی حامل ہے، خدا کرے جلد چھپ جائے، خلافت معاویہ ویزید پر آپ کی مدلل تنقید ماہنامہ "پاسبان" الہ آباد کے کئی نمبر میں چھپ کر مقبول ہو چکی ہے بیعت حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ قدس سرہٗ سے ہیں، خدا آپ کی عمر دراز فرمائے اور آپ کے برکات سے مسلمانوں کو فیض یاب کرے، آمین. ماہ ربیع الآخر ۱۳۴۰ھ آپ کا سال ولادت ہے۔

حضرت مولانا مفتی صدر الدین آزردہ قدس سرہٗ

محمد صدر الدین نام نامی، شیخ لطف اللہ کشمیری کے فرزند، سنہ ۱۲۰۴ھ میں دہلی میں ولادت ہوئی حضرت شاہ عبد العزیز محدث، شاہ عبد القادر قدس سرہما سے علوم دینیہ، فقہ، حدیث، تفسیر وکلام کی تحصیل کی، مولانا فضل امام "امام معقولات" سے علوم عقلیہ پڑھا، اپنے زمانے ہی سرکار انگریزی
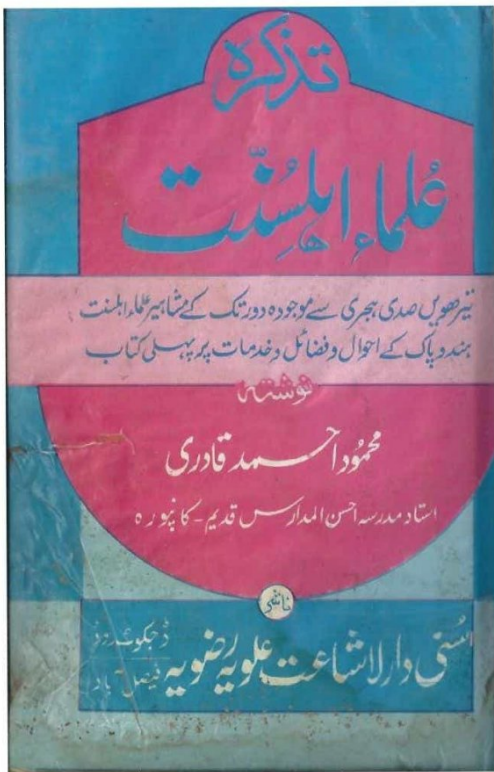
دونوں کو بخش دے۔ اے اللہ! میں نے بہت سے گناہ دانستہ کیے ہیں اور بہت سے نادانستہ کیے ہیں، سب کی توبہ میں کرتا ہوں۔ اے اللہ میرا استغفار قبول فرما۔ اے اللہ! میں نے امور قولاً و فعلاً تحریراً و تقریراً بھی کیے ہیں جن کو میں گناہ نہیں سمجھتا ہوں، مولوی احمد رضا خاں صاحب نے ان کو کفر یا ضلال یا معصیت ٹھہرایا، ان سب سے اور ان کے مانند امور سے جن میں میرے مرشدین اور مشائخ سے کوئی قدوہ میرے لیے نہیں ہے، محض مولوی صاحب موصوف پر اعتماد کرکے توبہ کرتا ہوں۔ اے اللہ! اے اللہ! توبہ قبول کرنے والے میری توبہ قبول کر اور مجھے توفیق دے کہ تیری معصیت کا ارتکاب نہ کروں، اور وہ امور بجا لاؤں جو تیری رضامندی کا باعث ہوں اور تیرے حبیب کی شفاعت کا استحقاق پاؤں، اے اللہ! تیرے حبیب کی محبت عظیم کا واسطہ مجھے بخش دے اور مجھ سے اپنے دین کی نصرت کر، اور اپنے دشمنوں کو ذلت دے۔ وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین۔"

فقیر محمد عبدالباری عفااللہ عنہ

علی برادران کی توبہ

اسی طرح سیدی صدر الافاضل قدس سرہ اتمام حجت اور خوف آخرت سے ہوشیار کرنے کے لیے مولانا محمد علی جوہر مرحوم کے مکان پر دہلی تشریف لے گئے، مولانا کو اسلامی احکام سے روشناس کراتے ہوئے آخرت کے عذاب و خسران سے ڈرایا، اور کفار و ہنود، غیر مسلموں سے اتحاد و وداد کے نتیجہ سے آگاہ فرمایا۔

خدا کی شان ہے کہ وہ ایسا وقت سعید تھا کہ حضرت کی زبان فیض ترجمان سے نکلے ہوئے ایک ایک حرف نے ان کے دل پر اثر کیا۔ وہ کہنے لگے: مولانا! آپ گواہ رہیں، میں اب توبہ کرتا ہوں، آئندہ کبھی ہنود و غیر مسلموں سے اتحاد و وداد نہ رکھوں گا۔ حضرت نے فرمایا: میری دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمائے، لیکن مجھے کس
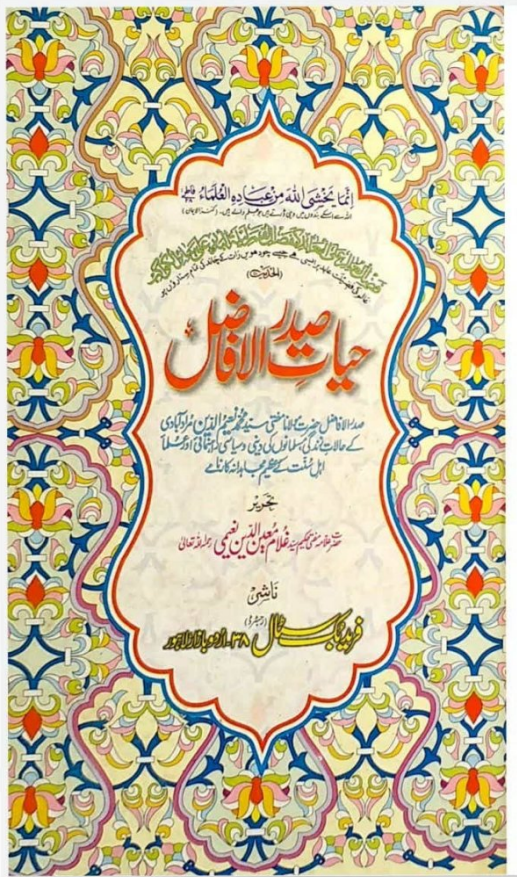
علامہ فرنگی محلی کی وجہ تکفیر اور ان کی توبہ

سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے تحریک خلافت میں حصہ لینے کی وجہ سے مولانا عبدالباری پر کفر کے فتوے لگائے۔ سرفراز صاحب کو پتہ ہونا چاہیے کہ تحریک خلافت کے تو تھانوی صاحب بھی سخت مخالف تھے۔ اور پچھلے اوراق میں ہم نے اس سلسلے میں تھانوی صاحب کے مستند ملفوظات **الافاضات الیومیہ** کے حوالہ جات نقل کیے ہیں اور اس سلسلہ میں الافاضات کے بیسیوں حوالہ جات ہیں پھر سرفراز صاحب کو علم ہونا چاہیے کہ ان کے کچھ ایسے اقوال تھے جو شرعی طور پر قابل گرفت تھے۔ مثلاً ان کا یہ کہنا کہ **عمرے کہ بآیات وا حادیث گذشت رفتی و نثار بت پرستے کردی** اور اس عبارت پر اشرفعلی تھانوی نے الافاضات جلد 2 پر سخت اظہار نفرت کیا ہے اور اس طرح کے ان کے دیگر اقوال بھی تھے۔ لہٰذا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ان پر شدید مواخذہ فرمایا اور یہی ایک عالم ربانی کی شان ہے پھر سرفراز صاحب کو علم ہونا چاہیے کہ ان کے وہی عقائد تھے۔ جو بریلویوں کے ہیں جن عقائد کو آپ مشرکانہ کہتے ہیں لیکن ان مشرکانہ عقائد کے باوجود آپ نے ان کو رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے کیا مشرک کو اس طرح کے الفاظ سے یاد کرنا کفر نہیں؟ مولانا عبدالباری صاحب نے ان الفاظ سے توبہ کر لی تھی جن کی وجہ سے ان کی تکفیر کی گئی تھی۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ اے اللہ میں نے بہت گناہ دانستہ کیے اور بہت سے نادانستہ۔ سب کی میں توبہ کرتا ہوں اے اللہ میرا استغفار قبول فرما۔ اے اللہ میں نے جو امور قولاً وفعلاً وتحریراً وتقریراً کیے جن کو میں گناہ نہیں سمجھتا تھا مولوی احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ان کو کفر یا ضلال یا معصیت ٹھہرایا۔ ان سب سے اور ان کی مانند سے محض مولوی صاحب پر اعتماد کر کے توبہ کرتا ہوں اے اللہ تیرے حبیب کی محبت عظیم کا واسطہ مجھے بخش دے۔ فقیر محمد عبدالباری

(اخبار ہمدم لکھنؤ 20 مئی 1921ء)

(۳) مکتوب امام احمد رضا بنام شیخ الاسلام محررہ ۱۸ ر شوال ۱۳۳۳ھ

(۴) مکتوب امام احمد رضا بنام شیخ الاسلام محررہ ۲۹ ر محرم ۱۳۳۴ھ

۶ الطاری الداری لھفوات عبدالباری، ۳ حصے، مرتبہ مفتی اعظم مولینا مصطفی رضا خان، موضوع "دین و سیاست" مجموعی صفحات ۲۸۲، مطبع حسنی پریس بریلی، ۱۳۳۹ھ، مجموعی تعداد مکتوب ۴۳۔

ترتیب و اشاعت کا پس منظر: قیام الملت والدین حضرت مولینا شاہ عبدالباری فرنگی محلی، اہل سنت کے معروف عالم دین، بلند پایہ روحانی پیشوا، فرنگی محل لکھنؤ کی مذہبی روایات کے امین اور آخری علمی تاجدار تھے۔ حضرت مولینا اور امام احمد رضا باہم دوست اور ایک دوسرے کے قدر شناس تھے۔ حضرت مولینا ۱۹۱۹ء، ۱۹۲۰ء میں اٹھی ہوئی تحریک ترک موالات، تحریک خلافت اور ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے۔ امام احمد رضا خان ان کی اس حمایت و سرگرمی سے بیزار و ناخوش تھے۔ ان کی نگاہ میں یہ حمایت و سرگرمی غیر شرعی تھی۔ اس ناخوشی و بیزاری کے تصفیہ کے لئے دونوں میں مراسلت کی ابتداء ہوئی۔ بعد میں خط کتابت کے لہجوں میں تیزی و تندی بھی آئی اور تلخیاں بھی پیدا ہوئیں۔ پیش نظر مجموعہائے مکاتیب انہیں تلخ و تیکھی حقیقتوں کی یادگار ہیں۔

یہ مراسلتی افہام و تفہیم کا سلسلہ ۱۶ ر رمضان ۱۳۳۹ھ کو شروع ہوا اور ۲ ر صفر ۱۳۴۰ھ کو تمام ہوا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت مولینا نے اپنے موقف سے رجوع کرلیا۔ ان کا توبہ نامہ روز نامہ "ہمدم" لکھنؤ ۱۱ ر رمضان ۱۳۳۹ھ، ۲۰ مئی ۱۹۲۱ء ص ۳ کالم ۴ کی اشاعت میں شائع ہوا[1] امام احمد رضا اس مجمل و مبہم توبہ نامہ سے مطمئن نہ ہوسکے۔ ان کا اصرار رہا کہ حضرت مولینا تفصیلی توبہ نامہ شائع کریں۔ بالآخر حضرت مولینا نے ان تمام باتوں سے تفصیلا رجوع فرمالیا۔ جن پر امام احمد رضا کو اصرار و اعتراض تھا[2] یہ تھی محبت، یہ تھے اختلافات اور یہ تھا

---

[1] (الف) حق کی فتح مبین، سید شاہ محمد میاں مارہروی۔ مطبع صبح صادق سیتاپور۔

(ب) (الطاری الداری مولینا مصطفی رضا خان مطبع اہل سنت و جماعت بریلی ۲۶/۳

[2] شمع ہدایت، مولینا محمد عبدالحفیظ، مفتی آگرہ طبع کراچی ص ۹۳، ۹۴ بحوالہ تنقیدات و تعاقبات ص ۱۴۶

تھے، بڑے بڑے علماء اور فضلاء نے آپ سے اخذ علوم کیا۔

آپ کو سیاست سے بھی دلچسپی تھی، مسٹر گاندھی کو آپ ہی کی ذات سے شہرت نصیب ہوئی مگر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے توجہ دلاتے پر مسٹر گاندھی کا ساتھ چھوڑ دیا، ــــــــــ یقیع مبارک مدینہ طیبہ اور جنۃ المعلّٰی مکۃ معظمہ کے مزارات کے انہدام اور سعودیوں کے مظالم وجفا کی آپ نے بھی سخت مخالفت کی، آپ ہی کے حکم سے مولانا اشرف علی تھانوی کی بہشتی زیور اور حفظ الایمان فرنگی محل میں جلائی گئی تھی، آپ نے مولانا تھانوی کو حفظ الایمان کی کفری عبارت سے توبہ کے لئے بار بار متوجہ کیا، مگر ان کو توبہ کی توفیق نصیب نہ ہوسکی ــــــــــ جواد وسخی تھے، مہمانوں کے اکرام میں کافی مبالغہ کرتے تھے، نماز باجماعت کے خیال سے ہر سفر میں دو آدمیوں کو ساتھ رکھتے تھے،

مرض فالج میں دو یوم مبتلا رہ کر ۴ رجب المرجب ۱۳۴۳ھ میں وفات پائی، آپ کی وفات پر فرنگی محل کا ایک عہد ختم ہوگیا، آپ علمائے فرنگی محل کے شیخ تھے۔

تصانیف :۔ "التعلیق المختار علی کتاب الآثار" ملہمہا الملکوت بشرح مسلم الثبوت، الآثار المحمدیہ والآثار المضلۃ (حدیث ہیں)، آثار الاولٰی من علمائے فرنگی محل"

حضرت مولانا عبدالواحد رام پوری علیہ الرحمۃ

رام پور افغانان وطن، حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین قدس سرہٗ وغیرہ علماء رام پور سے کسب علوم کیا اور سند فراغت حاصل کی، اول الذکر سے مرید تھے، درس وتدریس میں کمال حاصل تھا فتاوٰی بھی لکھتے تھے، جلسہ اصلاح ندوہ پٹنہ منعقدہ ۱۳۱۸ھ میں بڑے جوش وخروش سے حصہ لیا، کس سنہ میں آپ نے وفات پائی معلوم نہ ہوسکا۔

حضرت مولانا قاضی عبدالسبحان ہزاروی علیہ الرحمۃ

ہری پور ضلع ہزارہ سے چھ میل دور، موضع کھلابٹ میں ۱۸۹۵ء میں ہاشمی علوی خاندان میں آپ

4

انتساب

قدوۃ الخلف، بقیۃ السلف

حضرت علامہ شاہ محمد عبد الباری فرنگی محلی علیہ الرحمۃ (م ۱۳۴۴ھ)

کے نام

جن کے حکم سے مولوی اشرف علی تھانوی کی بہشتی زیور
اور حفظ الایمان فرنگی محل میں جلائی گئی تھیں۔[1]

---

[1] تذکرہ علمائے اہلسنت صفحہ نمبر ۱۴۷ از محمود احمد قادری استاذ مدرسہ احسن المدارس قدیم، کانپور بار دوم ۱۹۹۲ء ناشر سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝
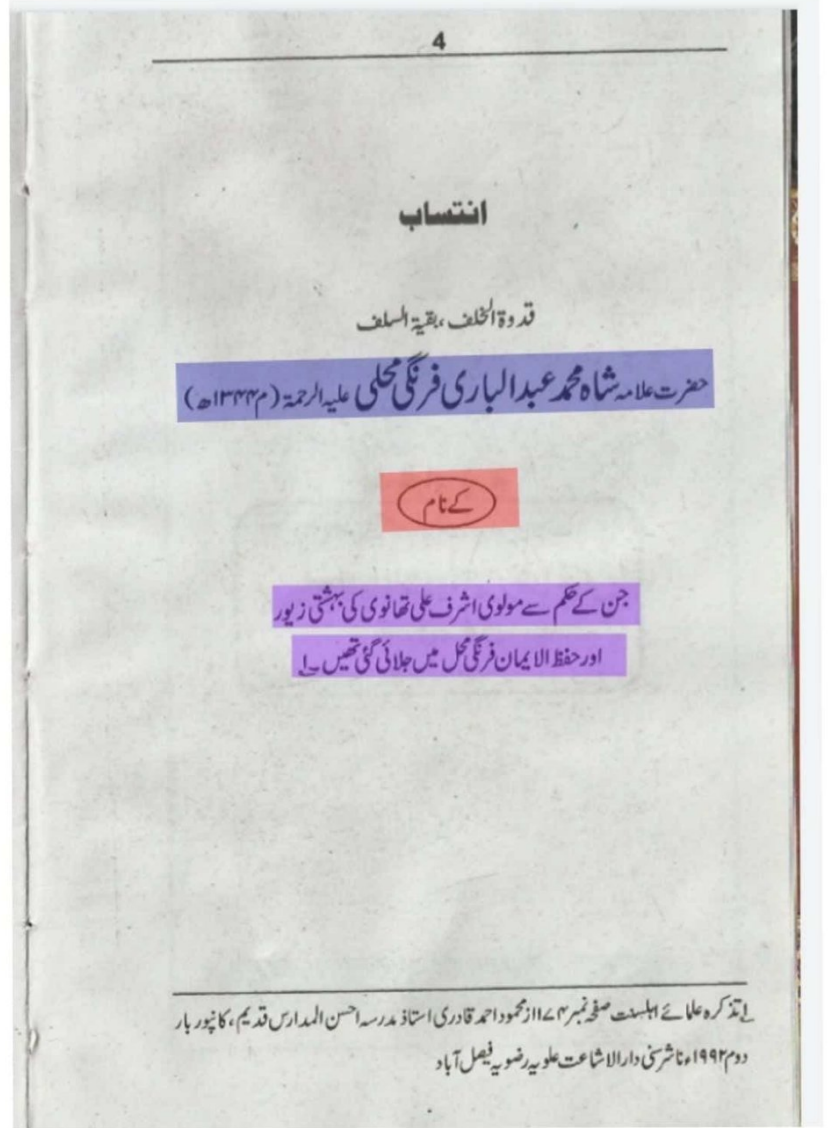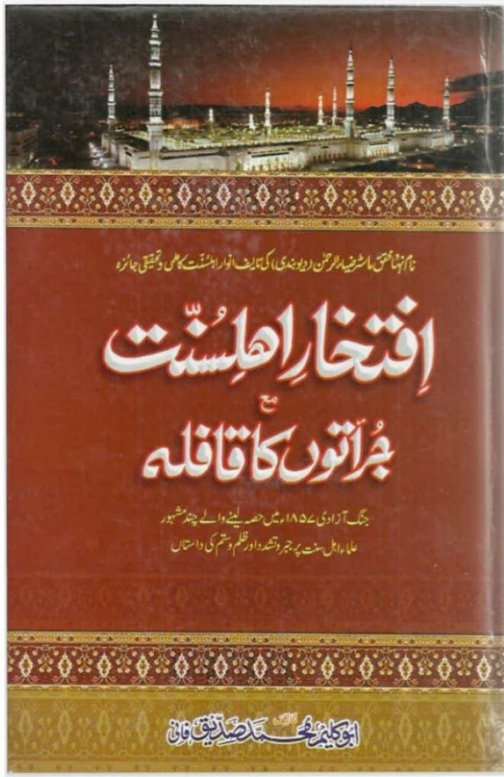
(اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں، نحل: ۴۳)

فتاویٰ مظہریہ

جلد اوّل و دوم و سوم

شیخ الاسلام مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ

مرتبہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

ادارہ مسعودیہ ۲/۶، ۵۔ای، ناظم آباد، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان، ۱۴۲۰ھ؍۱۹۹۹ء

اپنا سامان ایک طرف کر دینا لازمی ہوگا تاکہ جماعت میں خلل نہ آئے اور نمازیوں پر مسجد تنگ نہ ہو اور ہمیشہ مسجد کا احترام لازمی ہوگا، دوسرے مکانات کی طرح ان کو بھی استعمال کرنا مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد مظہر اللہ غفرلہ
امام
مسجد جامع فتحپوری دہلی

آداب کتب وغیرہ

(سوال نمبر ۲۶۴)

(۱) ایک شخص مرادی کتاب بہشتی زیور کے متعلق کہتا ہے کہ دل میں آتی ہے کہ کھڑے ہو کر اس کتاب پر پیشاب کر دوں"۔۔۔۔۔ مرادی کا ایسا کلام کہنا درست ہے یا نہیں۔ اگر درست نہیں ہے تو مرادی کیلئے شریعت سے کیا حکم عائد ہوتا ہے؟

(۲) ایک شخص سبحان بخش نے کہا کہ "وہابی بے ادب لوگ ہیں داڑھی سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے تو یہ لوگ منہ پر دو بال خنزیر کے کیوں رکھے ہوئے ہیں"۔ سبحان بخش کا یہ کلام صحیح ہے یا غلط اگر غلط ہے تو اس کے لئے قرآن و حدیث سے کیا حکم ہے؟

(۳) ایک شخص محمد صدیق صوفی جب کبھی وعظ فرماتے ہیں تو اپنی تقریر میں کہتے ہیں کہ "آدم علیہ السلام نے شیطان کو چولھے پر پکا کر شوربا بنایا اور جب خوب پک گیا تو آدم علیہ السلام نے پی لیا۔ اس کے بعد شیطان نے کہا کہ بس میں یہی چاہتا تھا کہ تمہارے خون میں میرا خون مل جائے"۔۔۔۔۔ صدیق صاحب کا یہ وعظ صحیح ہے یا نہیں اگر غلط ہے تو صوفی محمد صدیق کے لئے کیا حکم ہے؟

(۴) ایک شخص اپنی برادری کے لوگوں سے کہتا ہے کہ تم لوگ بستی نظام الدین اولیا بنگلہ والی مسجد مت جاؤ، ان لوگوں کا طریقہ تم کو معلوم نہیں وہ پردہ کی آڑ میں کچھ اور ہی کرتے ہیں، محمد اسمٰعیل اور اللہ دین نے جواب دیا کہ بھائی وہاں تو ہر وقت اللہ و رسول کی باتیں ہوتی ہیں، آج تک ہم نے کوئی ناجائز بات نہیں سنی بلکہ ان کے وعظ میں یہ سُنا ہے کہ بزرگوں کی صحبت اختیار کرو اور دین کی باتیں سیکھو اور دوسروں تک پہنچاؤ سائل نے کہا کہ تم مفتی اعظم صاحب مسجد فتحپوری سے بیعت ہو۔ محمد اسمٰعیل اور اللہ دین نے جواب دیا کہ ہاں ہمارے مرشد حضرت مفتی اعظم ہیں۔ اور ایسی بات کبھی بھی حضرت نے نہیں کہی۔ سائل نے اللہ دین اور محمد اسمٰعیل سے کہا کہ تم حضرت سے دریافت کرنا حضرت نے فرمایا ہے کہ تم اس مسجد میں مت جانا۔ اللہ دین اور محمد اسمٰعیل خاموش ہو گئے اور پھر کہا کہ آج دو سال سے ہم نے بنگلہ والی مسجد میں کوئی ایسی ناجائز بات نہیں سنی۔ کیا سائل نے

درست کہا ہے یا نہیں۔ محمد اسمٰعیل اور اللہ دین بنگلہ والی مسجد میں جائیں یا نہیں۔ جواب مرحمت فرمائیں۔

احقر ناکارہ محمد صدیق - دہلی

۲۷ اکتوبر ۱۹۶۰ء

الجوابْ

(۱) بہشتی زیور کے متعلق ایسے ناپاک لفظ استعمال کرنا نہایت درجہ اس کی توہین ہے۔ قائل پر توبہ لازم ہے گو بعض مسائل اس میں اہل سنت کے خلاف ہیں لیکن اکثر مسائل اہل سنت کے موافق ہیں جن کی وجہ سے ایسی توہین جائز نہیں۔

(۲) یہ کلام بھی غلط ہے۔

(۳) یہ بھی غلط ہے ایسے بےباک شخص کو وعظ نہ کہنا چاہیئے۔

(۴) اس شخص کا یہ قول صحیح ہے چناں چہ اس جماعت کے قائد اول مولوی الیاس صاحب اپنی دعوت کے صفحہ نمبر ۶ میں فرماتے ہیں کہ :-

"میاں ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں، لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلوٰۃ ہے، میں بقسم کہتا ہوں کہ یہ تحریک صلوٰۃ نہیں ہے" ایک روز بڑی حسرت سے فرمایا کہ میاں ظہیر الحسن ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے"

اس کلام میں بصراحت فرمایا کہ اس میں منشاء کچھ اور ہے اور اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ اپنے اُن مسائل کی ترویج ہے جو وہ اہل سنت سے خلاف رکھتے ہیں جن کا ذکر اکثر کتب میں موجود ہے چناں چہ اس عاجز کے پاس کچھ دعا کے لئے آئے جن میں دو عالم بھی تھے۔ اتفاقاً میں نے دریافت کیا کہ تم لوگ کس شے کی تبلیغ کرتے ہو، بولے کہ شرک و بدعت کو مٹا رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ شرک و بدعت کے معنی سے تم واقف بھی ہو؟ کہنے لگے شرک یہی ہے کہ کسی کا دامن پکڑ لیا جائے۔ اور بدعت جیسے قبر پر پھول ڈالنا۔ میں نے عرض کیا کہ قبر پر پھول ڈالنے کو تو فقہا جائز فرماتے ہیں۔ ان میں دو صاحب عالم بھی تھے وہ بولے کہ کہاں لکھا ہے؟ میں نے فتاویٰ عالمگیری دکھا دی۔ دیکھ کر خاموش چلے گئے۔ اس واقعہ سے کامل اس شخص کے قول کی تصدیق ہو گئی ــــ میرے نزدیک نماز جیسی شے کی تبلیغ نہایت ہی بہتر ہے لیکن یہ چیز کہ اہل سنت کے مواعظ سے روکنا جس کے متعلق میرے پاس متعدد واقعات موجود ہیں نہایت درجہ قبیح ہے۔ یونہی حقیقی شرک و بدعت کا دور کرنا۔ تو تبلیغ نماز سے بھی زیادہ نہایت ضروری ہے لیکن مباح چیزوں پر ایسے ناپاک حکم لگا کر روکنا حد درجہ قبیح و مذموم ہے۔ غرض میرے نزدیک ایسے شخص کا قول مذکور صحیح ہے اور محمد اسمٰعیل اور اللہ دین صاحبان کے اقوال بھی صحیح ہیں اس لئے جب کوئی کسی کا معتقد ہو جاتا ہے تو اس کو اس کا ہر قول ہی

گھیرے رکھتے، درس وتدریس اور تصنیف کا خاص ذوق رکھتے تھے، مولوی سراج سہوانی مدرسہ عالیہ قادریہ کے تعلیم یافتہ، مگر شامتِ اعمال سے ترک تقلید کے قائل، سو دلئے نجدیت سے سرشار تھے، نجدی عقائد میں اُن کی تالیف "سراج الایمان"، چھپ کر شائع ہوئی تو اس محی السنتہ نے حمایت حق میں "شمس الایمان"، لکھ کر چراغ بے دینیت کو گل کر دیا۔ ــــــ میر زاہد کا حاشیہ آپ کے تبحر علمی اور علم معقولات پر روشن دلیل ہے، دادا بزرگوار حضرت شاہ معین الحق عبد المجید قدس سرہٗ کے مرید تھے، بڑے ماموں مولوی غلام حیدر سہارنپور میں تحصیلدار تھے، اُن کی ملاقات کو گئے۔ قضاءً ایسے سخت بیمار ہوئے کہ ۷ ذی قعدہ ۱۲۷۰ھ میں راہی خلد بریں ہوئے حضرت نور قادری (از اولاد امجاد غوث اعظم رضی اللہ عنہ، جو عالمگیری عہد کے بزرگ تھے) کے آستانہ میں جانب شمال دفن کیے گئے

(اکمل التاریخ حصہ دوم، تذکرہ طیبہ)

حضرت مولانا مفتی مظہر اللہ شاہ دہلوی قدس سرہٗ

والد کا نام مولانا محمد سعید، دادا کا نام مولانا مفتی محمد مسعود شاہ، ۵ ار رجب المرجب ۱۳۰۳ھ موافق ۱۲/ اپریل ۱۸۸۶ء بروز چہار شنبہ دہلی میں پیدائش ہوئی، حافظ قاری حبیب اللہ امام مسجد گھٹی والان سے حفظ قرآن اور تجوید پڑھی، بعد ازاں سوتیلے چچا مولانا حکیم عبد المجید سے ابتدائی درس نظامی عربی و فارسی پڑھی، مولانا عبد الکریم امام مسجد تیلی واڑہ دہلی سے درسیات کی تکمیل کی، حکیم عبد الرشید خاں رامپوری استاذ طبیہ کالج کی نگرانی میں طب کی کتابوں کا مطالعہ کیا، دادا بزرگوار نے بچپن ہی میں اپنے مرشد زادہ حضرت سید شاہ صادق علی حسنی الحسینی نقشبندی سے بیعت کرا دیا تھا، اور شاہی مسجد فتح پوری کی امامت جو آپ کا موروثی ننہالی حق تھا اس کی امامت کا منصب آپ کے نام مقرر کرا دیا، تحصیل علم کے بعد درس و تدریس اور افتاء نویسی کا فریضہ تا زندگی انجام دیا، نہایت شائستہ مزاج، بردبار، سیر چشم، اور بے طمع بزرگ تھے ذوق سخن بھی تھا، کبھی کبھی شعر کہتے اور خوب کہتے تھے، کلام عارفانہ اور بلند پایہ ہوتا تھا، حسن اخلاق بھی آپ کا وصف خاص تھا، ہر شخص سے خندہ روئی سے ملتے، مگر جن امراء میں تمکنت کا شائبہ پاتے اُن سے بوقت ملاقات خودداری کا اظہار کرتے، ایک بار نواب میر

مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے سیاسی نظریات پر ایک ناقدانہ نظر

مکتوباتِ امام احمد رضا خان بریلوی

تنقیدات و تعاقبات

مرتبہ

گرامی قدر جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب

ایم اے، پی ایچ ڈی

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور

جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔" [1]

اس کے جواب میں مولوی اشرف علی نے لکھا:

"جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوصِ قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرورِ عالم فخرِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔" [2]

لیکن حفظ الایمان میں مولوی اشرف علی نے جو کچھ لکھا ہے اس سے وہی مفہوم مستفاد ہوتا ہے جس کے متعلق مولوی محمد مرتضیٰ حسن دیوبندی نے استفسار کیا۔ امام احمد رضا نے عبارت کے اسی مفہوم پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ یہی حکم خود مولوی اشرف علی نے بھی لگایا ہے۔

خانقاہِ امدادیہ سے کسی بزرگ نے ۱۸ صفر المظفر ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳-۲-۲۴ء کو مولوی اشرف علی کو خط لکھا اور مذکورہ بالا کلمات کو تبدیل کرنے کی درخواست کی۔ مولوی اشرف علی نے خود ان کلمات کی درشتگی، ناشائستگی کو محسوس کیا اور یہ سب کچھ امام احمد رضا کی سخت تنبیہ پر ہوا مگر ترمیم ان کے انتقال کے بعد کی گئی ہے۔ مولوی اشرف علی نے خانقاہ امدادیہ کے خط کے جواب میں اپنے جوابی مکتوب محررہ ۱۸ صفر المظفر ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء میں مذکورہ بالا حفظ الایمان کی تحریر کو بدل کر اس طرح کر دیا:

"اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے، مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں۔" [3]

---

[1] مکتوب مولوی محمد مرتضیٰ حسن بحوالہ بسط البنان مشمولہ حفظ الایمان، ص ۸

[2] مکتوب محررہ شعبان المعظم ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء بحوالہ حفظ الایمان، ص ۹

نوٹ: مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں نے بسط البنان کے جواب میں "وقعات السنان الی حلق المسماۃ بسط البنان (۱۳۳۰ھ / ۱۲-۱۹۱۱ء) تحریر کی۔ مسعود

[3] تغیر العنوان فی بعض عبارات حفظ الایمان مشمولہ حفظ الایمان، ص ۱۰

اس ترمیم سے اندازہ ہوتا ہے کہ خود مولوی اشرف علی نے اپنے کلمات کی شدت اور گستاخانہ طرزِ اظہار کو محسوس کیا اور ان کے دل نے اس کی گواہی دی۔ مگر یہ ترمیم امام احمد رضا کے انتقال (۱۳۴۰ھ) کے دو سال بعد کی گئی جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بات ذاتی اَنا کی تھی۔

بہرکیف امام احمد رضا کے نزدیک مولوی اشرف علی کی سابقہ عبارت کفریہ تھی [1] لیکن مولانا عبدالباری فرنگی محلی کو اس سلسلے میں ان سے اختلاف تھا چنانچہ ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء میں بریلی میں نجی گفتگو میں دونوں کے مابین یہ عبارت زیرِ بحث آئی۔ اس کی تفصیل اس خط سے معلوم ہوتی ہے جو امام احمد رضا نے مولانا عبدالباری کو تحریر کیا۔ وہ لکھتے ہیں:

اصل واقعہ یہ ہے کہ جناب ۱۳۳۱ھ میں غریب خانے پر تشریف لائے تھے، تھانوی صاحب کے کفر و ارتداد ملعون کا تذکرہ چلا۔ جناب نے حسبِ عادت حمایت ارتداد فرمائی اور اس کی عبارت، توہینِ سرکارِ رسالت سے پاک بتائی اس پر یہ عرض کی گئی کہ اگر کوئی آپ کے والد ماجد و جد امجد مغفور کو کہے کہ:

---

[1] مسئلہ تکفیر کو مفتیٔ اعظم محمد مظہر اللہ علیہ الرحمۃ نے فتاوٰے مظہری میں بڑی مومنانہ فراست کے ساتھ حل کیا ہے۔ کفریہ عبارات کے سلسلے میں ایک استفسار کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا ہے:

"جو عبارتیں مابہ النزاع ہیں وہ خالص اُردو کی عام فہم ہیں، پس ان کے معنی سمجھنے میں نہ کسی دیوبندی کا اعتبار ہے اور نہ بریلوی کے فہم کا، بلکسی رو رعایت کے عام ہندوستانی جو ان عبارات کے معنی بتلائیں، اسی کا اعتبار ہے۔ پھر اس پر شریعت مطہرہ کا جو حکم ہو اس پر عمل لازم ہے۔"

{ فتاوٰے مظہری، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۰ء
صفحہ ۳۷۵، فتوے ۲۴۸ }

مسعود

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کی ترمیم کے مطابق،
معنون، محشی اور تسہیل شدہ نسخہ
حفظ الایمان
عن الزیغ و الطغیان
بسط البنان
عن کتاب حفظ الایمان
معہ
تغییر العنوان
فی بعض
عبارات حفظ الایمان
مصنفہ
حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ
ترتیب و تقدیم
فخر اہلسنت حضرت مولانا قاری عبدالرشید رحمۃ اللہ
سابق استاد حدیث و تفسیر جامعہ مدنیہ لاہور۔

ترمیم عبارت کی حقیقی وجہ

لیکن اسلامی دنیا میں چونکہ ہر فہم کے لوگ ہیں یا کم از کم قصداً شبہ ڈالنے والے بھی موجود ہیں جو شبہ ڈالنے میں کچھ مصالح سمجھے ہوئے ہیں خواہ مصالح دینیہ ہوں جیسا ان کا دعویٰ ہے، یا دنیویہ ہوں جیسا واقع ہے۔ اس لئے کم فہموں کی رعایت سے تاکہ ان کو خود شبہ ہو نہ دوسرا کوئی شبہ ڈال سکے، اگر اس عبارت میں ایسے طور سے ترمیم کر دی جائے جس میں مضمون محفوظ رہے اور عنوان بدل جاوے تو امید ہے کہ موجب اجر ہو گا گو یہ ترمیم درجہ ضرورت میں نہ ہو گی صرف درجہ استحسان کی میں ہو گی۔ آئندہ جو رائے ہو۔ فقط۔

از خانقاہ امدادیہ ۱۸ صفر المظفر ۱۳۴۲ھ وقت الاشراق۔

جزاکم اللہ تعالیٰ بہت اچھی رائے ہے۔ چونکہ اس کے قبل کسی نے واقعی بناء نہیں ظاہر کی اس لئے ترمیم کو دلالت علی خلاف المقصود کے اقرار کے لئے مستلزم سمجھا اور اقرار بالکفر کفر ہے۔ اس لئے ترمیم کو ضروری کیا جائز بھی نہیں سمجھا۔ اب سوال ہٰذا میں جو بناء بیان کی گئی ہے ایک امر واقعی ہے۔

لہٰذا قبولاً للمشورۃ اس کو لفظ "اگر" کے بعد سے "عالم الغیب کہا جاوے" تک اس طرح بدلتا ہوں اب حفظ الایمان کی اس عبارت کو جو کہ اسی سوال کے بالکل شروع میں مذکور ہے اس طرح پڑھا جاوے۔

"اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں، تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے" الخ

اور ایسی عبارت بعینہا شرح مواقف کے موقف سادس کے مرصد اوّل کے مقصد اوّل میں فلاسفہ کے جواب میں ہے۔

والبعض ای الاطلاع علی البعض — بعض مغیبات پر اطلاع نبی کے ساتھ مختص نہیں ہے۔

یا اللہ

یا رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ

شانِ الوہیت وعظمتِ نبوت اور مقامِ ولایت کے تحفظ

پر مشتمل

مسلکِ اہلسنّت کا پیغام فرقہ گوہریہ کے نام

معروف بہ

خطرہ کا الارم

مع فتاویٰ مبارکہ بر عباراتِ فرقہ گوہریہ

از قلم حقیقت رقم:

پاسبانِ مسلکِ رضا نباضِ قوم مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب سرپرست ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ

مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

گھر کی شہادت:۔ "صدائے سرفروش" کے مذکورہ اقتباسات سے تصویر کے دونوں رخ واضح ہو گئے۔ ایکطرف تو گوہر شاہی لٹریچر کی قصیدہ خوانی وغیر متنازعہ ہونے کا دعویٰ اور دوسری طرف آٹھ عبارات میں حذف وتبدیلی کا اعلان۔ جو اس سلسلہ میں گھر کی شہادت کے مترادف اور اس بات کی بین دلیل ہے۔ کہ واقعی گوہر شاہی لٹریچر توہین وگستاخی۔ کفر وضلالات اور مذہب اہلسنّت کے خلاف مواد پر مشتمل ہے۔ اسی لئے تو علماء پر سبّ وشتم کے بعد بالآخر گوہر شاہی کو اپنے لٹریچر میں قابلِ اعتراض عبارات کا اعتراف کرتے ہوئے حذف وتبدیلی کی ضرورت محسوس ہوئی۔

ثانیاً:۔ مذکورہ حذف وتبدیلی کے باوجود گوہر شاہی ابھی بری الذمہ ہوئے۔ نہ ان کا دامن پاک ہوا۔ اس لئے کہ • یہ تو صرف آٹھ عبارات میں حذف وتبدیلی ہوئی۔ جبکہ ترمیم شدہ عبارات کی بر نسبت دیگر قابلِ اعتراض عبارات ابھی کافی تعداد میں باقی ہیں۔ جن میں ہماری نشاندہی کے مطابق سرفہرست گوہر شاہی کا جعلی آیت لکھنا اور منگھڑت حدیث نقل کرنا بھی ہے۔ مگر یہ کیسی ہٹ دھرمی اور خدا تعالےٰ سے بے خوفی ہے۔ کہ آٹھ عبارات میں حذف وتبدیلی کرنے کرانے والوں کو قرآن وحدیث پر گوہر شاہی کے افتراء اور کتاب وسنت میں من مانی ورخنہ اندازی پر غیرت ایمانی وتحفظ قرآن وحدیث کا کوئی احساس نہیں ہوا۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

بہر حال۔ ابھی بہت سا قرض باقی ہے جس کا اصل علاج یہ ہے۔ کہ اس لٹریچر کو مکمل طور پر ضبط وجمع کر کے نذرِ آتش کیا جائے۔

الغرض۔ آٹھ عبارات میں حذف وتبدیلی سے کسی شخص کو گوہر شاہی کی برأت وپاکدامنی کا وہم نہیں ہونا چاہیئے۔

ثالثاً:۔ جیسا کہ پہلے گزرا۔ چونکہ گوہر شاہی نے توبہ کا اعلان نہیں کیا۔ اس لئے محض حذف وتبدیلی پاکدامنی کیلئے کافی نہیں۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو دیوبندی مولوی اشرفعلی تھانوی کی رسوائے زمانہ کتاب "حفظ الایمان" کی کفریہ عبارت۔ کہ • "آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو۔ تو دریافت طلب یہ امر ہے۔ کہ • اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب • اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے"۔ اس کے بعد اسکی کتاب "تغیر العنوان" میں عبارت کی تبدیلی سے تھانوی کا دامن ضرور پاک ہو جاتا۔ مگر چونکہ اس نے توبہ نہیں کی۔ لہٰذا عبارت کی تبدیلی کے باوجود تھانوی کا دامن توہین وکفر سے پاک نہ ہو سکا۔ جب۔ گناہ کبیرہ۔ کی توبہ لازمی ہے۔ تو بدعقیدگی اور کفر وضلالت سے توبہ اور اس کی تشہیر واعلان تو اور زیادہ ضروری ہے۔ محض حذف وتبدیلی اور الفاظ واپس لینے سے کام نہیں چلتا۔ اور جرم کا کفارہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے۔ اس سلسلہ میں جب مولانا محمد سعید اسعد اور ان کے والد بزرگوار مفتی محمد امین صاحب (فیصل آباد) سے استفسار کیا گیا۔ تو انہوں نے خاموشی اختیار کی۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ اگر حذف وتبدیلی توبہ کے حکم میں اور اس کے قائم مقام ہوتی۔ تو مولانا اسعد اور ان کے والد بزرگوار حذف و تبدیلی کا توبہ میں شمار ہونا ضرور بیان فرماتے مگر وہ ایسا نہ کر سکے۔ آہ۔ غلطی وگناہ توہین وگستاخی کفر وضلالت پر اصرار اور توبہ واستغفار سے گریز و انکار یہی فرقہ بندی اور فتنہ وفساد کی بنیاد ہے۔ جس میں نفس وشیطان آڑے آجاتا ورنہ۔ توبہ واستغفار اور بارگاہ الوہیت ودربار رسالت میں رجوع وعاجزی باعث عار نہیں بلکہ دنیا وآخرت میں باعث عزت وسلامتی ہے۔ • جس کا دامن پاک ہو جائے۔ دنیا وآخرت میں اسے سرخروئی حاصل ہو جائے اور لوگ بھی فتنہ وانتشار سے بچ جائیں۔ تو اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیئے • مگر نفسانیت وانانیت ظلم وکفر کا بوجھ تو سر پر اٹھا لیتی ہے۔ مگر عاجزی و سلامتی کے لئے سدِ راہ بن جاتی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

عقائد کی کتاب سے حفظ الایمان
کی عبارت کے مفہوم کا ثبوت

ترجمہ : اور جو کُچھ تم نے کہا چند وجوہ سے مردود ہے اِس لئے کہ تمہاری مُراد اِس اطلاع علی المغیبات سے کیا ہے کُل مغیبات پر اطلاع ہونی چاہیئے یا بعض پر کُل مغیبات پر مطلع ہونا تو کسی کے نزدیک بھی ضروری نہیں نہ ہمارے نزدیک نہ تمہارے نزدیک اور اسی وجہ سے

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولو کنت۔۔الخ اور بعض مغیبات پر مطلع ہوجانا نبی کے ساتھ خاص نہیں (یعنی یہ غیر نبی میں بھی پائی جاتی ہے)

اب رضاخانی حضرات سے گذارش ہے کہ جو فتویٰ حضرت تھانوی رح پر لگاتے ہے وہ کُفر کا فتویٰ علامہ جرجانی رح پر بھی لگائے اور اپنی غیرت کا ثبوت دیں۔

زمان غير أن يعرض لها غلط (ومتنازلاً إلى البليد الذي لا يكاد يفقه قولاً وكيف) يستنكر ذلك الاطلاع في حق النبي (وقد يوجد) ذلك (فيمن قلت شواغله لرياضة) بأنواع المجاهدات (أو مرض) صارف للنفس عن الاشتغال بالبدن واستعمال الآلة (أو نوم) ينقطع به إحساساته الظاهرة فإن هؤلاء قديطلعون على مغيبات ويخبرون عنها كما يشهد به التسامع والتجارب بحيث لا يبقى فيه شبهة للمنصفين. (قلنا:) ما ذكرتم (مردود) بوجوه (إذ الاطلاع على جميع المغيبات لا يجب للنبي اتفاقاً) منا ومنكم، ولهذا قال سيد الأنبياء: ولو كنت أعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسني السوء. (والبعض) أي الاطلاع على البعض (لا يختص به) أي بالنبي (كما أقررتم به) **حيث جوزتموه للمرتاضين** والمرضى والنائمين فلا يتميز به النبي عن غيره (ثم) نقول: (إحالة ذلك) أي الاطلاع المختص بالنبي (على اختلاف النفوس) في صفاء جوهرها وكدره وشدة قوتها على قطع التعلق والتوجه إلى جناب القدس والملاء الأعلى (وتجردها مع **اتحادها بالنوع**) كما هو مذهبهم (**مشكل**) لأن المساواة في الماهية توجب الاشتراك في الأحكام والصفات وإسناد الاختلاف إلى أحوال البدن مبني على القول بالموجب بالذات (و) نقول أيضاً (باقي المقدمات) من الاتصال بالمبادىء العالية بعلة الجنسبة وانتقاشها بما فيها من صور الحوادث كما في المرايا المتقابلة (خطابية) لا تفيد إلا ظناً ضعيفاً. (وثانيها) أي ثاني تلك الأمور المختصة بالنبي (أن يظهر منه الأفعال الخارقة للعادة لكون هيولى عالم العناصر مطيعة له منقادة لتصرفاته انقياد بدنه لنفسه) في حركاته وسكناته على وجوه شتى وأنحاء مختلفة بحسب إرادته (ولا يستنكر) ذلك الانقياد (لأن النفوس الإنسانية) ليست منطبعة في الأبدان (وهي بتصوراتها مؤثرة في المواد) البدنية (كما تشاهد من الاحمرار والاصفرار والتسخن عند الخجل والوجل والغضب) هذا نشر على ترتيب

قوله: (حيث جوزتموه للمرتاضين إلخ) قد يجاب عنه بأن لهم أن يقولوا: كونه بلا مرض ونوم ورياضة تختص به على أنه يجوز أن يكون الخاصة المطلقة مجموع الثلاثة ويكون كل واحد منها خاصة إضافية.

قوله: (مع اتحادها بالنوع مشكل إلخ) اعترض عليه بجواز الاستناد إلى المشخصات ثم قوله مبني على القول بالموجب مدفوع بجواز إسناد الاختلاف إلى أحوال البدن بطريق جري العادة. نعم مذهبهم الإيجاب لكن الكلام في لزوم القول به على تقدير إسناد الاختلاف إليها كما يفهم من كلامه. والجواب: أن تشخص النفس باعتبار البدن عند الفلاسفة فيكون في المآل إسناد الاختلاف إلى أحوال البدن ثم إن الاختلاف بطريق جري العادة ينافي الشرطية التي كلامنا فيها.

شرح المواقف

للقاضي عضد الدين عبد الرحمن الإيجي المتوفى سنة ٧٥٦هـ

تأليف

السيد الشريف علي بن محمد الجرجاني
المتوفى سنة ٨١٦هـ

ومعه

حاشيتا السيالكوتي والجلبي
على شرح المواقف

ضبطه وصححه

محمود عمر الدمياطي

تنبيه:

جعلنا بأعلى الصحيفة المواقف بشرحها، ودونها حاشية عبد الحكيم السيالكوتي ودونهما حاشية حسن چلبي بن محمد شاه الفناري مفصولاً بين كل واحد منها بجدول

الجزء الثامن

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

شخصیت وافکار

شیخ الاسلام محدث گھوٹویؒ

یعنی

حضرت شیخ الاسلام علامہ غلام محمد محدث گھوٹوی رحمتہ اللہ علیہ
بانی شیخ الجامعہ (وائس چانسلر)
جامعہ عباسیہ بہاول پور

تالیف:

الشیخ پوتا، پروفیسر حافظ غلام نصیر الدین شبلی مہری

ناشر:

حضرت الشیخ الجامع اکیڈمی، ۲۳۵ ـ جناح سٹریٹ
پیر خورشید کالونی، ملتان

البتہ اتحاد بین المسلمین آپ کو بہت عزیز تھا، آپ کوشش کرتے کہ مختلف مسالک کے درمیان جو خلیج حائل ہے اسے اختلاف تک ہی محدود رکھتے ہوئے مخالفت، عناد اور نفرت تک نہ پہونچنے دیا جائے۔ حضرت محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ تحقیق اور مباحثہ کو جائز مانتے تھے مگر اسلام کی حجامت بنانے اور دین میں کاٹ چھانٹ کرنے کو الحاد قرار دیتے تھے کیونکہ آپ شریعت سے سر مو انحراف برداشت نہ کرتے تھے۔

برصغیر کے تعلیمی اداروں کو بریلوی، دیوبندی امتیاز کے بغیر چندہ دینا آپ کا معمول تھا، حضرت شیخ الحدیث علامہ چشتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسودات میں تحریر فرماتے ہیں: ندوۃ العلماء لکھنؤ سے جاری شدہ ایک نوٹس نمبری ۱۱۳۳ مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۳۹ء دستیاب ہوا ہے، جسمیں لکھا ہے ''مبلغ پانچ روپے بابت چندہ اگست ۱۹۳۹ء ہنوز مرحمت نہیں ہوا، براہ کرم جلد عنایت فرما کر شکر گذار کیجئے، از طرف سید عبدالعلی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ ندوہ سے بہتر طور پر دین اور علم سے لگاؤ رکھنے والے سنی ادارے، آپ کے مالی تعاون سے خوب فیضیاب ہوتے رہے۔ (ندوۃ العلماء کی شروعات تو مسلکِ اعتدال سے ہوئیں مگر بعد میں جانبداری کی طرف چل نکلا)

''مولانا تھانوی صاحب کا رجوع اور توبہ''

مولانا عبداللہ صاحب پرنسپل مدرسہ فاضل احمد پور شرقیہ نے مولانا مولوی محمد صادق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت الشیخ المکرم والاستاذ المعظم علامہ گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ، سرور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کے قائل تھے، اس موضوع پر آپ کا رسالہ معائنہ بلاشیب (درمسئلہ علم غیب) موجود ہے جو آپ نے گھوٹہ میں اپنے استاد مولانا مولوی محمد جمال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں تألیف فرمایا تھا، مگر جناب مولانا اشرف علی تھانوی صاحب علمِ غیب کے قائل نہ تھے، ان کا رسالہ بھی موجود ہے۔

ایک دن حضرت گھوٹوی نور اللہ مرقدہٗ جامعہ کی لائبریریٰ میں تشریف فرما تھے، میں نے عرض کیا کہ مولانا تھانوی صاحب کے انکارِ علمِ غیب کے بارے میں حضور کی کیا رائے ہے؟ تو آپ نے فوراً شیخ الفقہ مولانا صاحبزادہ حافظ محمد امین صاحب چیلاوَاہنی، جو لائبریری کے انچارج بھی تھے، ان کو فرمایا کہ گوجرانوالہ سے شائع ہونے والے ہفت روزہ

''العدل'' کی فلاں تواریخ کی فائل لے آؤ، جب وہ لے آئے تو آپ نے مولانا تھانوی صاحب کا ایک مضمون ہمیں دکھایا جس میں انہوں نے اپنی عبارت سے رجوع اور توبہ کا اقرار کیا تھا۔

اے کاش! یہ عبارت اور اسی طرح کی دیگر عبارات ان لوگوں کی کتابوں سے بھی حذف کر دی جاتیں، تاکہ اعتراض رفع ہو جاتا۔

شیخ الجامعہ حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی قدس سرہ العزیز

علامۂ زماں، فاضلِ اجل مولانا غلام محمد گھوٹوی قدس سرہ العزیز موضع گمرالی (گجرات)
میں جمادی الاولیٰ، جنوری ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے۔ فارسی اور صرف و نحو کی کتابیں
چکوڑی (گجرات) میں مولانا محمد چراغ سے پڑھیں، پھر قصبہ گھوٹہ (ضلع ملتان) میں سیبویہ زمانہ
مولانا حافظ محمد جمال رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر قطبی اور میبذی تک کتابیں پڑھیں
بعد ازاں مولانا علامہ سید غلام حسین رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں موضع تکیری (مظفر گڑھ)
حاضر ہوئے اور اکتسابِ علوم کیا، پھر بمقام چکی (مضافات کیمبلپور) مولانا علامہ محمد زمان رحمہ اللہ
تعالیٰ کے پاس پہنچے، انہیں آپ کی ظاہری حالت بکھرے ہوئے بال اور پرانے کپڑے
دیکھ کر گمان ہوا کہ یہ پڑھنے والا طالب علم نہیں ہے اس لئے انہوں نے داخلے کی اجازت
نہ دی، مولانا خاموشی سے بیٹھ گئے، اتفاقاً صدرا (شرح ہدایۃ الحکمۃ) کا ایک مشکل ترین
مقام زیرِ درس تھا، مولانا محمد زمان نے اس مقام کی تقریر کی اور طلبہ کو تقریر دہرانے کے
لئے کہا لیکن کوئی بھی اسے دہرا نہ سکا۔ علامہ گھوٹوی نے اجازت طلب کی اور پوری تفصیل
سے اس مقام کو بیان کر دیا، اب جو مولانا محمد زمان کو ان کی قابلیت کا پتہ چلا تو نہ صرف داخلے
کی اجازت دی بلکہ انہیں قربِ خاص سے نوازا۔

وہاں کچھ عرصہ استفادہ کرنے کے بعد جامعہ نعمانیہ لاہور چلے آئے اور مولانا
علامہ غلام احمد حافظ آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہ کیا، پھر علامۂ زمن
مولانا احمد حسن کانپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس جا کر فنونِ عالیہ کا درس لیا، ڈیڑھ سال
بعد جب ان کا وصال ہو گیا تو آپ مدرسہ عالیہ رامپور میں مولانا فضل حق رامپوری رحمہ اللہ تعالیٰ
کے درس میں شریک ہوئے اور کسبِ فیض کیا، طب اور صحاح کا درس حضرت مولانا
وزیر حسن رامپوری سے لیا، سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں شیخ الاسلام مرشد المسلمین حضرت

اقلیدس، خیالی، امور عامہ اور تمام ادب عربی اور تفسیر جلالین اور مشکوٰۃ مولانا مہر محمد سے مکمل کیں۔ اسی طرح دورہ حدیث سید المفسرین سند المحدثین حضرت علامہ مولانا سید ابوالبرکات قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا۔ مولانا غلام مہر علی اس لحاظ سے انتہائی خوش نصیب ہیں کہ وہ استاذ الاساتذہ شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹوی اور اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام اہلسنت سیدنا امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے صرف ایک واسطے سے نسبت شاگردی رکھتے ہیں۔

تدریس و خطابت

مولانا دار العلوم حزب الاحناف سے فراغت کے بعد سب سے پہلے ضلع فیصل آباد کے مشہور قصبہ پیر محل میں خطیب و مدرس مقرر ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ابھی سید العارفین امام العشاق مصطفیٰ فنافی الرسول نائب اعلیٰ حضرت میرے مرشد کامل امام اہلسنت آقائے نعمت سیدی و مرشدی مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد تشریف نہیں لائے تھے۔ پورے علاقے میں اہانت رسول کی گھٹاٹوپ رات چھائی ہوئی تھی۔ کوئی بھی شخص نعرۂ رسالت بلند کرنے کی جرات نہ کرتا تھا۔ عوام تو سبھی صحیح العقیدہ تھے لیکن خارجی فکر و نظر مسند خطابت و تدریس پر مسلط تھا۔ حضرت مولانا ایسے تپتے ہوئے صحرا میں باران رحمت کا پہلا قطرہ ثابت ہوئے۔ جواد مطلق نے تدریس اور خطابت میں حصہ وافر عطا فرمایا تھا۔ معقول و منقول پر مکمل نگاہ، فقہ حدیث سے کامل آگاہی، تفسیر میں ژوف نگاہی، نحو و اصول پر مکمل عبور کے علاوہ زبان میں بلا کی مٹھاس، سیرت اور سوانح کے گہرے مطالعہ کے سبب تقریر اس قدر پر تاثیر کہ پورے علاقے میں ڈنکے پٹ گئے۔ اہلسنت کے چمن میں بہار آ گئی۔ جعلی تقدس اور پھوکے علمی رعب وداب کے غباروں سے ہوا نکل گئی۔ مولانا گرجنے سے زیادہ برسنے لگے۔ ابھی ایک ہی سال ہوا تھا کہ آپ کے والد ماجد پھر عازم حرمین ہوئے۔ اس لیے مجبوراً وطن مالوف کو مراجعت ہوئی۔ اسی اثناء میں بلدہ خیر چشتیاں شریف کے اہل سنت کو جب اس ابھرتے ہوئے نوجوان کی علمی اور تقریری صلاحیتوں کا علم ہوا تو انہوں نے قیام کے لیے مجبور کیا۔ وہ دن اور آج کا دن مولانا اور چشتیاں شریف لازم و ملزوم ہو کر رہ گئے۔ قریباً پون صدی سے چشتیاں شریف سے نکل کر یہ آفتاب ان کونوں کھدروں میں بھی اپنی روشنی پھیلانے لگا۔ جہاں تعصب کے دبیز پردوں میں شب یلدا کا سماں پیدا کر رکھا تھا۔ آپ کی تقریر گھن گرج، زیر و بم، فصاحت و بلاغت، متانت و ظرافت کا کامل مرقع ہوتی ہے۔ دلائل کی یلغار، پاٹ دار لہجہ، مترنم آواز، تلاوت قرآن کا انوکھا انداز، طنز اور مزاح کا دلکش سماں ہزاروں انسانوں کو مسحور کئے پوری پوری رات بیگانہ این و آں کئے رکھتا ہے۔ غرض کہ آپ کی خطابت نے معرکتہ الآراء مناظروں کو جنم دیا۔ آپ فاتح بن کر ابھرے۔ اور غنیم ہزاروں پاپڑ بیلنے اور لاکھوں داؤ کھیلنے کے باوجود حضور مہر عالم

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

شخصیت وافکار

شیخ الاسلام محدث گھوٹویؒ

یعنی
حضرت شیخ الاسلام علامہ غلام محمد محدث گھوٹوی رحمتہ اللہ علیہ
بانی شیخ الجامعہ (وائس چانسلر)
جامعہ عباسیہ بہاول پور

تالیف:
الشیخ پوتا، پروفیسر حافظ غلام نصیر الدین شبلی مہری

ناشر:
حضرت الشیخ الجامع اکیڈمی، ۲۳۵ ۔ جناح سٹریٹ
پیر خورشید کالونی، ملتان

''خواجہ غلام قطب الدین فریدیؒ سے تعلق''

راقم الحروف، علامہ عبد الغفور منصور صاحب ڈائریکٹر مرکز تعلیمات اسلامیہ، الفہد ٹاؤن وہاڑی روڈ ملتان شہر کی معیت میں کوٹ مٹھن شریف حاضر ہوا، حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ، نیز آپ کے آباء واجداد اور آپ کی اولادِ امجاد کی مزارات کی زیارت، ایصال ثواب اور دعاء کی سعادت نصیب ہوئی بعد ازاں ڈاکٹر قاضی عبد

الواحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی قاضی عطاء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی، انہوں نے اپنے دولت خانہ پر ہماری ضیافت کا اہتمام کیا، قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ چشتیہ سے نسبت رکھتے تھے اور حضرت خواجہ غلام معین الدین فریدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے، اس موقع پر قاضی عطاء اللہ صاحبؒ نے ہمیں بتلایا کہ حضرت خواجہ غلام معین الدین فریدی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین دربار فریدی کوٹ مٹھن شریف کو حضرت شیخ الاسلام قطب الاقطاب محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی محبت تھی، چنانچہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کا اہتمام فرمایا، حضرت محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تشریف لائے تو حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ میرے بیٹے خواجہ غلام قطب الدین صاحب کا امتحان لیں تاکہ ان کے تعلیمی مقام کا اندازہ ہو سکے۔ حضرت الشیخ الجامع رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ غلام قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا امتحان لے کر ان کے والد گرامی کی خدمت میں جو رپورٹ پیش کی اس میں فرمایا کہ ''خواجہ غلام قطب الدین نے سمندر علم کو اس طرح اپنے سینے کے نیچے دبا لیا ہے جس طرح کہ بطخ کا بچہ انڈے سے نکلتے ہی دریا کو اپنے سینے کے نیچے دبا لیتا ہے''۔

جناب محترم قاضی عطاء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ حضرت الشیخ رحمۃ اللہ علیہ کے یہ ریمارکس بہت مشہور ہوئے، خانقاہ فریدیہ کے تمام متعلقین اس فقرہ کو دہراتے اور مسرت سے جھوم جھوم جاتے۔

ایسا جانتا ہرگز بلا اکراہ نہ بکتا۔
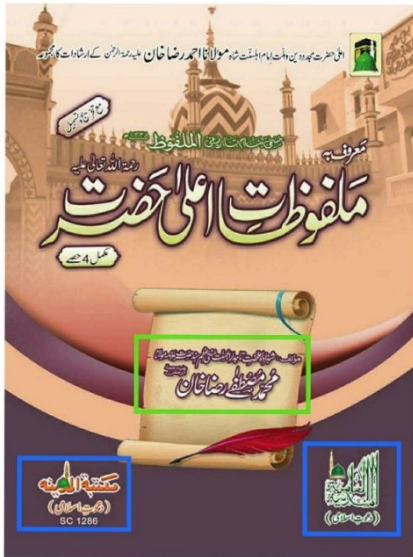
نماز کے سجدہ میں سجدۂ شکر کی نیت کرنا

عرض: سجدۂ شکر کی نیت نماز کے سجدہ میں کر لی تو کچھ حرج تو نہیں؟

ارشاد: کوئی حرج نہیں اور بہتر یہ کہ نماز سے علیحدہ کرے۔

سجدۂ شکر کا شرعی حکم

عرض: "نورُالایضاح" میں ہے:

"سَجْدَۃُ الشُّکْرِ مَکْرُوْھَۃٌ عِنْدَ الْاِمَام" امامِ اعظم کے نزدیک سجدۂ شکر مکروہ ہے

(نور الایضاح،فصل فی سجدۃ الشکر،ص۱۲۷)

ارشاد: اس میں امام سے تین قول منقول ہیں، ایک تو یہی کہ مکروہ ہے، اور ایک لَیْسَ بِشَیْءٍ ﴿سجدۂ شکر کچھ نہیں ہے۔﴾ اور صحیح یہ کہ مُسْتَحَب ہے۔(رد المحتار، کتاب الصلاۃ، ج۲،ص۷۲۰)

طلوعِ آفتاب یا غروب کے وقت نمازِ جنازہ پڑھنا

عرض: جنازہ کی نماز طلوع یا غروب کے وقت پڑھ سکتا ہے؟

ارشاد: جنازہ اگر آیا خاص طلوع یا غروب کے وقت یا نمازِ عصر کے بعد تو پڑھ سکتا ہے اور اگر پہلے سے لایا ہوا رکھا ہے تو جب تک آفتاب بلند نہ ہو یا غروب نہ ہو لے نہ پڑھے۔(حاشیۃ الطحطاوی، کتاب الصلاۃ،فصل فی اوقات المکروہ،ص ۱۸۷)

مرنے کے لئے خوشی سے تیار رہئیے

عرض: ایک مرتبہ ارشادِ عالی ہوا تھا کہ مرنے کے لیے خوشی سے تیار رہے حضور جو مجرم (یعنی گنہگار) ہے وہ کیسے خوش ہو سکتا ہے؟

ارشاد: گناہ چھوڑے توبہ کرے اور خوشی سے موت کے لیے تیار رہے، یہ مطلب نہیں کہ گناہ کرتا رہے اور موت کے لیے خوش رہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے!

توبہ کرنے والے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ خوش ہوتا ہے

﴿پھر فرمایا:﴾ **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) کا بندہ جب توبہ لاتا ہے رب (عَزَّوَجَلَّ) کے حضور تو وہ اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا

وہ شخص جس کی اُونٹنی مع زادِ راہ کے (یعنی سامان سفر کے ساتھ) گم گئی اس کے مل جانے پر خوش ہو۔

(ماخوذ از صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی الحض علی التوبۃ.....الخ،الحدیث۲۷۴۴،ص۱۴۶۸)

زِنا کی توبہ

عرض: حُضور! اگر کوئی شخص ایسے مقام پر زِنا کرے جہاں اِقامتِ حُدُود (یعنی شرعی سزاؤں کا باضابطہ نظام) نہ ہو وہاں توبہ کرنے سے معافی ہو جائے گی یا نہیں؟

ارشاد: جس گناہ میں صرف "حَقُّ اللہ" (یعنی اللہ کا حق) ہو "حَقُّ الْعبد" (یعنی بندہ کا حق) نہ ہو وہ توبہ سے معاف ہو جائے گا اور بعض وہ ہیں جن میں "حَقُّ العبد" بھی شامل ہوتا ہے تو جب تک اس سے معاف نہ کرائے تو صرف توبہ سے معاف نہ ہوں گے۔

زِناکی معافی کس کس سے مانگے ؟

عرض: زِنا میں وہ کون کون ہیں جن کا حق شامل ہوتا ہے؟

ارشاد: بعض وقت عورت کا بھی حق ہوتا ہے جب کہ اس سے جَبْراً (یعنی زبردستی) زِنا کیا جائے اور اس کا باپ، بھائی، شوہر جس جس کو اِس خبر سے عار (یعنی شرم) لاحق ہو گی اُن سب کا حق ہے۔ عُلماء میں اِختِلاف ہے بعض نے کہا کہ صاف لفظوں میں ان سے معافی مانگے کہ "میں نے یہ کام کیا ہے، معافی چاہتا ہوں۔" اور بعض نے کہا: یوں کہہ سکتا ہے کہ جو چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا تمہارا حق میرے ذِمّہ ہے معاف کر دو لیکن یہ قولِ مَرجُوح ہے اور مُفتی کو جائز نہیں کہ قولِ مَرجُوح پر فتویٰ دے اور نہ قاضی حُکم دے سکتا ہے۔ فُقہائے کِرام تَصریح فرماتے ہیں:

اَلْحُکْمُ وَالْفُتْیَا بِالْقَوْلِ الْمَرْجُوْحِ جَھْلٌ وَخَرْقُ الْاِجْمَاع قولِ مَرجُوح پر فتویٰ اور حُکم دینا جہالت اور اجماع کی مخالفت ہے۔

(درمختار،مطلب اذا تعارض تصحیح، ج۱،ص۱۷۵)

معافی مانگنے کا عجیب واقعہ

﴿پھر فرمایا:﴾ اس بَریلی میں غدر (یعنی 1857ء کی جنگ آزادی) سے پہلے ایک صاحب نے عجیب شان سے توبہ کی کہ نہ ایسا کہیں دیکھا نہ سنا! کسی عورت کے ساتھ ان سے گناہ سَرزَد (یعنی واقع) ہوا بعد کو نادِم (یعنی شرمندہ) ہوئے ایک گڑھا

٢- صحيح مسلم

صحيح مسلم

المسند الصحيح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول الله ﷺ.
للإمام الحافظ أبي الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري
النيسابوري - رحمه الله -
(٢٠٦ - ٢٦١هـ)

بإشراف ومراجعة
فضيلة الشيخ / صالح بن عبد العزيز بن محمد بن إبراهيم آل الشيخ / حفظه الله

[٦٩٥٤] (...) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

[٦٩٥٥] ٣-(٢٧٤٤) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ - وَاللَّفْظُ لِعُثْمَانَ - قَالَ إِسْحٰقُ: أَخْبَرَنَا، وَقَالَ عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا - جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَىٰ عَبْدِ اللّٰهِ أَعُودُهُ وَهُوَ مَرِيضٌ، فَحَدَّثَنَا بِحَدِيثَيْنِ: حَدِيثًا عَنْ نَفْسِهِ وَحَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَجُلٍ فِي أَرْضٍ دَوِّيَّةٍ مَهْلَكَةٍ، مَعَهُ رَاحِلَتُهُ، عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ، فَنَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ، فَطَلَبَهَا حَتَّىٰ أَدْرَكَهُ الْعَطَشُ، ثُمَّ قَالَ: أَرْجِعُ إِلَىٰ مَكَانِيَ الَّذِي كُنْتُ فِيهِ، فَأَنَامُ حَتَّىٰ أَمُوتَ، فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَىٰ سَاعِدِهِ لِيَمُوتَ، فَاسْتَيْقَظَ وَعِنْدَهُ رَاحِلَتُهُ، عَلَيْهَا زَادُهُ وَطَعَامُهُ وَشَرَابُهُ، فَاللّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ هٰذَا بِرَاحِلَتِهِ وَزَادِهِ».

[٦٩٥٦] (...) وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ آدَمَ عَنْ قُطْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ: «مِنْ رَجُلٍ بِدَاوِيَّةٍ مِنَ الْأَرْضِ».

[٦٩٥٧] ٤-(...) حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَارِثَ بْنَ سُوَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ حَدِيثَيْنِ: أَحَدُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَالْآخَرُ عَنْ نَفْسِهِ، فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ» بِمِثْلِ حَدِيثِ جَرِيرٍ.

[٦٩٥٨] ٥-(٢٧٤٥) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا أَبُو يُونُسَ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ: خَطَبَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ فَقَالَ: «لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ رَجُلٍ حَمَلَ زَادَهُ وَمَزَادَهُ عَلَىٰ بَعِيرٍ، ثُمَّ سَارَ حَتَّىٰ كَانَ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ فَأَدْرَكَتْهُ الْقَائِلَةُ، فَنَزَلَ فَقَالَ تَحْتَ شَجَرَةٍ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ، وَانْسَلَّ بَعِيرُهُ، فَاسْتَيْقَظَ فَسَعَىٰ شَرَفًا فَلَمْ يَرَ شَيْئًا، ثُمَّ سَعَىٰ شَرَفًا ثَانِيًا فَلَمْ يَرَ شَيْئًا، ثُمَّ سَعَىٰ شَرَفًا ثَالِثًا فَلَمْ يَرَ شَيْئًا، فَأَقْبَلَ حَتَّىٰ أَتَىٰ مَكَانَهُ الَّذِي قَالَ فِيهِ، فَبَيْنَمَا هُوَ قَاعِدٌ إِذْ جَاءَهُ بَعِيرُهُ يَمْشِي، حَتَّىٰ وَضَعَ خِطَامَهُ فِي يَدِهِ، فَلَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ، مِنْ هٰذَا حِينَ وَجَدَ بَعِيرَهُ عَلَىٰ حَالِهِ».

قَالَ سِمَاكٌ: فَزَعَمَ الشَّعْبِيُّ، أَنَّ النُّعْمَانَ رَفَعَ هٰذَا الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَأَمَّا أَنَا فَلَمْ أَسْمَعْهُ.

[٦٩٥٩] ٦-(٢٧٤٦) حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ يَحْيَىٰ وَجَعْفَرُ بْنُ حُمَيْدٍ - قَالَ جَعْفَرٌ: حَدَّثَنَا، وَقَالَ يَحْيَىٰ: أَخْبَرَنَا - عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ إِيَادٍ [بْنِ لَقِيطٍ] عَنْ إِيَادٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «كَيْفَ تَقُولُونَ بِفَرَحِ رَجُلٍ انْفَلَتَتْ مِنْهُ رَاحِلَتُهُ، تَجُرُّ زِمَامَهَا بِأَرْضٍ قَفْرٍ لَيْسَ بِهَا طَعَامٌ وَلَا شَرَابٌ، وَعَلَيْهَا لَهُ طَعَامٌ وَشَرَابٌ، فَطَلَبَهَا حَتَّىٰ شَقَّ عَلَيْهِ، ثُمَّ مَرَّتْ بِجِذْلِ شَجَرَةٍ فَتَعَلَّقَ زِمَامُهَا، فَوَجَدَهَا مُتَعَلِّقَةً بِهِ؟» قُلْنَا: شَدِيدًا، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «أَمَا، إِنَّهُ وَاللّٰهِ! لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ، مِنَ الرَّجُلِ بِرَاحِلَتِهِ».

قَالَ جَعْفَرٌ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ إِيَادٍ عَنْ أَبِيهِ.

[٦٩٦٠] ٧-(٢٧٤٧) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: جَمِيعًا حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ [عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ] أَبِي طَلْحَةَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ - وَهُوَ عَمُّهُ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ حِينَ يَتُوبُ إِلَيْهِ، مِنْ أَحَدِكُمْ كَانَ عَلَىٰ رَاحِلَتِهِ بِأَرْضِ فَلَاةٍ، فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ، وَعَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ، فَأَيِسَ مِنْهَا، فَأَتَىٰ شَجَرَةً، فَاضْطَجَعَ فِي ظِلِّهَا، قَدْ أَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهِ، فَبَيْنَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ هُوَ بِهَا، قَائِمَةً عِنْدَهُ، فَأَخَذَ بِخِطَامِهَا، ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ: اللّٰهُمَّ! أَنْتَ عَبْدِي وَأَنَا رَبُّكَ، أَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ».

[٦٩٦١] ٨-(...) حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ إِذَا اسْتَيْقَظَ عَلَىٰ بَعِيرِهِ، قَدْ أَضَلَّهُ بِأَرْضِ فَلَاةٍ».

[٦٩٦٢] (...) وَحَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ: حَدَّثَنَا أَنَسُ [بْنُ مَالِكٍ] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

(المعجم ٢) - (بَابُ سقوط الذنوب بالاستغفار، والتوبة) (التحفة ٣)

[٦٩٦٣] ٩-(٢٧٤٨) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ قَيْسٍ، قَاصِّ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي صِرْمَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّهُ قَالَ حِينَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ: كُنْتُ كَتَمْتُ عَنْكُمْ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «لَوْلَا أَنَّكُمْ تُذْنِبُونَ لَخَلَقَ اللّٰهُ خَلْقًا يُذْنِبُونَ، يَغْفِرُ لَهُمْ».

[٦٩٦٤] ١٠-(...) حَدَّثَنَا هَرُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي عِيَاضٌ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْفِهْرِيُّ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُبَيْدِ ابْنِ رِفَاعَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ أَبِي صِرْمَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «لَوْ أَنَّكُمْ لَمْ تَكُنْ لَكُمْ ذُنُوبٌ، يَغْفِرُهَا اللّٰهُ لَكُمْ، لَجَاءَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ لَهُمْ ذُنُوبٌ، يَغْفِرُهَا لَهُمْ».

[٦٩٦٥] ١١-(٢٧٤٩) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ جَعْفَرٍ الْجَزَرِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ، وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ، فَيَسْتَغْفِرُونَ [اللّٰهَ]، فَيَغْفِرُ لَهُمْ».

(المعجم ٣) - (بَابُ فضل دوام الذكر والفكر في أمور الآخرة، والمراقبة وجواز ترك ذلك في بعض الأوقات، والاشتغال بالدنيا) (التحفة ٤)

[٦٩٦٦] ١٢-(٢٧٥٠) حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ يَحْيَىٰ وَقَطَنُ بْنُ نُسَيْرٍ - وَاللَّفْظُ لِيَحْيَىٰ -: أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ حَنْظَلَةَ الْأُسَيِّدِيِّ قَالَ: - وَكَانَ مِنْ كُتَّابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ - قَالَ: لَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: كَيْفَ أَنْتَ؟ يَا حَنْظَلَةُ! قَالَ: قُلْتُ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ، قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَا تَقُولُ؟ قَالَ قُلْتُ: نَكُونُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ، [حَتَّىٰ] كَأَنَّا رَأْيُ عَيْنٍ، فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ، نَسِينَا كَثِيرًا، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَوَاللّٰهِ! إِنَّا لَنَلْقَىٰ مِثْلَ هٰذَا، فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، حَتَّىٰ دَخَلْنَا عَلَىٰ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قُلْتُ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: «وَمَا ذَاكَ؟» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! نَكُونُ عِنْدَكَ، تُذَكِّرُنَا بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ، [حَتَّىٰ] كَأَنَّا رَأْيُ عَيْنٍ، فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ، عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِينَا كَثِيرًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنْ لَوْ تَدُومُونَ عَلَىٰ مَا تَكُونُونَ عِنْدِي، وَفِي الذِّكْرِ، لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلَىٰ فُرُشِكُمْ، وَفِي طُرُقِكُمْ، وَلٰكِنْ، يَا حَنْظَلَةُ! سَاعَةً وَسَاعَةً» ثَلَاثَ مِرَارٍ.

[٦٩٦٧] ١٣-(...) حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ حَنْظَلَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَوَعَظَنَا فَذَكَّرَ النَّارَ، قَالَ: ثُمَّ جِئْتُ إِلَى الْبَيْتِ فَضَاحَكْتُ الصِّبْيَانَ وَلَاعَبْتُ الْمَرْأَةَ، قَالَ:

تقسیم شروع ہوگئی، اور شر پسند اذہان نے اس کی من پسند تشریحات وتفصیلات اور تبصرے شروع کر دیئے، حالانکہ تفصیل مسلک کئے بغیر یہ تحریر اندھیرے میں تیر چلانے والی بات ہے، اس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ اس ساری داستان کی حقیقت بلا کم وکاست منظر عام پر آجائے تاکہ بلیک میلر اور شر پسند اذہان کا راستہ بند ہو جائے اور جو کچھ طے پایا ہے وہ ہر مخلص اور دین ومسلک کا درد رکھنے والے سنی کے علم میں آجائے۔

کسی مسئلے کی طرف رجوع کرنا شکست کی علامت نہیں بلکہ عظمت کی دلیل ہے:

بعض لوگوں نے شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول سعیدی کے اس اعلان کو کہ انہوں نے شرح صحیح مسلم اور تبیان القرآن کے بعض مسائل میں رجوع کرلیا ہے، شہر میں چھاپ کر تقسیم کیا ہے، شاید ان کے خیال میں کسی مصنف کا اس کی تصنیف کے کسی مسئلے سے رجوع کرنا اس کی شکست کی علامت ہے، حالانکہ یہ اُس کی شکست کی علامت نہیں بلکہ اس کی عظمت کی دلیل ہے، کیونکہ اس کے رجوع کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تکبر اور انانیت کا شکار نہیں ہیں بلکہ حق کے متبع ہیں۔ سو علامہ غلام رسول سعیدی نے بعض مسائل میں رجوع کر کے یہ واضح کر دیا کہ وہ حق کے متبع ہیں، رسول اللہ ﷺ نے بعض مواقع پر تعلیمِ امت کے لئے اپنی سابق رائے سے حضرت عمر کی رائے کی طرف رجوع فرمالیا۔ اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کی طرف رجوع فرمالیا اور حضرت عمر نے ایک مسئلے میں حضرت علی کے قول کی طرف رجوع فرمالیا اور ایک مسئلے میں ایک بوڑھی عورت کے قول کی طرف رجوع فرمالیا، اور ایک مسئلے میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی طرف رجوع فرمالیا۔ اسی طرح ائمہ مجتہدین میں سے بھی چاروں ائمہ نے اپنے اپنے بعض اقوال سے رجوع فرمایا ہے، سو علامہ غلام رسول سعیدی نے بعض مسائل میں رجوع کر کے رسول اللہ ﷺ کی سنت، خلفاءِ راشدین اور دیگر صحابہ کے طریقے اور ائمہ مجتہدین کی پیروی کی ہے۔ ملامت کے لائق تو وہ لوگ ہیں جو حق واضح ہونے کے بعد بھی رجوع نہیں کرتے اور حق کی طرف رجوع کرنے والے صرف اللہ سے ڈرنے والے ہیں اور حق کی اتباع کرنے والے ہیں۔ اب ہم اس سلسلے میں احادیث، آثار اور اقوال مجتہدین کو پیش کر رہے ہیں۔

{9}

یضحک فقال: الحدیث کما حدثتنی۔ (فتح الباری ج ۳ ص ۵۸۸ طبع لاہور)

عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے رجوع کرلیا اور حضرت ابن عباس سے فرمایا مجھے یہ یقین ہے کہ آپ نے سچ کے سوا اور کچھ نہیں کہا، یہ صحیح مسلم کی عبارت ہے اور سنن نسائی میں یہ عبارت ہے: عکرمہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس کے پاس بیٹھا تھا، ان سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ یہ فتویٰ دیتے ہیں؟، حضرت ابن عباس نے فرمایا: اس انصاری خاتون سے اس کے متعلق حدیث معلوم کرلو، حضرت زید نے ان سے حدیث پوچھی اور ہنستے ہوئے (اپنے قول سے) رجوع کرلیا اور کہا: جس طرح آپ نے بیان کیا تھا، اسی طرح حدیث ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کئی مسائل میں اپنے شاگردوں کے قول کی طرف رجوع کیا، امام مالک نے کئی اقوال میں رجوع کیا اور امام احمد اور امام شافعی کے ہر مسئلے میں دو قول ہیں، یعنی انہوں نے بعد والے قول میں اپنے پہلے قول سے رجوع کرلیا۔

علامہ سید ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز کے سوا کسی کتاب کے لیے عصمت کو مقدر نہیں فرمایا یا کسی اور کتاب کی عصمت پر راضی نہیں ہے، یہ صرف اسی کی کتاب کی شان ہے جس کے حق میں فرمایا: لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ (حم السجدہ: ۴۲) اس کتاب میں باطل سامنے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے۔

سو قرآن مجید کے علاوہ دوسری کتابوں میں خطائیں اور لغزشیں واقع ہوتی ہیں، کیونکہ وہ انسان کی تصنیفات ہیں اور خطا اور لغزش انسان کی سرشت ہے۔

علامہ عبدالعزیز بخاری نے اصول بزدوی کی شرح میں لکھا ہے کہ بویطی نے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ امام شافعی نے کہا: میں نے اس کتاب کو تصنیف کیا ہے، میں نے اس میں صحت اور صواب کو ترک نہیں کیا، لیکن اس میں ضرور کوئی نہ کوئی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف ہوگی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا (النساء: ۸۲) اور اگر

عن عكرمة ان اهل المدينة سالوا ابن عباس عن امراة طافت ثم حاضت قال: لهم تنفر؟ قالوا: لا ناخذ بقولك وندع قول زيد، قال: اذاقدمتم المدينة فاسئلوا فقدموا المدينة فكان فى من سالوا ام سليم فذكرت حديث صفية

(صحیح البخاری، رقم الحدیث ۱۷۵۹، ۱۷۵۸، صحیح مسلم، رقم الحدیث ۱۳۲۸، السنن الکبری للنسائی، رقم الحدیث ۴۱۹۹)

عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ سوال کیا کہ جس عورت نے طواف (زیارت) کرلیا ہو پھر اس کو حیض آجائے تو آیا وہ (طواف وداع کے بغیر) واپس جاسکتی ہے؟، حضرت ابن عباس نے فرمایا: جاسکتی ہے، اہل مدینہ نے کہا: ہم آپ کے قول کی وجہ سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قول کو ترک نہیں کریں گے، (حضرت زید کہتے تھے کہ وہ طواف وداع کیے بغیر نہیں جاسکتی)، حضرت ابن عباس نے فرمایا جب تم مدینہ جاؤ تو اس مسئلہ کی تحقیق کرلینا، جب وہ مدینہ گئے تو انہوں نے اس کی تحقیق کی، اور حضرت ام سلیم سے بھی پوچھا تو انہوں نے حضرت صفیہ کی (یہ) حدیث بیان کی: (کہ ایسی صورت میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ کو طواف وداع کیے بغیر جانے کی اجازت دی تھی۔

جب اہل مدینہ کو حضرت صفیہ کی یہ حدیث مل گئی تو انہوں نے حضرت ابن عباس کے پاس جاکر حق کا اعتراف کرلیا:

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

فرجعوا الى ابن عباس فقالوا وجدنا الحديث كما حدثتنا

پھر اہل مدینہ حضرت ابن عباس کے پاس گئے اور کہا جس طرح آپ نے ہمیں حدیث سنائی تھی ہمیں اسی طرح حدیث مل گئی۔

(فتح الباری ج ۳ ص ۵۸۸، طبع لاہور)

اور حضرت زید بن ثابت کو جب یہ حدیث مل گئی تو انہوں نے بھی رجوع فرمالیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی، امام مسلم اور امام نسائی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

قال فرجع اليه: فقال ما راك الا قد صدقت، لفظ مسلم وللنسائى كنت عند ابن عباس فقال له زيد بن ثابت انت الذى تفتى وقال فيه فسالها ثم رجع وهو

بالآخر دین و مسلک کا درد رکھنے والی ایک شخصیت حاجی محمد رفیق پردیسی برکاتی صاحب نے پہل کی، اور یہ محسوس کیا کہ شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی اہلسنت کے لئے باعث افتخار ہیں، وہ ملت کا سرمایہ ہیں، ان کی تصانیف دین و مسلک کا عظیم المرتبت اثاثہ ہیں، اس لئے اس قضیے کو علمی انداز میں حل کر کے اس کا باب ہمیشہ کیلئے بند کر دینا چاہئے، انہوں نے علامہ سعیدی صاحب کے سامنے تجویز پیش کی اور علامہ صاحب نے اسے بہ طیب خاطر و برضاء و رغبت شرح صدر سے قبول کیا۔ حَکَم کے طور پر مناظر اہلسنت حضرت شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی مدظلہم اور محسن اہلسنت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہم کے اسماء گرامی پر اتفاق ہوا۔ علامہ صاحب نے فرمایا کہ یہ دونوں حضرات اتفاق رائے سے کسی عبارت کے حذف یا لفظی ردوبدل کے بارے میں اخلاص کے ساتھ جو رائے دیں گے، اسے میں قبول کر لوں گا، کیونکہ یہ دونوں اکابر اس کے لئے اَحَق اور اہل ہیں اور مصنف کے موقف و دلائل اور نفس مسئلہ کے ہمہ جہت پہلوؤں پر بھی ان کی نظر ہے، 22/اگست 2005ء کو دارالعلوم نعیمیہ میں اس سلسلے میں نشست ہوئی، جس میں ان دونوں کے علاوہ علامہ غلام محمد سیالوی مہتمم شمس العلوم جامعہ رضویہ و ناظم امتحانات تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان، علامہ ممتاز احمد سدیدی، علامہ سید مظفر حسین شاہ اور حاجی محمد رفیق پردیسی برکاتی زید مجدہم بھی اس مجلس میں شریک ہوئے۔

ان حضرات نے جن عبارات و مقامات کی نشاندہی کی، ان پر گفتگو ہوئی، اس کے نتیجے میں چند جگہ سے عبارت کا کچھ حصہ حذف کر دیا گیا، بعض مقامات پر عبارات میں کچھ ترمیم و تبدیلی کر دی گئی اور چند جگہ ایک جملے کا اضافہ کر دیا گیا، اس کی مکمل تفصیل آپ کو آئندہ سطور میں مل جائے گی۔ اس متفقہ فیصلے کے بعد علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب مدظلہم کی طرف سے ایک عبارت علامہ سعیدی صاحب مدظلہم کے پاس ارسال کی گئی، علامہ صاحب نے جذبۂ اصلاح و اخلاص، مسلک کے عظیم تر مفاد، فیما بین المسالک وسیع تر تفاہم، تعاون اور ہم آہنگی کے فروغ کیلئے اس پر دستخط کر دیئے، ان کی رائے میں یہ ایک علمی امانت تھی اور شرح صحیح مسلم و تفسیر تبیان القرآن کی متعلقہ جلدوں کی اگلی اشاعت کا جب مرحلہ آتا جائیگا، یہ حذف، ترمیم یا اضافہ اس میں متعلقہ مقامات پر شامل کر دیا جائیگا۔ لیکن ہوا یہ کہ کراچی میں اس تحریر کے فوٹو اسٹیٹ کی

تقسیم شروع ہوگئی، اور شر پسند اذہان نے اس کی من پسند تشریحات و تفصیلات اور تبصرے شروع کر دیئے، حالانکہ تفصیل مسلک کئے بغیر یہ تحریر اندھیرے میں تیر چلانے والی بات ہے، اس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ اس ساری داستان کی حقیقت بلا کم و کاست منظر عام پر آجائے تاکہ بلیک میلر اور شر پسند اذہان کا راستہ بند ہو جائے اور جو کچھ طے پایا ہے وہ ہر مخلص اور دین و مسلک کا درد رکھنے والے سنی کے علم میں آجائے۔

کسی مسئلے کی طرف رجوع کرنا شکست کی علامت نہیں بلکہ عظمت کی دلیل ہے:

بعض لوگوں نے شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول سعیدی کے اس اعلان کو کہ انہوں نے شرح صحیح مسلم اور تبیان القرآن کے بعض مسائل میں رجوع کر لیا ہے، شہر میں چھاپ کر تقسیم کیا ہے، شاید ان کے خیال میں کسی مصنف کا اس کی تصنیف کے کسی مسئلے سے رجوع کرنا اس کی شکست کی علامت ہے، حالانکہ یہ اُس کی شکست کی علامت نہیں بلکہ اس کی عظمت کی دلیل ہے، کیونکہ اس کے رجوع کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تکبر اور انانیت کا شکار نہیں ہیں بلکہ حق کے متبع ہیں۔ سو علامہ غلام رسول سعیدی نے بعض مسائل میں رجوع کر کے یہ واضح کر دیا کہ وہ حق کے متبع ہیں، رسول اللہ ﷺ نے بعض مواقع پر تعلیمِ امت کے لئے اپنی سابق رائے سے حضرت

صاحب اخلاق ہو۔

ایک مفتی کے لئے تقویٰ پرہیزگاری بھے لازم ہے ساتھ ہی وہ حق گو وباہمت بھی ہو، بزدل اور مصلحت پسند نہ ہو۔

ایک مفتی کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ وہ اغنیا اور دولت مندوں سے اور کثرت محافل سے دور بلکہ کسی حد تک گوشہ نشین رہے۔

ایک مفتی کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ استفتاء کا جواب ترتیب سے دے کسی امیر کی رعایت سے ترتیب نہ توڑے اگرچہ امراء دباؤ ہی کیوں نہ ڈالیں، مگر یہ کہ کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو البتہ بہت ضروری فتوے کے لئے ترتیب توڑ سکتا ہے۔ البتہ علماء دین ومشائخ کرام کی جانب سے اگر کوئی استفتاء ہو تو پھر وہاں ترتیب نہ دیکھے بلکہ جتنی جلد ہو سکے جواب دے۔

ایک مفتی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اگر مگر کر کے فتویٰ نہ لکھے بلکہ اگر کسی دوسرے شخص کا اس فتوی سے تعلق ہو تو صرف مستفتی پر انحصار نہ کرے بلکہ اس فریق کو بلا کر شہادت شرعی وحلف کے ذریعہ پوری تشفی حاصل کرے اور بڑی خود اعتمادی و پر اعتمادی کے ساتھ شریعت کا حکم نافذ کرے اور اپنے فتوے کو فقہ کے کتب معتبرہ کے حوالے سے مدلل ومبرہن کرے اور یہ خیال دل میں نہ لائے کہ اس مسئلے سے رجوع کرلیں گے، حوالہ جات کے لئے نادر کتابوں سے پرہیز کرے کہ جب وہ خواص کو دستیاب نہیں تو عوام بیچارے کیا کر سکتے ہیں۔

(ماہنامہ سنی آواز شمارہ جنوری فروری ۲۰۰۳ء)

فی زمانہ مفتیانِ دینِ متین یا اس مقدس صف میں کھڑے ہونے کا جذبہ وتڑپ رکھنے والے مذکورہ بالا شرائط پر ضرور غور فرمائیں۔